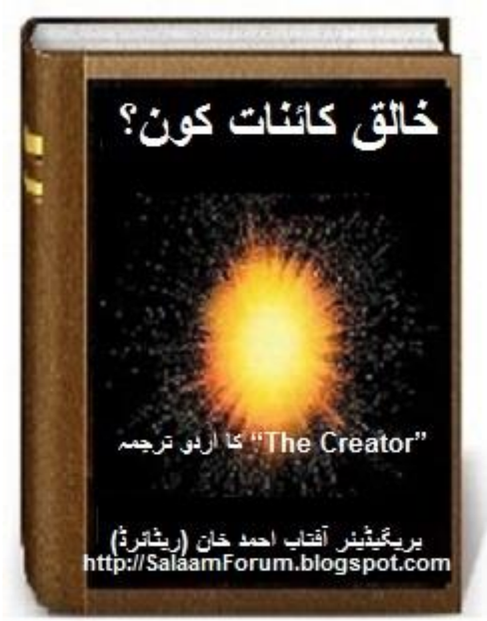


بریگیڈیئر آفتاب احمد خان (ر)

Peace Forum Network سلام فورم نیٹ ورک

http://salaamforum.blogspot.com

Published in **The Defence Journal**, Karachi, (www.defencejournal.com)

مصنف کی دوسری کتب اور مضامین کے لئے وزٹ کریں:

http://JustOneGod.blogspot.com , http://FreeBookPark.blogspot.com

شیر لنک: https://goo.gl/kgkTl8

Peace Forum Network

Free Books

The Creator خالق کائنات

بسم الله الرحمن الرحیم
لآ اِلَهَ اِلّا اللّهُ مُحَمَّدٌ رَسُوُل اللّهِ

شروع اللہ کے نام سے، ہم اللہ کی حمد کرتے ہیں اس کی مدد چاہتے ہیں اوراللہ سے مغفرت کی درخواست کر تے ہیں. جس کواللہ ھدایت دے اس کو کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اورجس کو وہ اسی کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے گمراہی پر چھوڑ دے اس کو کوئی ہدایت نہیں دے سکتا. ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، محمد ﷺ اس کے بندے اورخاتم النبین ہیں اور انﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں ہے. درود و سلام ہوحضرت محمّد ﷺ پر اہل بیت (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اور اصحاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اجمعین پر. جو نیکی وہ کرے وہ اس کے لئے اور جو برائی وہ کرے وہ اس پر ہے، اے ہمارے رب! اگر ہم بھول گئے ہوں یا خطا کی ہو تو ہمیں نہ پکڑنا.

دیباچہ

ہم کون ہیں؟ ہم کیوں اس دنیا میں موجود ہیں ؟ اس کائنات کو کسی نے تخلیق کیا یا اتفاقا خود بخود معرض وجود میں آگئی؟ اس طرح کے لا تعداد سوالات انسانی ذہن میں آتے ہیں جن کے جوابات فلسفی، مفکر، مذہبی پیشوا اورسائنسدان صدیوں سےمعلوم کرتے اور پیش کرتے رہے ہیں- ان میں ایک عظیم طاقت کا تصورنمایاں طور پر ابھر کر سامنے آتا ہے، جس سے تعلق کے ساتھ لوگ
ایک ترتیب وار طرز زندگی اور معاشرے میں ایک روحانی زندگی بسر کرتےہیں اور مغفرت پانے کی کوشش کرتے ہیں اس کو مذہب کا نام بھی دیا جاتا ہے ۔ مذہب کا لغوی معنی "راستہ" ہے، یعنی جس پر چلا جائے۔ باقی لوگوں کو لا مذہب کہا جا سکتا ہے- سب سے اہم مسئلہ جو خدا کو ماننے والوں کی توجہ کا مرکز رہا؛ کہ کس طرح عقل سے خدا کے وجود کو ثابت کیا جائے؟
اس کتاب میں اس سے منسلک موضوعات کےجوابات تلاش کرنے کی کوشش کی گئی ہے- ابراہیمی مذاہب یعنی یہودیت، مسیحیت اور اسلام، تلاش حق کی فطری انسانی خواہش کو علم وحی کے ذریعےجو کہ نبیوں اور رسولوں پر نازل ہوتا ہے ،پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں- اس کے ساتھ ساتھ یہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منسلک تین مذاہب تاریخی طور پر 'خدا' اور 'تخلیق' کے متعلق فلسفیانہ، الٰہیات اور سائنسی پہلوؤں پر نظرڈالیں گے-اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اصل ورثہ کے طور پر ظاہر ہوتا ہے، جس کی تکمیل حضرت محمد ﷺ پر ہوئی- (The Creator) " کا ترجمہ و مزید تحقیق "خالق کائنات کون؟" اردو میں پہلی کوشش ہے، مزید کتب :تخلیق کاینات' ، 'راہنمائی'اور 'اسلام: دین کامل' بھی اردو میں شائع کرنے کا ارادہ ہے(انشاالله) - ان کے علاوہ متعدد کتب (eBooks) اور مضامین اس بلاگ پر مہیا ہیں :
http://FreeBookPark.blogspot.com

بریگیڈیئر آفتاب احمد خان (ر)
لاہور ، 25اپریل 2017
http://AftabKhan-net.page.tl

انڈکس

باب-1
تعارف

قُلِ اللَّـهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿ ١٦الرعد﴾
" کہہ دو کہ خدا ہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے اور وہ یکتا (اور) زبردست ہے" (قرآن 13:16)
"الله، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ لگتی ہے زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں سے کوئی چیز اُن کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے"(قرآن:255)
" کہہ دووہ الله ایک ہے ، الله بے نیاز ہے نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے " (قرآن 112:1,2,3,4)
"تب یسوع نے کہا، "سب سے اہم حکم یہ ہے اے بنی اسرائیلیو سنو، خداوند ہمارا خدا ہی صرف ایک خداوند ہے"- (بائبل مرقس 12:29,استثناء :6:4)
"خداوند میرے آقا اس لئے تو بہت عظیم ہے تیرے جیسا کو ئی نہیں ، کو ئی خدا نہیں سوائے" (2 سموئیل 7:22)
"نیکی کی بابت تو مجھ سے کیوں پو چھتا ہے ؟ خداوند خدا ہی نیک اور مقدس ہے- اگر تو ہمیشگی کی زندگی کو پانا چاہتے ہو تو حکموں پر عمل کر"-(متّی; 19:17)
ایک عظیم طاقت کا تصورہمیشہ شروع سے انسانی فطرت کا حصہ رہا ہے- وہ عظیم طاقت جو تمام کائنات، آسمان اور زمین کی خالق اور حاکم ہے، جو کہ پہلا سبب ہے ہر چیزکے وجود اور وقوع پزیر ہونے کا- خدا پر اعتقاد کے بعد مختلف ثقافتوں میں اس کی عبادت کی گئی- ابتدائی طور پر اس عظیم قوت کی کوئی تصاویرنہیں تھیں اورنہ ہی کوئی کاہن کسی مندر میں اس کی خدمت پر مامورتھے- وہ عظیم طاقت ایک محدود انسانی تصوریا مذہب سے بہت بلند تھا ۔ اسی لیےپہلے ایک قدیم قسم کے تصور توحید کی ابتدا ہوئی پھر بہت دیربعد لوگوں نے دیوتاؤں کی ایک بڑی تعداد کی عبادت شروع کر دی- جب لوگوں نے بہت سے معاونین معبودوں کی تصا ویر اور بت بنا لئےتو بتدریج وہ عظیم ہستی لوگوں کے شعور سے دھندلا گییٔ اور یہ شرک کا آغاز تھا- اس الٰہی، سپریم خالق اور پروردگارکا عربی میں نام الله، اردو میں خدا اور انگریزی میں گاڈ God ہے ۔
پرانے افریقی قبائل اب بھی ایک ایسے عظیم معبود پر ایمان رکھتےہیں جس نے کائینات کو تخلیق کیا اور اس پر حکمرانی کرتا ہے- انسانوں کے گروہوں کے خدا یا دیوتاؤں یا جس کسی کو بھی وہ مقدس، مافوقِ الفطرت طاقت و ہستی سمجھتے ہوں ، کے

ساتھ تعلق کو مذہب کے طور پر جانا جاتا ہے- لہٰذا مذہب وہ راستہ ہے جو اس پر چلنے والوں کو مشترکہ معبود کی عبادت اور رسومات کے زریعے باندھتا ہے- مذہب ایک ترتیب وار طرز زندگی ہے، جس سے معاشرے میں انسان ایک روحانی زندگی بسر کرتاہے اور مغفرت پانے کی کوشش کرتا رہتا ہے-

مختلف مذاہب اپنے اصولوں، عقائد، رسومات اوربنیادی اعتقادات میں اختلاف رکھتے ہیں جن میں مذہبی فضیلت مخصوص تصور خدا اور خدا کی مرضی پراعتماد اور قبول کرنا شامل ہیں- اسلام ایک ہمہ گیراصطلاح" دین" استعمال کرتا ہے مذھب 'دین' کا ایک حصہ ہے- عربی میں دین کے معنی، اطاعت اور جزا کے ہیں- دین اسلام، عقائد ، عبادات کے ساتھ ساتھ زندگی گزارنے کے لیے مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے ، جس میں اخلاقیات، معاشرتی نظام ، معاشی نظام، قانون اور تمام شعبہ جات زندگی شامل ہیں- قرآن دینی اتفاق پر زور دیتا ہے:

"اور بے شک یہ تمہاری جماعت ایک ہی جماعت ہے اور میں تم سب کا رب ہوں پس مجھ سے ڈرو- پھر انہوں نے اپنے دین کو آپس میں ٹکڑے ٹکڑے کر لیا ہر ایک جماعت اس ٹکڑے پر جو ان کے پاس ہے خوش ہونے والے ہیں" (23:52,53 قرآن)

جرمن ماہر الہیات، فلسفی، اور مذہبی تاریخ دان، رودلف اوٹو (1937-1986) نے'نومنووس' (numinous ،مافوق الفطرت، اسطورہ یا روحانی) کی اصطلاح وضح کی تاکہ مذہبی تجربہ کے غیر منطقی عنصر کو تفویض کیا جائے، جس میں الہٰی کے تصور سے 'خوف، توجہ اور خوشی کا احساس دل میں پیدا ہوتا ہے- وہ سمجھتا تھا کہ مذہب، سائنس سے آگے اور اس سے الگ دنیا کی تفہیم فراہم کرتا ہے- انہوں نے کہا کہ ' مذہب کا سب سے اہم حصہ الفاظ کے ذریعے بیان نہیں کیا جا سکتا. یہ مذہب کا (بظاہر) ناقابل فہم حصہ ہے- مذہب کا مستحکم حصہ نظریاتی حصہ ہے جو بہت اہم ہے- لیکن ہم کو یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ایسا بہت کچھ ہے جس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جا سکتا-

ہر مذہب میں عام طور پر مشترکہ عقائد کا اپنا مجموعہ ہوتا ہےجن پرکمیونٹی مشترکہ طور پر عمل کرتی ہےاور وہ ان کی ثقافت، اقدارکا اظہار حکایاتِ، عقائد اور رسومات کے ذریعے کرتے ہیں- عبادت شاید مذہب کا سب سے بنیادی عنصر ہے، مگرعملی اخلاق، صحیح عقیدہ اور مذہبی اداروں کی شرکت بھی مذہبی زندگی کے عناصر ہیں ۔

مذہب انسانی دماغ میں اٹھنے والے بنیادی سوالات کے جواب دینے کی کوشش کرتا ہے، جیسے: خدا کا وجود، کائنات اور انسانیت کی تخلیق، انسانی دکھ درد، بدی، موت اوربعد از موت وغیرہ-

عظیم ابراہیمی مذاہب یہودیت، عیسائیت اور اسلام ظاہری (بیرونی) مرکوزہیں، ان کے رسول اور پیغمبر خدا کی طرف سےبذریعہ وحی موصول آسمانی علم کے ذریعے انسانی ذہن میں اٹھنے والے بنیادی سوالات کے جوابات سے ذہن کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں-

دوسری طرف باطنی مرکوز مذاہب مثلاً 'جین اور بدھ مت حقیقت کی اصلیت کے تصورکے احساس کا استعمال کرتے ہیں-

جب تینوں ابراہیم سے منسلک مذاہب میں 'خدا' اور 'تخلیق' کے بارے میں فلاسفی، الہیات

اور سائنسی پہلوؤں کی تاریخی ترقی کا جایزہ لیتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ:
"ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک (خدا) کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرماں بردار تھے اور مشرکوں میں نہ تھے " (3:67 قرآن)
یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے (حضرت اسحاق علیہ السلام کے بیٹے) حضرت یعقوب علیہ السلام اور لیاہ کے چو تھے بیٹے کا نام یہودہ تھا، ان کےقبیلہ کے نام پریہودہ سلطنت قائم ہوئی ، بعد میں تمام بنی اسرائیل 'یہودی' کے نام سے مشہور ہو گئے- عیسائیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منسوب ہےجو در اصل پال (صاؤل) کے ایجاد کردہ مذہب کے ماننے والے ہیں- حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت مریم علیہ السلام کے بیٹے تھے جو کنواری ماں بنی تھیں ان کا سلسلہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نسل سے ،حضرت اسحاق علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک ملتا ہے- حضرت ابراہیم علیہ السلام کا مذہب جو خالص توحید تھا نسل در نسل اتنا بگاڑ دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کی تثلیث میں تیسرا اور خدا کا بیٹا بنا دیا گیا جو سراسر شرک اور دین ابراہیمی کی نفی ہے:
"یہودیوں نے کہا ، "ہما را باپ ابراہیم ہے-" یسوع نے کہا ، "اگر تم حقیقت میں ابراہیم کے بیٹے ہو تو وہی کروگے جو ابرا ہیم نے کیا-" (یوحنا 8:39)
"صحیفہ بھی یہی سب کچھ ابرا ہیم کے بارے میں کہتا ہے-"ابرا ہیم نے خدا پر ایمان لا یا اور اس کے معاوضہ میں خدا نے اسے قبول کیا اور وہ خدا کے نزدیک راستباز ہوا-"تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہا ابراہیم کے سچے لڑ کے وہی لوگ ہیں جو ایمان وا لے ہیں- (گلتیوں 3:6،7)
چودہ سو سال قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دوسرے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے حضرت محمد ﷺ نے اصل دین توحید ، دین ابراہیمی کو اس کی اصل روح میں وحی ،عقل و دلیل کی روشنی کے ساتھ بحال کیا- توحید کو پراسرار،لا یعنی مشرک عقائد سے پاک کیا جوانسانی عقل اوراصل سچائیوں پرجذباتی جہالت کے سا یئے ڈال دیتے ہیں- اس طرح جدید مذہبی ترقی کو نمائندگی ملی- عام تصورہے کہ حضرت محمد ﷺ ایک نیئے مذہب کےبانی تھے مگرحقیققت اس کے برعکس ہے ، اسلام، ابراہیم علیہ السلام کے اصل ورثہ کے طور پرظہور پزیر ہوا جوایک ملت حنیفیہ یا ملت ابراہیمی جسے دین ابراہیمی بھی کہا جاتا ہے- حنیف؛ عقیدہ کا سچا اور پختہ، حق پرست، باطل کی ضد، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا لقب تھا جس سے مذہب اسلام کو منسوب کیا جاتا ہے- آپکی ملت " ملت حنیفیہ " کہلائی جس کی اتباع و پیروی کا حکم حضرت محمد ﷺ - کو بھی دیا گیا:
ثُمَّ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ اَنِ اتَّبِعۡ مِلَّۃَ اِبۡرٰہِیۡمَ حَنِیۡفًا
'پھر ہم نے تمہاری طرف وحی بھیجی کہ دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تہے اور مشرکوں میں سے نہ تہے'. (النحل :16:123)

بنیادی عقائد:

مختلف عقاید جن میں خدا کے وجود پر ایمان رکھنا یا اس کے مخالف (جن میں درمیانی راستہ بھی شامل ہے) کے نتیجے میں مختلف اقسام کے نظریات وجود میں آ گئے جیسے کہ خدا پرستی (Theism)، توحید پرستی (Monotheism-موحد، ایک خدا پرست)،

تھیوڈسی (Theodicy- خدا کی لامحدود طاقت کا برائی کی موجودگی میں دفاع)، دی ازم (Deism- مذہب فطرت ، اخلاقیات پر زورکیونکہ اس نظریہ کے مطابق خدا کائنات اور قوانین بنا کر مداخلت نہیں کرتا)، اگناسٹک (Agnosticism-خدا کےہونے یا نہ ہونے کے متعلق لا تعلق)، دہریت، الحاد (Atheism- خدا کے وجود کا انکار) وغیرہ -

دی ازم (Theism) : اس نظریہ کے مطابق؛ تمام قابل مشاہدہ مظاہرایک سپریم طاقت پر منحصر ہے لیکن وہ اس عظیم طاقت سے علیحدہ ہیں- ان کے خیال میں خدا انسانی تصور سے ماوراہے، وہ اعلی ہے ، اور بے نیاز ہے مگر وہ ایک مخصوص طر یقہ سے کائینات اور اس کے معاملات میں دخل انداز ہے-

دیسٹ (Theists) نقطہ نظر کی حمایت میں عقلی دلائل اور تجربہ کرنے کی درخواست پر انحصار کرتے ہیں- دی ازم (Theism) کے لئے ایک مرکزی مسئلہ شر کے وجود کے ساتھ ایک ایسے خدا کا ملاپ کرنا رہا ہے جو عام طور پر مقتدر اور کامل سمجھا جاتا ہے .

توحید (Monotheism) ؛ ایک خدا کے وجود پر ایمان ہےجو اس شرک سے مبرا ہے.

توحید یہودیت، عیسائیت(کسی حد تک) اور اسلام کی خصوصیت ہے، جن کے مطابق خدا دنیا کا خالق ہےاورنگران بھی جو انسانی واقعات میں مداخلت کرتا ہے- خدا رحمان اور مقدس ہے جوتمام نیکیوں اوراچھائیوں کا منبع ہے-

تاریخی طور پرزیادہ تر دوسرے مذاہب مشرکانہ نظریات رکھتے ہیں جس میں لا تعداد دیوتاؤں کے اوپرایک عظیم خدا کا تصور یا طاقتوردیوتاؤں کے چھوٹے گروپ کے وجود کا اظہار ہے -

وہ توحید جو یہودیت عقائد میں شامل ہے قدیم اسرائیل میں شروع ہوئی، اس میں خدا (یاویح)Yahweh کوعبادت کا واحد مرکزمان کر، دیگر قبائل اور قوموں کے دیوتاؤں کو ابتدائی طور پر ان کے وجود کا انکار کیئے بغیر رد کیا گیا-

اسلام کےاقرار ایک، ابدی،غیرتخلیق شدہ خدا ، اللہ پر یقین بالکل واضح ہے جس کےنہ کوئی برابر ، نہ ہی کوئی شریک، مسیحیت میں ایک خدا ، پاک تثلیث کے تین افراد پرمشتمل ہے جو شرک کی ایک شکل ہے، اگرچہ مسیحی اس کو توحید کہتے ہیں-

تھیوڈسی (Theodicy) : اس نظریہ کی بنیاد خدا کی لامحدود طاقت کا برائی کی موجودگی میں دفاع کرنے پر ہے- اچھائی اور برائی کے قابل مشاہدہ حقائق کے ساتھ انصاف اور دنیا میں دکھ کے ساتھ تعلق کا جواز پیش کرنے کے لئے ایک دلیل ہے - بیشتر ایسے دلائل تھیوڈسی theism کا ایک ضروری جزو ہیں.

شرک polytheism میں اچھائی اور برائی کے قابل مشاہدہ حقائق کےمسئلہ کودیوتاوں کے درمیان مرضی کے ٹکراؤ سے منسوب کرکہ حل کیا جاتا ہے.

اس مسئلہ کا حل توحید میں اتنا سادہ نہیں، اور اس کی کئی شکلیں ہیں کچھ نقطہ نظر میں، خدا کی طرف سے پیدا کردہ کامل دنیا کو انسانی نافرمانی یا گناہوں سے خراب کیا گیا - دوسرے نظریہ کے مطابق خدا دنیا کی تخلیق کے بعد دنیا کے معاملات میں دخل اندازی سے دستبردار ہوگیا اس لیے دنیا انحطاط پزیر ہو گئی-

دی ازم Deism : وحی یا کسی مخصوص مذہب کی تعلیم کی بنیاد کی بجائےصرف عقلی دلائل کی بنیاد پر خدا واحد پرایمان (**Deism**) ہے- یہ ایک قسم کا

فطرتی مذہب ہے جو انگلینڈ میں سترھویں صدی کے آغاز میں آرتھوڈوکس (روایتی) عیسائیت کو رد کرنے پر وجود پزیر ہوا- اس کے پیروکاروں کا موقف ہے کہ محض انسانی عقل سے فطرت میں خدا کے وجود کے ثبوت حاصل کئیے جا سکتے ہیں اور خدا نے کائنات تخلیق کر کہ اس کو اپنے بنا ئے ہوئے قوانین فطرت کے مطابق کام پر لگا دیا- فلسفی ایڈورڈ ہربرٹ (1583-1648)نے حقیقت خدا پر' اپنا سچ' کا نظریہ تخلیق کیا- اٹھارویں صدی عیسوی کے اواخر سے دی ازم Deism یورپ کے تعلیم یافتہ طبقوں کا غالب مذہبی رویہ تھا ۔ اسے اسی دورکے بہت سے اپر کلاس امریکیوں سمیت پہلے تین امریکی صدور نے قبول کر لیا تھا-

اگناسٹک ازم (Agnosticism) : ان تعلیمات کے مطابق کسی بھی وجود کو مظاہر کے تجربے کے بغیر معلوم نہیں کیا جا سکتا- یہ عام طور پرمذہبی تشکیک (religious skepticism) کے مترادف سمجھا جاتا ہے؛ اور خاص طور پرروایتی عیسائی عقائد کے جدید سائنسی سوچ سے استرداد کے ساتھ مقبول ہے ۔ ان کا خیک ہے کہ خدا کے وجود یا غیر وجود کو عقلی طور ثابت کرنا ممکن نہیں- ٹی ایچ ہکسلے(T. H. Huxley) نے اگناسٹک کی اصطلاح پیش کرنے کے بعد فلسفیانہ اگناسٹک ازم (روحانیت سے مخالف) کو 1869میں مقبول عام کیا جس کا مطلب یہ ہے کہ؛ ایسے لوگ جو روائیتی 'عیسائی-یہودی' دی ازم (Theism) کو نہیں قبول کرتے مگرنظریاتی ملحد بھی نہیں- اگناسٹک ازم Agnosticism کا سادہ مطلب ناکافی ثبوت کی بنا پر فیصلے کی معطلی ہو سکتا ہے یا پھر اس کو روایتی عیسائی تعلیمات کا استدرار (مسترد) کہ سکتے ہیں-

الحاد (Atheism) :

الحاد خدا اور روحانی عقائد کی تنقید اورمکمل انکار ہے. اگناسٹک ازم کے برعکس جو خدا کے وجود یا عدم وجود کے سوال کو کھلا چھوڑ دیتا ہے، الحاد (Atheism) مکمل طورپر خدا کے وجود سے انکاری ہے- اس کی جڑیں فلسفیانہ نظام میں پیوستہ ہیں- قدیم یونانی فلسفیوں Democritus اور Epicurus نے مادہ پرستی کے تناظر میں اس کے لئے دلیل دی.

اٹھارویں صدی میں ڈیوڈ ہیوم اور کانٹ (David Hume and Immanuel Kant) اگرچہ ملحد نہ تھے مگر انہوں نے خدا کے وجود کے لئے روایتی ثبوتوں کی مخالفت میں دلائل دیئے اورخدا پرعقیدہ کوصرف ایمان کی حد تک محدود کردیا- لڈوگ فیورباچ (Ludwig Feuerbach) جیسے ملحد کا نظریہ کہ؛ خدا انسانی نظریات کا تجویز کردہ خیالی عکس ہے اوراس افسانہ نے خود آاگاہی کو ممکن بنایا۔

مارکسزم :کارل مارکس (1818-1883)نے کہا تھا کہ ایک خوشحال معاشرے میں جمہوری دور کے بعد سوشلزم کا دور ہو گا اور اس کے بعد ایک ایسا دور جس میں طبقاتی فرق مٹ جائے گا۔ سویت یونین اور چین میں یہ تجربات کافی حد تک ناکام رہے لیکن مغربی یورپ کی فلاحی ریاستیں مارکس کی ہی تعلیمات کا ایک پرتو ہیں۔ اقبال نے طبقاتی اور سرمایہ داری نظام کا پول کھولا؛

اک بات اگر مجھ کو اجازت ہو تو پوچھوں حل کر نہ سکے جس کو حکیموں کے مقالات
وہ کون سا آدم ہے کہ تو جس کا ہے معبود وہ آدم خاکی کہ جو ہے زیر سماوات؟
رعنائی تعمیر میں ، رونق میں ، صفا میں گرجوں سے کہیں بڑھ کر ہیں بنکوں کی عمارات

ظاہر میں تجارت ہے، حقیقت میں جوا ہے سود ایک کا لاکھوں کے لیے ہے مرگ مفاجات
یہ علم، یہ حکمت، یہ تدبر، یہ حکومت پیتے ہیں لہو، دیتے ہیں تعلیم مساوات
تو قادر و عادل ہے مگر تیرے جہاں میں ہیں تلخ بہت بندہ ء مزدور کے اوقات
کب ڈوبے گا سرمایہ پرستی کا سفینہ؟ دنیا ہے تری منتظر روز مکافات

چارلس ڈارون کی ’’تھیوری آف ایوولیوشن (Theory of Evolution) اور مذہب :

1859ء میں چارلس ڈارون نے " تھیوری آف ایوولیوشن (Theory of Evolution)" 'نظریہ ارتقاء' پیش کیا کہ: "ماحول کے مطابق حیاتی اجسام میں مسلسل تبدیلی اپنی بقاءکے لیے ہوتی ہے "۔ ڈارون نے اپنے نظریے میں انسان کی بات نہیں کی تھی مگر بہرحال اُس کا نظریہ ہر جاندار شئے پہ لاگو ہوتا ہے بشمول بنی نوع انسان کے۔ ڈارون کے نزدیک تمام جاندار اپنے اطراف کے ماحول میں زندہ رہنے کے لیے اپنی ہیت کو تبدیل کرتے رہتے ہیں –

ڈارون نے نظریۂ ارتقاء پیش کرکے کوئی کارنامہ انجام نہیں دیا۔ اس سے کئی سو سال پہلے ابن مسکویہ(C.E 1030-930)، ابن جہیز (C.E 868-776) ، صوفی مولانا رومی (C.E 1273-1207) نے حیاتیاتی نظریۂ ارتقاء پیش کردیا تھا ۔ ان کا نظریہ تھا کہ نباتی زندگی اپنے ارتقا کی اعلیٰ سطح تک بڑھنے کے لیے عمدہ زرخیز زمین اور مناسب موسم کا تقاضہ کرتی ہے، جو تنے، پتے اور پھل کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے، پھر بیج کی شکل میں دوبارہ یہی ترقی کا دور چلتا رہتا ہے۔ حواس کی آفرینش سے حیوان حرکت کی آزادی حاصل کرتا ہے، جب کہ کیڑوں ، رینگنے والی جانوروں، چیونٹیوں اور مکھیوں میں حیوانی زندگی کی تکمیل چوپائیوں میں گھوڑے اور پرندوں میں عقاب کی صورت میں ہوتی اور آخر میں حیوانی زندگی کا ارتقاء بوزنوں اور بن مانسوں کی صورت میں ہوتا ہے، جو انسان کے درجہ سے نیچے ہوتے ہیں۔ ارتقاء کی عضویاتی سطح پر تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں، انسان کی قوتِ تمیز اور روحانی قوتیں ترقی کرتی ہیں۔ (خطباتِ اقبال) – ڈاکٹر حمید اللہ نے کھجور کے درخت کو اس کی عمدہ مثال کہا ۔

نظریہ ارتقاء کے مطابق، انسان بن مانس کی نسل سے تھا جو اپنے ماحول کی وجہ سے تبدیل ہو کر ویسا ہو گیا جیسا کہ آج ہے۔ خود بیسویں صدی کے تمام عظیم سائنسدانوں نے جن میں برٹرنڈرسل اور آئین سٹائین شامل ہیں، اعتراف کیا کہ ’’انسان‘‘ قدرت کا عظیم شاہکار ہے اور انسانی ’’ذہن‘‘ کی کرشمہ سازیاں کسی اور ’’نوع‘‘ میں نہیں پائی جاتیں اور یہی ایک ایسا وصف ہے جو ڈارون کے نظریہ کی تردید کے لیے کافی ہے۔

قرآن و حدیث سے یہ واضح ہے کہ زمین پر آج تک رہنے والے تمام انسان حضرت آدمؑ اور حوا کی اولاد ہیں آدم ؑ مٹی سے تخلیق کئے گئے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آدم ؑ کو بغیر والدین کے وسیلے کے پیدا کیا۔ کتاب اللہ واضح طور پر آدم اور حواعلیہما السلام کے بنفس نفیس اور براہِ راست وجود میں آنے کی گواہی دے رہی ہے۔آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنی ذات میں ایک معجزہ تھی، ایک ایسی اٹل حقیقت جس کی، بذریعہ

سائنسی ذرائع ، نہ تائید کی جا سکتی ہے اور نہ تردید۔**ایمان بالغیب یہی ہے-** قرآن میں بیان کردہ وا قعات، معجزات اپنے اثبات کے واسطے بشری ذرائع کے محتاج نہیں؛کہ محدود انسانی عقل و علم اسکا محاصرہ کرنے سے قاصر ہے۔ وقت کے ساتھ انسانی علم میں اضافہ قرانی آیات کو مزید سمجھنے میں مدد گار ہوتا آیا ہے- نصوص سے البتہ یہی ظاہر ہے کہ آدم علیہ السلام کی تخلیق اپنی ذات میں ایک منفرد ترین واقعہ تھا، اور کائناتی عمل میں ایک یکتا قسم کی چیز۔ اللہ اگر چاہے تو اپنے حکم پر فوری عمل کروادے یا کسی طویل پراسیس کے ذریعے – کچھ مسلم فلا سفہ اور علماء اسلامی ماخذوں سے ”تھیوری آف ایوولیوشن' (Theory of Evolution)“ کی حمایت یا مخالفت میں دلائل دیتے ہیں – (اس ٹا پک ا کا احاطہ دوسری کتاب "Creation" "تخلیق" میں تفصیل سے کیا گیا ہے)-

’اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے؛ (39:62) ;"اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی" 21:30)

یہ ایک عام مغالطہ ہے کہ نظریۂ ارتقا کو ماننے سے خدا کی نفی لازم آتی ہے۔ حالانکہ نظریۂ ارتقا جانداروں کے وجود میں آنے کا بتدریج طریقہ بتاتا ہے- یہ نہیں بھولنا چاہیئے کہ ؛ ”تھیوری آف ایوولیوشن' (Theory of Evolution)“ ابھی تک صرف ایک تھیوری ہے ، سائنٹفک فیکٹ نہیں ، بہت سے (missing links) ہیں.

خدا کے وجود کا ثبوت یا عدم کا ثبوت نظریۂ ارتقا کا موضوع ہی نہیں ہے۔ یہ تو ایک سائنسی موضوع ہے جس میں مادی اسباب کے تحت مختلف جانداروں کے وقوع پذیر ہونے کا طریقہ سمجھایا گیا ہے- اس سے خدا کی ذات کی نفی ہرگز ہرگز لازم نہیں آتی۔مذہب اور خصوصاً الہامی کتابوں کے علماء کو بھی اس بات کی ضرورت نہیں کہ ہر بات کو کسی بھی طور سے سائنس سے ہم آہنگ بنانے کی کوششیں کرے یا کوئی سائنسی نظریہ جو مذہب سے بظاہر متصادم نظر آتا ہو اسی غلط ثابت کرنے پر اپنی توانائی خرچ کرے۔ اس کی وجہ مذہب کا موضوع ہے جو سائنسی نظریات سے کسی طرح متاثر نہیں ہوتا۔ بہتر یہ ہے کہ ایسے معاملات میں سائنس کو اپنا کام کرنے دیا جائے۔ اور مذہب کو اپنا ۔ سائنس کا موضوع کبھی بھی مذہب نہیں ہوتا اور نہ ہی مذہب کا موضوع سائنس۔

فریڈرک نطشے، (Friedrich Nietzsche،1844-1900) آزادانہ الحاد (existentialist atheism) خدا کے انتقال کا دعوی کرتےہوئے انسانی آزادی کا اعلان کرتا ہے تاکہ وہ اپنی قدر اور معنی کا تعین کرے- آزادانہ الحاد (existentialist atheism) ایک فلسفیانہ نظریہ یا نقطہ نظر ہےجو انفرادی طور پر انسان کو آزاد اور ذمہ دارنمائندہ سمجھتا ہے جو اپنی مرضی کی کارروائیوں کے ذریعے اپنی ترقی کا تعین کرتا ہے- منطقی مثبتیت (Logical positivism) کے مطابق خدا کے وجود یا عدم کی تجویز نامعقول یا بے معنی ہے-

ایک خدا کا تصور انسانی فطرت کا حصہ ہے:

حقیقت، وجود اور ذات کا مطالعہ (Ontology) میں کیا جاتا ہے،اس دلیل کا خلاصہ یہ ہے کہ خدا کا ہر ماننے والا اور ہر منکر چونکہ خدا کی ہستی کا تصور کرسکتا ہے، جو سب سے بلند و اعلیٰ ہے، چنانچہ یہ تصور ہی اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ خارج میں

بھی موجود ہے ۔ مجموعی طور پر فلسفیوں نے اس دلیل کا انکار کیا ہے جن میں ہیوم اور کانٹ شامل ہیں۔
قرآن میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اس دنیا میں آنے سے قبل اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کو پیدا کیا اور ان کو اپنے حضور جمع کر کے ان سے اپنے رب ہونے کا عہد لیا جسے **'میثاق الست'** کہا جاتا ہے :

میثاق الست :

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ١ؕ قَالُوْا بَلٰى ١ۛۚ شَهِدْنَا١ۛۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَۙo اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ١ۚ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ o وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ"(قرآن 174-7:172)

"اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پُشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا "کیا میں تمارا رب نہیں ہوں؟" انہوں نے کہا" ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں ، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں "۔ یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ "ہم اس بات سے بے خبر تھے"، یا یہ نہ کہنے لگو کہ "شرک کی ابتدا تو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے کی تھی اور ہم بعد کو ان کی نسل سے پیدا ہوئے، پھر کیا آپ ہمیں اُس قصُور میں پکڑتے ہیں جو غلط کار لوگوں نے کیا تھا۔" دیکھو، اِس طرح ہم نشانیاں واضح طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور اس لیے کرتے ہیں کہ یہ لوگ پلٹ آئیں۔"(قرآن 174-7:172)

یہ معاملہ تخلیق آدم کےموقع پر پیش آیا تھا ۔ اس وقت جس طرح فرشتوں کو جمع کر کے انسان اول کو سجدہ کریا گیا تھا اور زمین پر انسان کی خلافت کا اعلان کیا گیا تھا، اُسی طرح پوری نسلِ آدم کو بھی، جو قیامت تک پیدا ہونے والی تھی، اللہ تعالیٰ نے بیک وقت وجود اور شعور بخش کر اپنے سامنے (روحانی طور پر) حاضر کیا تھا اور ان سے اپنی ربوبیت کی شہادت لی تھی۔
للہ تعالیٰ نے فی الواقع اُن تمام انسانوں کو جنہیں وہ قیامت تک پیدا کرنے کا ارادہ رکھتا تھا، بیک وقت زندگی اور شعور اور گویائی عطا کر کے اپنے سامنے حاضر کیا تھا، اور فی الواقع انہیں اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ کر دیا تھا کہ ان کا کوئی رب اور کوئی الٰہ اُس کی ذاتِ اقدس و اعلیٰ کے سوا نہیں ہے، اور ان کے لیے کوئی صحیح طریق زندگی اُس کی بندگی و فرماں برداری (اسلام) کے سوا نہیں ہے۔ اس اجتماع کو اگر کوئی شخص بعدی از امکان سمجھتا ہے تو یہ محض اس کے دائرہ فکر کی تنگی کا نتیجہ ہے، ورنہ حقیقت میں تو نسلِ انسانی کی موجودہ تدریجی پیدائش جتنی قریب ازامکان ہے ، اتنا ہی ازل میں ان کا مجموعی ظہور، ابد میں ان کا مجموعی حشر و نشر بھی قریب از امکان ہے۔ پھر یہ بات نہایت معقول معلوم ہوتی ہے کہ انسان جیسی صاحبِ عقل و شعور اور صاحب ِ تصرف و اختیارات مخلوق کو زمین پر بحیثیت خلیفہ مامور کرتے وقت اللہ تعالیٰ اسے حقیقت سے آگاہی بخشے اور اس سے اپنی وفاداری کا

اقرار (Oath of allegiance) لے۔ اس معاملہ کا پیش آنا قابلِ تعجب نہیں ، البتہ اگر یہ پیش نہ آتا تو ضرور قابلِ تعجب ہوتا ۔ (تفہیم القرآن)
اسی فطرت پر پھر دنیا میں ان سب کو ان کے وقت پر اس نے پیدا کیا ۔ یہی وہ فطرت ہے جس کی تبدیلی ناممکن ہے ، بخاری و مسلم میں ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے ۔ ایک روایت میں ہے کہ اس دین پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں جیسے کہ بکری کا بچہ صحیح سالم پیدا ہوتا ہے لیکن پھر لوگ اس کے کان کاٹ دیتے ہیں ، حدیث قدسی میں ہے کہ میں نے اپنے بندوں کو موحد و مخلص پیدا کیا پھر شیطان نے آ کر انہیں ان کے سچے دین سے بہکا کر میری حلال کردہ چیزیں ان پر حرام کر دیں ۔ ایک اور اسی طرح کی حدیث میں اضافہ ہے ، اس کے راوی حضرت حسن فرماتے ہیں اسی کا ذکر اس آیت میں ہے کہ اللہ نے اولاد آدم سے اپنی توحید کا اقرار لیا ہے (ابن جریر)۔
حضرت ابی بن کعب فرماتے ہیں اس میدان میں اس دن سب کو جمع کیا ، صورتیں دیں ، بولنے کی طاقت دی، پھر عہد و میثاق لیا اور اپنے رب ہونے پر خود انہیں گواہ بنایا اور ساتوں آسمانوں ، ساتوں زمینوں اور حضرت آدم کو گواہ بنایا کہ قیامت کے دن کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ ہمیں علم نہ تھا جان لو کہ میرے سوا کوئی اور معبود نہیں نہ میرے سوا کوئی اور مربی ہے ۔ میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا میں اپنے رسولوں کو بھیجوں گا جو تمہیں یہ وعدہ یاد دلائیں گے میں اپنی کتابیں اتاروں گا تاکہ تمہیں یہ عہد و میثاق یاد دلاتی رہیں سب نے جواب میں کہا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ہی ہمارا رب ہے تو ہی ہمارا معبود ہے تیرے سوا ہمارا کوئی مربی نہیں ۔ پس سب سے اطاعت کا وعدہ لیا اب جو حضرت آدم علیہ السلام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو امیر غریب اور اس کے سوا مختلف قسم کے لوگوں پر نظر پڑی تو آپ کہنے لگے کیا اچھا ہوتا کہ سب برابر ایک ہی حالت کے ہوتے تو جواب ملا کہ یہ اس لئے ہے کہ ہر شخص میری شکر گزاری کرے ۔
اس اس سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ اس سے مراد فطرت ربانی ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا کیا ہے اور وہ فطرت توحید باری تعالیٰ ہے ۔ اسی لئے فرماتا ہے کہ یہ اس لئے کہ تم قیامت کے دن یہ نہ کہہ سکو کہ ہم توحید سے غافل تھے اور یہ بھی نہ کہہ سکو کہ شرک تو ہمارے اگلے باپ دادوں نے کیا تھا ان کے اس ایجاد کردہ گناہ پر ہمیں سزا کیوں ؟ پھر تفصیل وار آیات کے بیان فرمانے کا راز ظاہر کیا کہ اس کو سن کر برائیوں سے باز آ جانا ممکن ہو جاتا ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)
اس کے بعد قرآن بیان کرتا ہے کہ اسی عہد کی بنیاد پر قیامت کے دن انسانوں کے لیے لاعلمی اور ماحول کا اثر کوئی عذر نہیں بن سکے گا۔ اس آیت سے جو بات واضح ہے وہ یہ ہے کہ خدا کا وجود انسانوں کی فطرت میں ہے۔ کوئی خارجی قرینہ نہ ہو تب بھی ایک خالق و مالک کا تصور فطرت انسانی کی پکار ہے۔ افریقی اور آسٹریلیا کے قدیم قبائل میں ایک خدا کا تصور اسی بات کی تصدیق کرتا معلوم ہوتا ہے۔ اس کے برعکس کسی خدا کا نہ ہونا یا بہت سی ہستیوں کا خدا ہونا انسانی فطرت کے لیے ایک اجنبی چیز ہے۔ چنانچہ خارجی تصورات سے بلند ہو کر داخلی تصور کی بنیاد پر انسانی فطرت کو ایک خدا، کئی خدا یا خدا کے نہ ہونے میں سے کسی ایک چیز کا انتخاب کرنا ہو گا تو

ایک خدا کا تصور اس کا فطری انتخاب ہو گا۔ پیغمبر، انبیاء اوراب مبلغین اس پیغام، عہد کو تازہ کرتے ہیں۔

باب- 2
خدا کا وجود

"... ارشاد ہوا کہ تم مجھ کو ہرگز نہیں دیکھ سکتے لیکن تم اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو وہ اگر اپنی جگہ پر برقرار رہا تو تم بھی مجھے دیکھ سکو گے۔ پس جب ان کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو تجلی نے اس کے پرخچے اڑا دیئے اور موسیٰ (علیہ السلام) بےہوش ہوکر گر پڑے۔ پھر جب ہوش میں آئے تو عرض کیا، بےشک آپ کی ذات منزہ ہے میں آپ کی جناب میں توبہ کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے آپ پر ایمان لانے والا ہوں " (7:143 قرآن)، "جو غیب پر ایمان لاتے ہیں "(قرآن ;2:2)

خدا پرایمان رکھنے والوں کی توجہ کا مرکزاورسب سے اہم مسئلہ یہ رہا ہے کہ خدا کے وجود کو کس طرح عقلی طور پر ثابت کیا جائے؟ خدا لامحدود ہے، بعیدالقیاس ہے اس کی ذات انسانی حواس اورعقل کے ذریعے ادراک سے ماورا ہے۔ لامحدود خدا کو محدود انسانی عقل سمجھنے سے قاصرہے- خدا کے وجود کے بارے میں جتنےنظریات پروان چڑہے ہیں،وہ انسانی سمجھ اور عقل کے دائرہ کارکے اندر ہیں- ان کو سمجھنے کے لیے مثالوں اورتمثیلوں کو استعمال کیا جاتا ہے جو حقیقت سےبہت دورہیں کیوں کہ؛ 'اس کی طرح کا کوئی نہیں' - خدا کوئی ایسا 'وجود' نہیں جیسے بہت سی مخلوقات انسانوں کےعلم میں ہیں- لہٰذا انسان اس نتیجہ پر پہنچا کہ خدا کو اس کے 'کاموں اور نشانیوں' سے پہچانا جا سکتا ہے- ابراہیمی مذاہب کے پیروکاروں کا خدا سپریم، خالق اور پروردگار ہے جس نے کائنات اور تمام مخلوق کو پیدا کیا ہے- ابراہیمی ادیان میں خدا عظیم ترین، خالق، رب ہے جس نے کائینات اور تمام مخلوقات کو تخلیق کیا-

عبرانی روایات کے مطابق ان کے آباواجداد کا خدا 'ایل' ، 'الیون'(بہت بلند خدا) یا 'ایل شدائی (خدا قادر مطلق, پہاڑوں کا خدا،) کہلاتا تھا- مگر اس نے موسیٰ علیہ السلام کو'یہواہ' (Yahweh) کے طور پر متعارف کیا- (خروج؛ 6:3)

'یہواہ' (Yahweh) کا مطلب ہے'وہ جو پیدا کرتا ہے' جو' (وجود میں لاتا ہے)- اس وحی سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کومعلوم ہوا کہ عبرانیوں کا خدا تمام فطرت اوردنیا کی اقوام کا رب اور مالک ہے- جلا وطنی (6 صدی قبل مسیح) کے بعد، اور خاص طور پر تیسری صدی قبل مسیح سے، یہودیوں نے خدا کا نام 'یہواہ' (Yahweh) کا استعمال دو وجوہات کی بنا ترک کر دیا- جب یہودیت قدیم یونانی اور رومن دنیا میں اپنے اثر و رسوخ کے ذریعے ایک عالمگیر مذہب بن گیا، زیادہ عام اسم ایلوہیم (Elohiym) 'یہواہ' (Yahweh) کی جگہ استعمال ہونا شروع ہوا- ایلوہیم (Elohiym) عام معنوں میں دیوتاؤں کی جمع ہے؛ لیکن خاص طور پر استعمال کیا جاتا ہے (اس طرح جمع میں، خاص طور پر مضمون کے ساتھ) سپریم خدا اسرائیل کےسپریم خدا کی عالمگیر حاکمیت کا مظاہرہ تمام دوسروں پرواضح ہو- اسی دوران محسوس کیا گیا کہ الہی نام اتنا مقدس ہے کہ اس کو زبانی ادا کرنا درست نہیں لہٰذا اس کو عبرانی لفظ Adonai (اے میرے رب ')، جس کا ترجمہ پرانے عہد نامے کے یونانی ورژن (Septuagint) میں Kyrios (رب) کے طور پر کیا گیا تھا ،عبادت خانے کی رسم میں زبانی ادائیگی کے لیے تبدیل کر دیا گیا-

عربی میں خداکا منفرد نام 'اللہ' ہےجوپاک ہے، جس سے کسی بھی طرح کا ذہنی تصورنہیں آتا اور نہ ہی یہ انگریزی لفظ 'God' کے برعکس دوسرے الفاظ سے جوڑا جا سکتا ہے-
بائبل میں " ELAH(אֱלָהּ ، اله) خدا کا ایک اور نام جو 70 مرتبہ استعمال ہوا ہے (عزرا7:19، 7:23)- یہ عربی اللہ یا الہ سے ملتا جلتا ہے جو خدا کے لیئے استعمال ہوتا ہے-عربی بائبل میں خدا کے لیئے " اللہ" استعمال ہوتا ہے- رومن کیتھولک چرچ بائبل کے خدا کے طور پر اللہ کو تسلیم کرتا ہے. 1985 میں، پوپ جان پال II مسلم نوجوانوں کے ایک پرجوش ہجوم کو بتایا کہ: "عیسائی اور مسلمان، ہم مومنوں کے طور پر عام میں بہت سی چیزیں ہیں اور انسان کے طور پر .... ہم ایک ہی خدا، ایک خدا، زندہ خدا میں یقین رکھتے ہیں ...."
اللہ کو اس کی صفات کے لئے موزوں دیگر خوبصورت ناموں (اسماء الحسنیٰ) کے ساتھ پکارا جا سکتا ہے: " وہ اللہ ہے، اس کے سوا کوئی خدا نہیں، اس کے لیے بہترین نام ہیں" (قرآن 20:8)
اسلامی روایات میں اللہ کے 99 صفاتی ناموں کا ذکر ہے (تعداد حتمی نہیں):
الرحمن *الرحيم * الملك * القدوس * السلام * المؤمن* المهيمن* *العزيز * الجبار * *المتكبر * الخالق * البارئ * المصور * الغفار * القهار * الوهاب * الرزاق * الفتاح * العليم * *القابض * الباسط * الخافض * الرافع * المعز * المذل * السميع * البصير * الحكم * العدل* *اللطيف * الخبير * *الحليم * العظيم * الغفور * الشكور * العلي * الكبير * الحفيظ * المقيت * *الحسيب * الجليل * الكريم * الرقيب * المجيب * الواسع * الحكيم * *الودود* المجيد* الباعث * *الشهيد * الحق * الوكيل * القوي * المتين * *الولي * الحميد * المحصي * المبدئ * المعيد * *المحيي * المميت * الحي * *القيوم * الواجد * الماجد * الواحد * الأحد * الصمد * القادر * *المقتدر* *المقدم * المؤخر* الأول * الآخر * الظاهر * الباطن * الوالي* المتعالي * *البر* *التواب * المنتقم * العفو * الرءوف * مالك الملك * ذو الجلال والإكرام * الرب * المقسط * *الجامع* الغني * المغني * المانع* الضار* *النافع* النور * الهادي * البديع * الباقي * *الوارث* الرشيد* الصبور*
حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پیروکاروں کے پاس خدا کے بارے میں دستیاب علم قیاس آرائی یا محض اندازوں کی بنیاد پر نہیں ، بلکہ یہ علم خدا نے خود وحی کے زریعے پیغمبروں پر نازل کیا جو آج بھی موجود ہے (تورات، زبور ، انجیل اور قرآن)-
اللہ انسان کی سمجھنے کی قوت کے محدود ہونے کی حقیقت کے مد نظراپنے متعلق جو بیان کرتا ہے اس کو لفظ بلفظ کی بجائیے متشابہات میں سمجھنا چاہیئے- مثلاً وہ 'سنتا' ہے،' دیکھتا' ہے، اس کو حرف بہ حرف جیسے انسان کانوں سے سنتے ہیں آنکھوں سے دیکھتے ہیں نہیں سمجھا جاسکتا- اللہ کیسے 'سنتا' ہے،' دیکھتا' ہے، انسانی عقل سے ماوراء ہے کیونکہ: "وہ (اللہ) منفرد ہے اور اس کی طرح کا کوئی نہیں"(قرآن:4: 112، خروج 9:14, استثنا 33:26, 2سیموئل7:22 ، یسعیاہ46:5,2)
اللہ نے کائنات کی تخلیق کے بعد اس سے سی لاتعلقی اختیار نہیں کی بلکہ وہ اس کے معاملات چلانے میں شامل رہتا ہے- وہ چاہتا ہے کہ انسان اپنی خوشی اور مرضی سے

اس کے احکام کی رہنمائی میں زندگی گزاریں، پھر وہ ان کے اچھےکاموں کا صلہ آخرت میں یوم حساب عطا فرمائے گا- آسمانی مذاہب کے ماننے والے کو خدا کے وجود پر کوئی شک نہیں کیوں کہ اللہ کے پیغمبروں نے اہل ایمان کو خدا کے وجود کا یقین، اللہ کی کائنات میں بکھری نشانیوں اور وحی کی طاقت سے پختہ کر دیا ہے- بحرحال وقت گزرنے کے ساتھ کم علم اورکمزور ایمان والوں کے دماغ میں شکوک و شبہات آجاتے ہیں اور وہ سوالات پوچھتے ہیں- علماء اور فقہا ان کو مقدس کتابوں کی تفسیر اور عقلی دلائل سے مطمئن کرنے کی کو شش کرتے ہیں- فلاسفر بھی اپنے طور پر عقلی دلائل رکھتے ہیں-

یونانی فلسفیوں کا تصور خدا، وحی کے خدا سے مختلف تھا- سقراط (399-469 ق م) نے آسان سمجھا کہ خدا کائنات کا حکمران ہے اور اس کی عبادت مروجہ مقبول عام طریقہ سے کی جاسکتی ہے- خدا کا وجود محسوس کیا جا سکتا ہے، قدرت کے منظم مرتب نظام، اس پراکٹریت کے ایمان اور تنبیہ و الہام کے ذریعے جس کا نزول بذریہ خواب، نشانیاں اور استخارے کے ہوتا ہے-

سقراط دیگر یونانی معاصر کی طرح مختلف خداؤں کے وجود پر ایمان رکھتا تھا۔ سقراط کے مطابق سعادت و کمال حاصل کرنے کے لئے انسان کو خدا اور اس کی ہدایت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اگرچہ وہ کمال انسانی کو اصول اخلاقی میں مقید گردانتا ہے لیکن اس نے خدا اور انسانی زندگی میں اس کے رابطے اور دخل کا کوئی تذکرہ نہیں کیا۔

افلاطون خدا کے عنوان سے دوموجودات کا تذکرہ کرتاہے۔ ایک خیر مطلق اور دوسری صانع۔ اس کی نگاہ میں خیر مطلق ھی حقیقی خدا ہے جس کو وہ پدر یا باپ اور صانع کو پسر یا بیٹا کہتا ہے۔ افلاطون کے مطابق خیر مطلق کی شناخت نہایت مشکل بلکہ دشوار ترین معرفت ہے جو تمام معرفتوں کے حصول کے بعد حاصل هوتی ہے اور ان دونوں خداؤں کا فقط فلسفی حضرات ہی ا درک کر سکتے ہیں۔

ارسطو کے نقطۂ نظر سے عقیدے کے اعتبار سے عالم ہمیشہ موجود رہا ہے یعنی ازلی ہے اور کسی نے اس کو خلق نہیں کیا ہے ۔ لہٰذا ارسطو کا خدا، خالق کائنات نہیں بلکہ فقط محرک کائنات ہے اورایسا محرک جو خود کوئی حرکت نہیں رکھتا ہے۔ خدائے ارسطو کی روشن ترین صفت یهی عنوان"محرک غیر متحرک" ہے ۔ ارسطو کی خدا شناسی کا اہم ترین گوشہ یہ ہے کہ ارسطو کے مطابق خدا کی پرستش، اس سے محبت اور اس سے رحم و کرم کی توقع ناممکن ہے۔ خدائے ارسطو کسی بھی طرح محبت انسان کا جواب نہیں دے سکتا۔ ارسطو کا خدا فاقد ارادہ ہے نیزاس کی ذات سے کسی بہی طرح کا کوئی فعل سرزد نہیں ہوتا ہے۔ ارسطو کا نظریہ خدا ایک ایسے خدا کا ہے جو ہمیشہ فقط اور فقط اپنے متعلق غور و فکر کرتا رہتا ہے-

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ پروفیسر فرینک ایلین، یونانی فلسفیوں کی طرف سے پیش کردہ نظریہ کہ کائنات ہمیشہ سے پہلے سے ہی وجودپزیر تھی، کو غلط ثابت کرتا ہے- خدا کے وجود کی تفصیلات میں جائیے بغیر جو اہل علم اور فلاسفروں کا ہمیشہ سے خاص موضوع رہا، سائنسی طور پراب یہ ایک تسلیم شدہ بات ہے کہ ہر شئے کے وقت

کی ایک حد ہوتی ہے- قران کی معتدد آیات میں سے صرف ایک آیات ناقابل تردید ثبوت مہیا کرتی ہے،اس آیت میں مختصر طور پر اس سوال کا جواب موجود ہے:
"اور زمین میں یقین کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔ اور خود تمہارے وجود کے اندر بھی۔ کیا تم دیکھتے نہیں ہو؟" (قرآن 50:20,21)-
یہ دانشوروں اورعام لوگوں کے لیے کافی ثبوت ہونا چاہیے-
اپنے دل کی گہرایوں میں ہم سب لوگ خدا کے وجود کے قائیل ہیں- ہم مشکلات اورمصیبت کے وقت اس کو مدد کے لینےپکارتے ہیں، ہمارا اندر کا ایمان ہم کو اس کی مدد لینے کو کہتا ہے- مزید اگر ہم گردوپیش کا جائزہ لیں تو ہم کو اس عظیم ہستی کے وجود کے لا تعداد ثبوت ملتے ہیں- باطن، چھٹی حس اور ذہانت کی منطقی دلیل سے اس عظیم ہستی کے وجود پر یقین رکھتا ہے-
یہودیت بابل کی جلا وطنی کے دوران زرتشت مذہب سےمتاثرہوئی کیونکہ بابلی زرتشتی تھے-
زرتشت (Zoroastrianismm) : یہ ایران کا قدیم مذہب ہے جو ایرانی نبی **زرتشت** کی تعلیمات پر مبنی ہے یہ چھٹی صدی قبلِ مسیح میں قائم ہوا – زرتشتی شرک کو رد کرتاے ہیں اور صرف ایک عظیم خدا ' اہرا مزدا' (عقل مندآقا)کو مانتے ہیں جس نے کائنات کو پیدا کیا اوروہ کائناتی نظام کو برقرار رکھتا ہے- زرتشتی عقیدہ کے مطابق دنیا کی تاریخ دو (2) عدد پیدا کی گئی ارواح کے درمیان لڑائی پر مشتمل ہے- اچھی روح 'سپانت مینی' اور تباہ کن روح 'انگرا مینیو'کہلاتی ہے- اووستا (زرتشتیت کی مقدس کتاب)کے مطابق 'اہرمزدا' اپنے آپ کواچھی روح کے طور پر پیش کرتا ہے جو سخی، سب کچھ جاننے والا اور ہر ایک اچھی چیز کا خالق ہے۔ بعد میں تیسری صدی کے ذرائع کے مطابق 'زوروان' ('وقت') راسخ العقیدہ ' اہرا مزدا' اور 'اہرمان' ('انگرا مینیو') دو جڑواں بیٹوں کا باپ ہے جو روایتی مازدا ازم (زرتشت اور پآرسی ازم) کے مطابق دنیا پر'ارمذد' (Ormazd) کی مکمل طور پر فتح تک باری باری حکومت کرتے رہیں گے- زرتشتیوں کے بارے میں اکثر کہا جاتا ہےکہ وہ آتش پرست ہیں مگر ان کادعویٰ ہے کہ وہ آگ کی پرستش نہیں بلکہ احترام کرتے ہیں اس طرح وہ اپنے خدا 'اہرمزدا' کی تعظیم کرتے ہیں -
ہندومت پچھلے دو ہزار سال پرانی انڈین تہذیب کی نمایندگی کرتا ہے جو وید ازم سے تشکیل پائی- وید ازم انڈو- یورپین لوگوں کامذہب تھا جو انڈیا میں دو ہزار قبل مسیح کی آخری صدیوں میں قیام پزیرہو گئے تھے- ہندومت میں بھی توحیدی عقائد موجود ہیں جن کومشرکانہ ، بت پرستی ،صوفی اور دیگررسومات کی دھول مٹی کے نیچے دفن کر دیا گیا ہے-
ہندو مقدّس کتب کے مطابق ایک خدا کا تصور موجود ہے : ' اے دوست، اسے ایک الہی کے سوا کسی کی عبادت نہ کر۔ صرف اس (خدا) کی حمد کر-(رگ ویدہ8:1:1) - "اپنشدوں" (ویدوں پر مبنی ہندو مقدس کتابوں میں سے ہرایک) میں 'برہمن' کا تذکرہ ملتا ہے جو ابدی، لامحدود، ہر جگہ موجود ہے، وہ محدود ، متناہی اور بدلتی ہوئی کائنات کا روحانی ماخذ ہے - بالعموم ویدوں کے دیوتاؤوں میں بہت سی خصوصیات کا اشتراک ہے:ان میں سے کئی دیوتاؤوں (اندرا، ورونا، وشنو) نے کائنات کو پیدا کیا،

آسمان میں سورج لگایا اور آسمان و زمین کو علیحدہ کیا- یہ تمام روشن اور چمکدار ہیں اورانسانی تعریف کےقابل ہیں-
کچھ بڑے دیوتاؤں کو واضح طور پر قدرتی مظاہر کی شکل و شبیہ قرار دیا جا سکتا تھا اوران پروہتوں کے لئے کوئی واضح طور پر الہی شخصیات نہیں سمجھا جاتا تھا ۔ تین دیوتا جن کو اکثر یاد کیا جاتا ہے وہ اندرا، اگنی، اور سوما ہیں- اندرا، ویدا کے شریکوں میں سے ایک جنگ اور بارش کی دیوی ہے، اگنی (لاطینی اگنٹ, a cognate of the Latin ignis) مقدس آگ ہے، خاص طور پر قربانی کی آگ اور سوما ،نشہ آور قربانی کا مشروب یا وہ پودا جس میں یہ خاصیت ہوتی ہے- ان میں کسی کو بھی اکثر شخصیت نہیں سمجھا جاتا- روح کے حلول کا نظریہ اور اوتار کا تصور بھی ہندو مت میں موجود ہے-
بدھ مت کو خدا کے متعلق غیرواضح سمجھا جاتا ہے، تاریخی تنقید سے ثابت ہوا ہے کہ بدھ فلسفی کی اصل تعلیمات کوکبھی نہیں جانا جا سکتا کیونکہ اس کی تعلیمات اور نظریات کواس کی موت کےچارسوسال بعد لکھا گیا- مزید برآں ان کی صداقت، اصلیت اورخالص پن پر بہت کم توجہ دی گئی- تاہم بدھ مت کے صحائف میں حضرت محمدﷺ کی آمد کی پیشین گوئیاں کچھ گمشدہ کڑیوں (missing links) کی طرف اشارہ کرتی ہیں-

باب – 3

خدا کے وجود کے عقلی دلائل

وجود باری تعالی پر یقین انسان کی فطرت کا حصہ ہے اور آخرت کا عقیدہ انسانی زندگی میں توازن کی بنیاد ہے- علم کی روشنی انسان کو تاریکیوں سے روشنی کی طرف لانے میں مدگار ثابت ہوتی ہے-

"کہو بھلا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو نہیں رکھتے دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ (اور) نصیحت تو وہی پکڑتے ہیں جو عقلمند ہیں (قرآن39:9) ؛ "اور پھر کہیں گے کہ اگر ہم بات سن لیتے اور سمجھتے ہوتے تو آج جہنّم والوں میں نہ ہوتے" (67:10 قرآن)

علم کی دو بڑی اقسام ہیں :

1. **علم بدیہی** : وہ علم جو مشاہدہ اور حواس سے بلا دلیل حاصل ہو. مثلا سامنے پہاڑ یا سورج ہے جو موجود ہے نظر آ رہا ہے-
2. **علم نظری :** وہ علم جس کے لیے ثبوت و دلیل کی ضرورت ہو جیسے کسی قائمہ زاویہ مثلث میں وتر کا مربع باقی دونوں ضلعوں کے کے مربوں کے مجموعے کے برابر ہو تا ہے- اس کے لیے جیومٹری کا علم ضروری ہے -

جب کوئی حقیقت تحت شعور میں داخل ہو کر راسخ ہو جائے اور عقل انسان کے فکر و عمل کو اسی طرف موڑ دے تو یہ حقیقت عقیدہ بن جاتی ہے ، جس پر اعتقاد ایمان کہلاتا ہے جو باطل (کفر)یا حق (اسلام) ہو سکتا ہے-

یقین کی بنیاد:

1. یقین جس طرح مشاہدہ اور حواس کے ذریعہ سے ہوتا ہے اسی طرح سچی خبر بھی یقین کا ذریعہ ہو سکتی ہے-
2. اگر بعض حقیقتوں کا ادرک ہم حواس سے نہیں کر سکتے تو ہم کو حق نہیں پہنچتا کہ کہ ہم ان کے وجود سے ہی منکر ہوں-
3. نفس انسانی کے اندر ذات باری تعالی کے وجود پر انتہائی راسخ ایمان فطری طور پر مرتکز اور جا گزین ہے –
4. اس مادی دنیا کے پس پردہ ایک روحانی دنیا ہے جسے ہم نہیں جان سکتے – آخری زندگی پر ایمان ذات با ری تعالی کے موجود ہونے پر ایمان کا تقاضا ہے –

عقائداورعقل - بنیادی اصول:

شیخ علی طنطاویرح عالم اسلام کے شہرہ آفاق علماء میں شمار ہوتے ہیں- انہوں نے اپنی کتاب "تعریف عام بدین الاسلام " میں عقائد کے آٹھ بنیادی اصول وضع کیے جن کی مدد سے خدا کے وجود کو عقل سے سمجھنے میں آسانی ہو سکتی ہے:

1. جس چیز کو ہم محسوس کرتے ہیں اس کے موجود اور درست ہونے کا علم یعنی یقین حاصل ہونے کے لیئےضروری ہے کہ عقل اپنے سابق تجربہ کی بنیاد پر یہ

فیصلہ نہ کر دے کہ یہ مشاہدہ وہم ہے یا حواس کا دھوکہ اور مغالطہ ہے- عقل سراب سے ایک مرتبہ دھوکہ کھا سکتی ہے مگر دوسری مرتبہ عقل سراب کو فریب نظر جان کر مسترد کر دیتی ہے –

2. یقین جس طرح محسوس کرنے اور مشاہدہ کرنے سے حاصل ہوتا ہے اسی طرح اس شخص کی اطلاع سے بھی حاصل ہوتا ہے جس کے سچا ہونے ہمیں یقین ہو- سکندر اعظم کی فتوحات ،اہم تاریخی واقعات تسلسل سے بیان ہونے کی وجہ سے تسلیم کر لیئے گئے ہیں حالانکہ ہم نے خود مشاہدہ نہیں کیا-

3. محض اس بنا پر کہ ہم اپنے موجودہ حواس کے زریعہ سے بعض چیزوں کا ادرک نہیں کر سکتے ، ہمیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ ہم ان چیزوں کے وجود ہی کا انکار کر دیں- فضا میں برقی لہریں ریڈیو، ٹیلی ویژن ، انٹرنیٹ سگنلز، کاسمک ریز وغیرہ موجود ہیں مگر ہم ان کو اپنے حواس سے محسوس نہیں کرتے ، مگر موجودہ دور میں مخصوص سائنسی آلہ جات کی مدد سے ان کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں-

4. انسانی تصور و تخیل ان اشیاء کے علاوہ جو انسانی حواس کے دائرۂ ادرک میں آتی ہیں کسی اور چیز کی گرد کو بھی نہیں پا سکتا- ہم ایسی مثلث کا تصور نہیں کر سکتے جس میں زاویہ نہ ہو ، یا ایسا دائرۂ جس کا محیط نہ ہو -

5. عقل صرف ان چیزوں کے بارے میں فیصلہ کر سکتی ہے جو زمان و مکان (Time and Space)کی حدود کے اندر ہیں اور جو باتیں یا چیزیں ان حدود سے با ہر ہیں مثلاً روح کے مسائل ، تقدیر کے معاملات، اللہ تعالی کی نعمتیں اور صفات باری تعالی وغیرہ، تو عقل ان کے متعلق کوئی فیصلہ نہیں دے سکتی- عقل انسانی محدود ہے اور کوئی محدود چیز غیر محدود کے بارے میں نہ تو کوئی فیصلہ کر سکتی ہے اور نہ اس کا احاطہ کر سکتی ہے-

6. ایمان انسان کی فطری جبلت ہے –تمام انسان کافر ہوں یا مومن ، عبادت گزار ہوں یا فاسق و فاجر اگر کسی سخت مصیبت میں پھنس جائیں تو وہ دنیا کی کسی مادی چیز کی پناہ تلاش نہیں کرتا بلکہ وہ کسی ایسی قوت کی پناہ چاہتا ہے جو اس کائنات سے ماورا ہو، جسے وہ دیکھ تو نہیں سکتا لیکن اس کی روح اس کا دل اس کے جسم کا ہر ریشہ اس کے موجود ہونے کی گواہی دیتا ہے اس کی عظمت و جلال کا احساس رکھتا ہے ، اس سے محبت کرتا ہے ، ڈرتا ہے ، یہ اس لیے ہے کہ ایمان انسان کی جبلت ہے –

7. نفس انسانی عقلی دلیل سے نہیں اپنے شعور باطنی کی ذہانت سے اس بات پر پورا یقین رکھتا ہے کہ یہ مادی دنیا ہی سب کچھ نہیں ہے ، بلکہ وہ نامعلوم جہان جو اس مادی عالم کے پس پردہ پوشیدہ ہے ایک ایسی لازوال حقیقت ہے جی کی طرف روح لپکتی ہے اور چاہتی ہے کہ اڑ کر وہاں پہنچ جا ئیے لیکن یہ جسم کثیف مانع ہے – اور یہی داخلی اور نفسیاتی احساس و شعور ایک اُوخروی عا لم (Hereafter)کے موجود ہونے کا ثبوت ہے –

8. اُوخروی زندگی (Life Hereafter)پر ایمان ذات باری تعالی پر ایمان لانے کا منطقی نتیجہ ہے- ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کچھ لوگ آرام و آسائش کی زندگی گزارتے

ہیں جبکہ بہت مظلوم لوگ مفلسی کی حالت میں مر جاتے ہیں- ایک منصف خدا سے یہ توقع جائز ہے کہ ظالم اور مظلوم کے ساتھ مکمل انصاف ہو – ایسا آخرت کی زندگی میں ہی ممکن ہے- یہ (concept of evil) برائی کے وجود کی تو جیح بھی ہے-

پیغمبر وحی سے اللہ کے وجود اور اس کی اطاعت و عبادت کا پیغام دیتے ہیں- بہت لوگ ان کی بات پر یقین کرکہ قبول کر لیتے ہیں مگر عقلیت پسند کہتے ہیں کہ ''خدا انسانی عقل سے ماورا ہے، کیونکہ اس کو حواس خمسہ کے ذریعے محسوس نہیں کیا جا سکتا۔ جب ہم اپنے خالق کو دیکھ، سُن یا چھونہیں سکتےتوپھر ہم وثوق سے کیسے کہہ سکتے ہیں کہ خدا موجود ہے؟ یہ حقیقت پہلے ہی واضح کر دی ہے کہ انسانی حواس خمسہ کی صلاحیت محدود ہے- انسانی کان 20 سے 20 کلو ہرٹز کی فریکوئنسی سن سکتا ہے مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ 20 کلو ہرٹزسے زیادہ آواز کا وجود نہیں؟ کتا 67 ہرٹزسے 45 کلو ہرٹز تک کی فریکوئنسی سن سکتا ہے- بہت سی چیزوں کے وجود کے بارے میں جن کوانسان حواس خمسہ سے محسوس نہیں کر سکتے ان کے وجود کو منطق اورادراک کے ذریعہ سے معلوم کیا جاتا ہے جیسے ایٹم، الیکٹران ،پروٹون وغیرہ وغیرہ-

کچھ اوراہم مسائل جو فلسفیوں کی توجہ کا مرکز رہے ہیں وہ 'خدا کے وجود' اور متعلقہ مسائل یعنی 'بدی' (Problem of Evil) 'تقدیر(Predestination) اور آزاد مرضی (Free Will) کے بارے میں ہے- فلسفہ میں خدا کے وجود کے تین بڑے خالصتا عقلی دلائل مذہب کے فلسفہ کی تاریخ پر اثر انداز ہوے ہیں:

1. **کائناتی دلائل (Cosmological Argument)**
2. **دلیل غائی (Teleological Argument) یا (Argument of Design)**
3. **دلیل وجودی (Ontological Argument)**

ان کے علاوہ خدا کے وجود کے ثبوت میں 'اخلاقیات' (morality) اور' احتمال' (probability)سے دلائل ہیں- جدید فلسفے میں پیش تین بڑے دلائل کا قدیم اور جدید اسلامی فلسفیوں کی طرف سے پیش کردہ خدا کے وجود کے دلائل کے ساتھ موازنہ کیا جا سکتا ہے- خدا کے وجود کے خلاف بڑی دلیل " شر (برائی) کے وجود" (problem of evil) کا مسئلہ رہا ہے. یہ خدا کے ما ننے والوں کو ایک اہم درپیش مسئلہ ہے، اور اسلامی فلسفہ مغربی اصطلاح میں اس مسئلہ سے نمٹنے کے لئے شروعات کرچکا ہے. حال ہی میں عصر حاضر کے مغربی فلسفہ میں خدا کے وجود کے دلائل میں سے ایک اورراستہ 'مذہبی تجربے' سے ثبوت ہیں. یہ موضوع اسلامی فلسفہ میں پہلے سے موجود ہے.

1. کائناتی دلائل *(Cosmological Argument) :*

ہر چیزکے وقوع کے لیے ایک وجہ کا ہونا ضروری ہے، ہراثرeffect کے لیے ایک

cause وجہ کا ہونا ضروری ہے- یہ کائناتی دلیل پہلے ارسطو (322-384 B.C) نے پیش کی اور بعد میں مشہور عیسائی ماہر الہیات تھامس Aquinas (1225-1274.CE) کی طرف سے مغربی یورپ میں یہ نظریہ مزید بہتری سے پیش کیا گیا تھا. وہ کائناتی دلیل اور انکشاف کے سوالات کو ایک ٹیکنالوجی کے طور پر استعمال کرتا ہے جیسے کہ: 'اس طرح کیوں ہے اور پھر وہ کیوں ؟' یا ' وہاں کچھ بھی کیوں ہے؟' ان سوالات کے جوابات حاصل کرنے میں، کائناتی دلیل آگے بڑھتے ہوئے اسباب کے پھیلاؤ سے ایک انکشاف تک پہنچ جاتی ہے – اس سے 'پہلی وجہ ' (First Cuase) کا انکشاف ہوتا ہے جو بعض طریقوں کو متعین کرتا ہے اور بات کر نے کے طریقوں کی وکالت کرتا ہے -

بنیادی فرسٹ وجہ کی دلیل :(The Basic First-Cause Argument) - 'ہر واقعہ کے لیے ایک وجہ کا ہونا ضروری ہے، اور ہر سبب کے نتیجے میں اس کی اپنی وجہ کا ہونا ضروری ہے وغیرہ وغیرہ- لہذا، وہاں یا تو وجوہات میں سے ایک لامتناہی دھچکا ہونا ضروری ہے یا ایک نقطہ اغاز یا پہلی وجہ کا ہونا ضروری ہے- آخر اس طرح ایک ابتدائی عظیم حرکت میں آنے والی وجہ کا وجود ہونا ضروری ہے ، ایک ایسا محرک جو کسی دوسرے محرک کے بغیر تحریک کا سبب بن سکتا ہے ، خدا-

علت و معلول (law of cause and effect)

’’سائنس کے مطابق مخلوق کی تمام شکلیں ترکیب کانتیجہ ہیں مثلاً بعض مفرد جواہر(single atoms) باہمی کشش کے قدرتی قانون کے ذریعہ اکٹھےکئے جاتےہیں اوراس کا نتیجہ انسانی ہستی اور دیگر مخلوق ہے- مخلوق کی شکل و خاصیت مختلف ہے جبکہ تمام اقسام کے (atom) کے بنیادی عناصر(,neutrons, electrons protons) ایک طرح کے ہیں، یہ کیسے ممکن ہوا؟ اگرہم یہ اعلان کریں کہ یہ تعمیرحادثاتی (chance, acceident) ہے تو یہ منطقی طورپرایک غلط نظریہ ہے کیونکہ تب ہمیں کسی علت (cause) کے بغیر ایک معلول (effect) پریقین کرناپڑے گا؛ہماری عقل ایک علتِ اولیٰ (First Cuase) کےبغیرکسی معلول (effect) کےبارے میں سوچنے سےانکاری ہے- زندگی کے عناصر ترکیبی, ترکیب میں اختیاری طورپرداخل ہوتے ہیں نہ کہ بے اختیاری میں اورنہ ہی حادثاتی طورپر- اوراس کا مطلب ہے کہ اجسام کی لامتناہی شکلوں کی ترکیب مشیت اعلیٰ، مشیتِ ابدی،ایک زندہ اور قائم بالذات خداکی مشیت کے ذریعہ ہوتی ہے- اگر ایک دھماکہ ہو تو اردگرد کی اشیاء ٹوٹ پھوٹ کر بکھر جاتی ہیں لیکن اگر ایسا دھماکہ ہو کہ بہت خوبصورت اشیاء، منظم کاینات وجود پذیر ہو تو یقینی طور پر اس کا کوئی سبب ہو گا-

ارسطو ،ابنِ سینا ، کنڈی (الكندي 801–873 AD) اورایکویناس(Aquinas) نے اس ہستی کی موجودگی کے بارے میں خیالات پیش کیے- ارسطو (322-384. B.C)نے منطقی توجیہات سےدلائل پیش کیے،جسےارسطو’’اٹل قوت‘‘کہتاتھا- یعنی تمام مخلوقات

کی پہلی علت یامحرک اعظم (Supreme First Cause)۔ تھامس ایکویناس اور اسلامی فلسفی ابن سینا , کنڈی ارسطوکی اس بات سے متفق ہیں کہ کسی چیزکولازماً کائنات کی موجودگی کی وضاحت کرنا ہے۔ ارسطوبنیادی طورپریہ ثابت کرتاتھا کہ ہرموجود چیزکے لئے ایک علت یا سبب کاہونالازم ہے۔

بنیادی طورپرارسطوکی دلیل سائنسی قانون علیت یاسببیت(causality)سےپہلےآتا اوراس کی پیش بینی کرتا ہے یعنی ہرمعلول یااثر(Effect) سے پہلے ایک علت یا سبب (Cause)۔ ہوتاہے اوریہ سائنسی طریقے کے لئے بنیادبناتاہے۔ وہ منطقی راستہ کیسے کام کرتاہے یہاں بیان کیا جارہاہے:

اگرکوئی چیزموجودہے تواس کی ایک علت یاسبب (Cause)ہے۔ کائنات اوراس میں تمام چیزیں موجودہیں۔ پس یہ ایک پہلی علت رکھتی تھی یعنی ''اٹل حرکت دینےوالا''، ایک وجوداعلیٰ (Supreme First Cause)۔ ظاہر ہے کہ کائناتی دلیل اپنے پیچھےایک کافی مضبوط معقولیت رکھتی ہے۔ آئنسٹائن کا یہ قول مشہورہے کہ ''جب میں ٹوسٹ کا ایک ٹکڑادیکھتا ہوں توجانتاہوں کہ کہیں ایک ٹوسٹر بھی ہے۔'' باالفاظ دیگرعلت ومعلول (law of cause and effect) کے آفاقی قانون کےلئےلازم ہے کہ ایک پہلی علت یا سبب موجودہو۔ فلاسفہ اورالہیات دان صدیوں سے اس دلیل کےساتھ الجھتےرہےہیں اوریہ آج بھی بہت سوں کو مسحور کرتی ہے۔

مسلمان فلسفیوں کے خیالات ؛

مسلمان فلاسفروں میں کندی، اور ابن رشد نےاس کی حمایت کی جبکہ امام غزالی اور اقبال کو اس دلیل کے مخالفین میں کےطور پر دیکھا جاتا ہے - تھامس Aquinas کی دوسری دلیل اسلامی اور افلاطون علوم سے مدد حاصل کرتی ہے . انہوں نے کہا کہ صرف خدا کی ہستی ناقابل تقسیم ہے، اور خدا کے علاوہ سب کچھ کسی طرح ایک سے زیادہ اشیاء کا مرکب ہے - کنڈی کے اصول میں صرف خدا کی وحدانیت ضروری ہے جبکہ باقی تمام مخلوق کے وجود کا دارومدار خدا کی منشا پر ہے – لہٰذا ایک یا ایک سے زیادہ اور دیگر تمام قسم کی مخلوق کا حتمی وجود صرف عظیم ترین ہستی کے وجود کی وجہ سے ہے۔ اس کے علاوہ یہ ضروری ہے کہ یہ پہلا وجود بغیر علت (uncaused) ہو کیونکہ باقی سب کچھ اس کی وجہ سے ہے۔ کنڈی کی سکیم میں کاینات کو ایک خالق، یا بلکہ ایک جنریٹر(mudhith) ،ایجاد کنندہ کی ضرورت ہے جو کاینات کو(ex-nihilo)کسی شئے کے بغیر پیدا کر سکتا ہے – مختلف فلاسفہ نےاس پر تنقید کی ہے۔

2.دلیل غائی (Teleological Argument) یا (Argument of Design)

ٹیلیولوجی (Teleology) قدرتی مظاہر کی وضاحت کے لیے حتمی مقصد یا ڈیزائن کو استعمال کرنا ہے۔ ڈیزائن سے دلیل ، تمام فطرت میں ایک 'بڑا ذہین سبب' تمام کارروائیوں کے پیچھے دیکھا اور محسوس کیا جا سکتا ہے۔ اسی لیئے دلیلِ غائی کو

’’**آرگومنٹ آف ڈیزائن** ‘‘بھی کہتے ہیں.. اس دلیل کے مطابق اس کائنات کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی ذہین مخلوق کی ایجاد ہے- نظریہ بگ بینگ کا دعویٰ ہے کہ یہ کائنات ایک واحد دھماکے کے ساتھ وجود میں آئی تاہم جیساکہ ہم جانتے ہیں کہ دھماکہ تو مادے کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے جبکہ بگ بینگ نے متضاد نتیجہ پیش کیا ہے کہ مادے کے کہکشاؤں کی صورت میں جھنڈ کے جھنڈ نمودار ہوگئے ہیں.....وہ قوانین طبیعیات جو بگ بینگ کے ساتھ ہی وجود میں آگئے تھے 14ارب سال گزر جانے کے باوجودتبدیل نہ ہوئے- یہ قوانین اس قدر نپے تلے حساب کے ساتھ وجود میں آئے تھے کہ ان کی جاریہ قیمتوں(Values) سے ایک ملی میٹر کا فرق بھی پوری کائنات کے مکمل ڈھانچے اور ساخت کی تباہی وبربادی کا باعث بن سکتاتھا- کائنات ایک خاص رفتار سے پھیل رہی ہے ، اگر اس رفتار میں ایک ملی میٹر کے مختصر حصہ (ریت کے ذرے کے برابر) کمی یا زیادتی ہو تو یہ کائنات ختم ہو جاتی- ایک عام دھماکہ اور اس دھماکہ میں یہ فرق ہے کہ یہ دھماکہ ایک عظیم پلانر اور ڈیزائنر کے کنٹرول میں اس کے منصوبہ کے مطابق وقوع پزیر ہوا جس کو وہ مسلسل کنٹرول کر رہا ہے- مشہور ماہر طبیعیات پروفیسر اسٹیفن ہاکنزاپنی کتاب "وقت کی مختصر تاریخ "(A Brief History of Time)میں لکھتاہے کہ یہ کائنات حساب کتاب کے ساتھ طے شدہ جائزوں اورتوازنوں پر قائم کی گئی ہے اوراسے اس قدر نفاست کے ساتھ "نوک پلک درست" کر کے رکھا گیا ہے کہ ہم اس کا تصور بھی نہیں کرسکتے-

قرآن نے اس کی طرف توجہ مبذول کرائی ہے :

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ (21:30)

" کیا کافروں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ آسمان اور زمین آپس میں گڈ مڈ تھے پھر ہم نے انہیں الگ الگ کیا اور ہر جاندار چیز کو پانی سے زندگی بخشی کیا پھر بھی یہ لوگ (اللہ تعالیٰ کی خلاقی) پر ایمان نہیں لاتے؟"(قرآن 21:30)

إِنَّ فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ لَآيَاتٍ لِّلْمُؤْمِنِينَo وَفِي خَلْقِكُمْ وَمَا يَبُثُّ مِن دَابَّةٍ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَo وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا أَنزَلَ اللَّـهُ مِنَ السَّمَاءِ مِن رِّزْقٍ فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَتَصْرِيفِ الرِّيَاحِ آيَاتٌ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ o تِلْكَ آيَاتُ اللَّـهِ نَتْلُوهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۖ فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَ اللَّـهِ وَآيَاتِهِ يُؤْمِنُونَ (الجاثیۃ3-6)

’’حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمینوں میں بے شمار نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لیے- اور تمہاری اپنی پیدائش میں، اور ان حیوانات میں جن کو اللہ (زمین میں) پھیلا رہا ہے بڑی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو یقین لانے والے ہیں- اور شب و روز کے فرق و اختلاف میں اور اس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے، پھر اس کے ذریعے مردہ زمین کو زندہ کرتاہے ، اور ہوائوں کی گردش میں بہت سی نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں- یہ اللہ کی نشانیاں ہیں جنہیں ہم تمہارے سامنے ٹھیک ٹھیک بیان کر رہے ہیں- اب آخر اللہ اور اس کی آیات کے بعد اور کون سی بات ہے جس پر یہ لوگ ایمان لائیں گے؟(قرآن45:3,4,5,6)

غیر معمولی ڈیزائن کائناتی سطح پر سیاروں اور کہکشاؤں سے اور کوانٹم سطح(quantum level) پر انسانی خلیات اور ایٹموں سے واضح ہے. لہٰذا اس دنیا

میں ایک ذہین سپریم خالق کا ہونا ضروری ہے- اکثرمسلمان فلسفیوں نے فطرت کی یکساں اور منطقی ترتیب پر قرآنی زورکی اہمیت کو تسلیم کیا اور اس کو اسی طرح قبول کیا-
بگ بینگ سے ہونے والے کائناتی پھیلاؤ سے لے کر ایٹموں کے طبیعی توازنوں تک، چاروں کائناتی قوتوں میں مضبوطی کے فرق سے لے کر ستاروں میں بھاری عناصر کی تیاری تک، خلا کی جہتوں میں عیاں پراسراریت سے لے کر نظام شمسی کی ترتیب و تنظیم تک، ہم کائنات کے جس گوشے کی طرف بھی نظر اٹھاتے ہیں، وہاں ہمیں ایک جچا تلا اور غیر معمولی نظم و ضبط دکھائی دیتا ہے-مختصر یہ کہ ہے جب بھی ہم کائنات کا مشاہدہ کرتے ہیں تو ہمارا سامنا ایک غیر معمولی صورت گری سے ہوتا ہے-جس کا مقصد انسانی حیات کی نشوونما کرنا اور اسے تحفظ فراہم کرنا ہے-اس صورت گری کے نتائج بھی بہت واضح ہیں۔ کائنات کی تمام تر جزئیات میں پوشیدہ یہی ڈیزائن یقینی طور پر ایک عظیم ترین خالق کی موجودگی کا ثبوت ہے جو کائنات کے ایک ایک جز کو قابو کیے ہوئے ہے-اور جس کی قدرت اور دانائی لامحدود ہے۔ بگ بینگ کے نظریے سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ وہی خالق ہے جس نے کائنات کو عدم سے تخلیق کیا۔
یہ اہم نقطہ قابل غور ہے کہ قرآن کے مطابق اگر عقل و دانش کومناسب طریقےسے استعمال کیا جائے تو خدا کے وجود کی پہچان اور یقین ہو جاتا ہے- اس طرح یہ حقیقت بھی واضح ہو جاتی ہے کہ ایک خاص منصوبہ کے مطابق تمام مخلوق تخلیق کی گیئ ہے جس میں متقی مومنوں کے لیے اجروثواب اور باغی، بے ایمان اور گنہگاروں کے لیے سزا , جس کا ان سے وعدہ تھا -
یہ بات ایک حقیقت ہے کہ خدا کے وجود کے حق میں جدید سائنس نے اتنی شہادتیں جمع کردی ہیں کہ خدا کو کو نہ ماننا اب سائنس نہیں بلکہ توہم پرستی کی بنیادوں پر ہی ممکن ہے-آج نوبت یہ آگئی ہے کہ مادہ پرستی بجائے خود توہمات اور غیر سائنسی عقیدے پر مشتمل نظام میں تبدیل ہوچکی ہے-امریکی ماہرِ جینیات رابرٹ گرفتھس اس روش کا مذاق اڑاتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر ہمیں بحث کرنے کے لیے کسی ملحد کی ضرورت پڑی تو میں شعبۂ فلسفہ کا رخ کروں گا۔ اس کام کے لیے شعبۂ طبیعیات کچھ کام کا نہیں-
اور وہ بے ایمان بول اٹھیں گے:
"کاش ہم سنتے یا سمجھتے تو آج اِس بھڑکتی ہوئی آگ کے سزا واروں میں نہ شامل ہوتے" (67:10)
کیونکہ اللہ فرماتا ہے:
" ہم نے اِس آسمان اور زمین کو اور جو کچھ بھی ان میں ہے کچھ کھیل کے طور پر نہیں بنایا ہے"(21:16)
سینٹ پال،یونانی اور رومن دنیا میں بہت سے دوسروں کے ساتھ یقین رکھتا تھا کہ خدا کا وجود فطرت کے مظاہر سے اچھی طرح ظہور پزیر ہے:
"اس کی ا ن دیکھی صفتیں یعنی اس کی ازلی قدرت اور اس کی الوہیت دنیا کی پیدائش کے وقت سے بنائی ہوئی چیزوں سے معلوم ہوکر صاف نظر آتی ہیں۔ اس لئے لوگوں

کے پاس کو ئی بہانا نہیں رہا۔(رومیوں 1:20)

ملحدانہ نظریات :

ملحد کہتے ہیں کہ خدا کا وجود نہیں ہے ، سب کچھ فطرت نے پیدا کیا ہے , مشہور ' سائنسی عقیدوں "کی فہرست ان کے خیالات کو واضح کرتی ہے :

1. ہر چیز لازمی طور پر میکانیکی (mechanical) ہے۔
2. تمام مادہ شعور سے عاری ہے، یہاں تک کہ انسانی شعور بھی مادی دماغ کی کارروائیوں کا پیدا کیا ہواایک واہمہ ہے۔
3. مادے اور توانائی کی مجموعی مقدار ہمیشہ ایک ہی رہتی ہے(سوائے اس موقعے کے کہ جب تخلیق کائنات کے بگ بینگ (big bang)کے وقت تمام مادہ اور توانائی اچانک عدم سے وجود میں آگئے تھے)۔
4. فطرت کے قوانین ہمیشہ سے اور ہمیشہ کے لیے متعین اور غیر متغیر ہیں۔
5. فطرت کا کوئی مقصد نہیں ہے اورنہ ارتقا کی کوئی سمت ہے ۔
6. حیاتیاتی موروثیت DNA اور اس طرح کے دوسرے مادوں کے ذریعے تکمیل پانے والا ایک خالص کیمیائی اور مادی عمل ہے۔
7. ذہن سر کے اندر موجود دماغ کی کارکردگی کے سوا کچھ بھی نہیں۔
8. یادیں کیمیائی مادوں کے طور پر دماغ میں جمع ہوتی ہیں اور موت پر فنا ہوجاتی ہیں۔
9. جو باتیں سمجھی نہیں جاسکتیں، وہ واہموں کے سوا کچھ نہیں۔
10. میکانکی طب ہی علاج کا واحدکارآمد انداز ہے۔

برٹرینڈ رسل جیسا ایک کٹر ملحد بھی تسلیم کرتا ہے کہ کائنات میں ڈیزائن ہے۔اسے یہ بھی تسلیم ہے کہ ڈیزائن سے ڈیزائنر کا وجود ثابت کیا جاسکتا ہے۔ مگر جب وہ اس کو نہ ماننے کے لئے ڈارونزم(Darwinism) کا حوالہ دیتا ہے تو گویا وہ نہایت کمزور بنیاد پر خود اپنے تسلیم شدہ مقدمہ کو رد کررہا ہے،کیونکہ ڈیزائن کا وجود تو متفقہ طور پر ایک ثابت شدہ حقیقت ہے۔مگر ڈارونزم کوئی ثابت شدہ حقیقت نہیں۔اس کا یہ پہلو یقینی طور پر اب بھی مفروضہ ہے کہ مادی عوامل سے انواع حیات میں بامعنی "ڈیزائن" پیدا ہوجاتا ہے۔اس لئے ڈیزائن کے واقعہ کی بنیاد پر ڈیزائنر کے حق میں استدلال تو خود رسل کے اعتراف کے مطابق صحیح ہے۔مگر ڈارونزم ابھی اس قابل نہیں ہوسکا ہے کہ اس کی بنیاد پر کوئی رسل اس دلیل کو رد کردے۔

رچرڈ ڈاکنز (Richard Dwkins) مشہور دہریہ (Athiest) آرگومنٹ آف ڈیزائن کی شدید مخالفت کرتاتھا لیکن اکیسویں صدی میں فلکیات کی کوانٹم کی بے پناہ تھیوریز کے بعد ڈاکنز نے یہ تسلیم کرنا شروع کردیا ہے کہ **''ڈیزائن تو ہو سکتا ہے لیکن وہ ڈیزائن خدا نے نہیں بنایا.. کسی اور سیّارے پر کوئی ہم سے زیادہ ذہین مخلوق ہو سکتی ہے اور وہ چاہے تو ایسا ڈیزائن بنا سکتی ہے..** (سوال ہے کہ اس ذہین مخلوق کو کس نے بنایا ؟)''ڈاکنز کے شاگرد اور جانشین اور سخت لہجے کے سپیکر ''لارنس کراؤس''سے سوال کیا گیا کہ ''کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ ہم سب کسی اور کا لکھا ہوا پروگرام ہوں اور کسی کمپیوٹر کی ڈسک میں چل رہے ہوں..؟'' تو انہوں نے ہنستے ہوئے جواب دیا.. ''ممکن ہے , ضرور ممکن ہے لیکن اس سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ جس نے وہ

پراگرام لکھا وہ 'خدا' ہی ہے..؟'' غرض آج کے عہد کا دہریہ (Athiest) یہ تسلیم کرتا ہے کہ ہمارا ڈیزائنر کوئی اور ہو سکتا ہے اور یہ عین سائنسی بات ہے..

ایک کوڈ کا نظام ہمیشہ ایک ذہنی عمل کا نتیجہ ہوتا ہے ... اس بات پر زور دیا جانا چاہئے کہ مادہ ایسا کوئی کوڈ کو پیدا کرنے کے قابل نہیں ہے- تمام تجربات اس بات کی نشاندہی کرتے ہیں کہ ایک سوچ رکھنے والی قوت کا وجود ضروری ہے جو رضاکارانہ طور پر اپنی مرضی، معرفت، اور تخلیقی صلاحیتوں کواستعمال کرنے جا رہی ہو ... کوئی معروف قدرتی قانون موجود نہیں جس کے ذریعے مادہ معلومات کو جنم دے سکتا ہو، نہ ہی کوئی فزیکل عمل یا مادی رجحان یہ کر سکتا ہے-
[Schroeder's book "*The Hidden Face of God: Science Reveals the Ultimate Truth*" and Varghese's book "*The Wonderful World*."]
اب پیچھے رہ جاتاہے وہ خدا جسے کسی نے نہیں بنایا , جو خود سے ہے ، جو ازل سے ہے اور جو ہمیشہ رہے گا ، جو حی و قیوم ہے اور جو سب سے بڑی عقل کا مالک ہے , سو اُس خدا کے وجود سے ہنوز رچرڈ ڈاکنز کو انکار ہے.. ٹیکنکلی رچرڈ ڈاکنز کے خیال اور مذہب کے خیال میں چنداں فرق نہیں..
رچرڈ ڈاکنز اس کائنات کے بارے میں یہ مانتے ہیں کہ اسے کسی نے نہیں بنایا ، یہ خود سے ہے اور اسی کائنات نے سیارے پیدا کیے اور ان میں زندگی اور ذہانت پیدا کی.. سٹرنگ تھیوری (String Theory)کے بعد رچرڈ ڈاکنز اس امکان کو بھی رد نہیں کرسکتے کہ کائنات (عالمین) ایک نہیں کئی ہیں.. نظریہ اضافیت کے بعد رچرڈ ڈاکنز اس بات سے بھی انکار نہیں کرسکتے کہ کسی شخص کا ایک منٹ کسی اور شخص کے کئی سالوں کے برابر بھی ہوسکتا ہے.. ڈاکنز خود مائیکروبیالوجسٹ ہیں.. <u>وہ ڈی این اے کے انٹیلیجنٹ لینگوئج ہونے ، اس میں تبدیلیوں کے امکان ، میوٹیشن کے مافوق العقل وجود اور نئی نئی مخلوقات کی پیدائش سے کب انکار کر سکتے ہیں..؟ انسان کبھی مکمل طور پر نان وائلنٹ مخلوق بن کر کسی خوشنما باغ میں ایسے رہ رہا ہو کہ اُسے ہزاروں سال موت نہ آئے ، اس امکان سے بھی ایک مائیکروبیالوجسٹ عہد حاضر میں انکار نہیں کرسکتا..</u>
اس سب پر مستزاد یہ ایک خاصی مشہور تھیوری بھی ہے کہ یہ کائنات سانس لیتا ہوا ایک ذہین فطین جاندار ہے جو فورتھ ڈائمینشنل ہے.. علاوہ بریں ''پین سپرمیا'' (Panspermia) بھی ایک تھیوری ہے کہ کائنات حیات سے چھلک رہی ہے اور خلا میں اڑتے ہوئے پتھروں میں بھی ڈی این اے یا ابتدائی حیات کے امکانات مضمر ہیں..
ڈاکنز اور اس جیسے دہریوں کا اصل مسئلہ خدا نہیں ہے , نہ ہی مذہب ہے اور نہ ہی مذہبی ہونا ہے.. ڈاکنز اور اس کے ماننے والوں کا اصل مسئلہ وہ **''سیٹ آف رُولز''** ہے جسے نظامِ حیات کہتے ہیں.. مذہب بھی ایک سیٹ آف رُولز پیش کرتاہے جسے کمانڈمنٹس کہا جاتاہے.. ڈاکنز اور اس کے ماننے والوں کو اُس سیٹ آف رُولز کے ساتھ اختلاف ہے.. مزید باریک بینی سے جائزہ لیا جائے تو یہ اختلاف بنیادی طور پر نظریۂ علم کا اختلاف ہے یعنی ایپسٹمالوجی کا<u>.. مذہب کے نزدیک ''وحی'' ایک برتر سورس آف نالج یعنی ایک ایسا ذریعۂ علم ہے جو ہمارے کمتر شعور کے لیے ہمیشہ رہنما کا کام دے سکتاہے.. دہریت کو یہ خیال مکمل طور پر نان اکیڈمک لگتا ہے..</u> یہ بات بھی غلط

نہیں کہ یہ سارا خیال حسّی علوم کی ترقی کے بعد اکیڈمک محسوس ہونے لگا ہے.. یہی کوئی سترھویں صدی عیسویں سے لے کر اب تک۔ اس سے قبل چونکہ حسّی علوم کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا تو دنیا کا ٹوٹل وژن ہی مختلف تھا.. **اگر** Dawkin'sاس امکان کو رد نہیں کرتے کہ ہم کسی اور زیادہ ذہین ہستی کا بنایا ہوا ڈیزائن ہوسکتے ہیں تو وہ اس امکان کو کیوں رد کردیتے ہیں کہ ہم تک پہنچنے والی رہنمائی یعنی وحی بھی اُس برتر شعور کی جانب سے بھیجی ہوئی ہدایت ہو سکتی ہے..؟
غرض یہ مذہب نہیں جس کے پاس بھاگ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں بچا بلکہ یہ دہریت ہے جس کے پاس بھاگ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں بچا.

اگر سوچیں تو برکلے ، ہیگل، کانٹ جیسے لوگ آئن سٹائن سے کم دماغ نہ تھے.. خود آئن سٹائن کے ہی دور میں نیلز بوہر جیسے سائنسدانوں کا اعتقاد حسّیت سے اُٹھ چکا تھا.. اقبال نے تشکیل کے دیباچے میں لکھا جس کا مفہوم ہے کہ ''وہ دن دُور نہیں جب مذہب اور جدید سائنس میں ایسی ایسی مفاہمتیں دریافت ہونے لگیں گی کہ جو ہماری سوچ سے بھی ماروا ہیں کیونکہ جدید فزکس نے اپنی ہی بنیادوں کی تدوین شروع کردی ہے..''

سر آئزک نیوٹن کے مطابق کائنا ت لازمی طور پر خدا کی تخلیق تھی کیونکہ یہ کسی بے ترتیب اور منتشر مادے سے وجود میں نہیں آسکتی تھی۔

سٹیفن ہاکنگ نے 1988 میں شائع ہونے والی اپنی کتاب ' بریف ہسٹری آف ٹائم' میں تخلیق کائنا ت میں خدا کے وجود کو مسترد نہیں کیا تھا بلکہ لکھا تھا کہ دنیا کی وجودیت کو سمجھنے کے لیے ایک ان دیکھے تخلیق کار کا تصور سا ئنسی قوانین سے مطابقت رکھتا ہے۔ یہ کتاب اس برس میں سب سے زیادہ بکنے والی کتاب تھی۔ مگر اب دنیا کے وجود میں آنے کے بارے میں ان کا نظریہ تبدیل ہوا ہے تاہم ہا کنگ خدا کے وجود کے امکانات سے انکاری نہیں بلکہ خدا کے خالق کائنات ہونے کے تصور کو مسترد کرتے ہیں۔

3. دلیل وجودی (*Ontological Argument*)

خدا کے تصور سے خدا کی حقیقت (Ontological Argument) کی بنیاد ہے

(1078 CE).میں کینٹبری کے اَنسلم (Anselm of Canterbury) نے اپنے ایک مضمون) Proslogion خدا کے وجود کے بارے میں مکالمہ) میں سب سے پہلے خدا کے ہونے کے بارے میں یہ دلیل پیش کی:

انسان ایک وجود کے بارے میں سوچ سکتاہے ''جس سے عظیم تر کوئی تصور میں نہ لایا جاسکے''

یہ وجود نوع بشر کے ذہنوں میں موجودہے

اگربزرگ ترین امکانی وجود ذہن میں موجود ہے تولازم ہے کہ وہ حقیقت میں بھی موجودہو

ڈیکارٹ [René Descartes 1596-1650] نے أنسلم کی مسحورکن اورکافی بلندتخیل اور وجودیاتی بحث کو یہ کہتے ہوئے وسعت بخشاکہ خداموجود ہے کیونکہ ہم ایک اعلیٰ ترین وجود کامل کےبارےمیں ایک ''صاف اورنمایاں'' تصوررکھتے ہیں۔

اسلامی فلسفی موسیٰ سدرہ اپنے اہم فلسفیانہ کتاب ’’الاسفارالاربع‘‘ (چاراسفار) میں اسی قسم کی ایک دلیل پیش کرتاہے جسے اس نے ’’نیکوں کی دلیل‘‘کا نام دیا ہے:

ایک وجود موجودہے؛ اور ہم اس سے بڑھ کر کامل وجودکا تصور نہیں کرسکتے

تعریف کے لحاظ سے خداکاملیت میں اعلی ترین ہے

وجودایک ہے یعنی کوئی مابعدالطبیعیات کثرت وجود موجودنہیں

وجود کی کاملیت کے درجات ہیں

کاملیت کے پیمانے کی ایک انتہائی حدکا ہونا لازم ہے یعنی بزرگ ترین شدت کاایک نقطہ

وہ بزرگ ترین شدت ہی اپنی تعریف کے لحاذسے خداہے

ایک وجودِ اعلیٰ کی موجودگی کے بارےمیں وہ تمام وجودیاتی دلائل عظمت اورکاملیت کے ایک لطیف نقطہ کے گرد گھومتے ہیں۔

ہم انسان ناقص مخلوق ہیں۔ ہم نے کائنات کو پیدانہیں کیا۔ اس وسیع کائنات کی وسعت میں ہم تومحض ایک چھوٹے سےسیارے پر رہتے ہیں۔ ہم اُن تمام داستانوں جن میں وجودکی اس قدرخودمختار حالت کاخیال پیش کیا جاتا ہے،کوئی سُپرمین اورسُپرپاور نہیں ۔ہم نسبتاً کمزوراوربے اختیار افراد ہیں۔ وہ حقیقت ہماری تصریح کرتی ہے اور ہمارے لئے خالق کے تصورکوایک حدتک سمجھ پاناممکن بناتی ہےجوایک روح اعظم،ایک وجودِمطلَق ہے۔

خداکی ہستی کےدلائل میں سے ایک دلیل اورثبوت یہ حقیقت ہے کہ انسان نے خود کوپیدا نہیں کیا، بلکہ اس کاپیداکرنےوالااوربنانے والااس کے علاوہ کوئی اورہے۔ یہ بھی صحیح اور ناقابل اعتراض ہے کہ انسان کا خالق خودانسان ہی جیسا نہیں،کیونکہ ایک ناتواں مخلوق دوسری ہستی پیدا نہیں کر سکتی۔ اورایک فعال خالق کے لئےلازم ہےکہ اپنی دستکاری پیداکرنے کی خاطر وہ سب انتہائی کامل صفات کامالک ہو۔

پس عارضی دنیا نقائص (problem of evil) کی کان ہےاورخداکمال کا سرچشمہ۔

عارضی دنیا کے نقائص ہی خداکے کمالات کی گواہی دیتے ہیں۔ مثلاًجب ہم انسان پر نظرڈالتےہیں تو دیکھتے ہیں کہ وہ کمزورہے اورمخلوق کی یہ کمزوری ہی اُس ذات کی قدرت پردلیل ہے جوابدی و قدیر ہے؛ کیونکہ اگرقدرت نہ ہوتی توکمزوری کے بارے میں سوچنا ہی محال تھا۔ قدرت کے بغیرکمزوری کا سوچاہی نہیں جاسکتاتھا۔ یہ کمزوری ظاہرکرتی ہے کہ دنیا میں ایک قدرت بھی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ یہ پوری عارضی دنیاایک ضابطہ اورایک قانون کے تحت ہے جس کی یہ ہرگزنافرمانی نہیں کرسکتی۔ حتیٰ کہ انسان بھی موت، نیند اور دوسرے حالات کی اطاعت پرمجبورہے یعنی بعض امورمیں وہ محکوم ہے اور یہ محکومیت ہی ایک حاکم کی موجودگی کا پتہ دیتی ہے۔

جب تک اس عارضی دنیاکی ذاتی صفت تابعداری ہے،اورجب تک یہ تابعداری اس کے بنیادی لوازمات میں سے ایک ہے، ایک خودمختار کا ہونا لازم ہے جو اپنی اصلیت میں تمام چیزوں سے آزادہے۔

سبحان اللہ! چھوٹی سے چھوٹی چیزکے ظاہری حلیہ میں تبدیلی ایک خالق کی موجودگی ثابت کرتی ہے: توکیا اس وسیع، لاانتہا کائنات نےخودہی خودکوپیداکرلیاہےاورعناصرکے باہمی بین العمل سے جودمیں آگیاہے؟ ظاہرہےکہ ایسا قیاس کرناکتناغلط ہے!''
اگر عظیم ترین قابل فہم ہستی صرف خیال میں موجود ہوتی ہے تو ہم سوچ سکتے ہیں کہ ایک دوسری ہستی خیال اور حقیقت دونوں میں موجود ہو- خیال اور حقیقت میں موجود ہونا صرف خیال میں موجود ہونے سے بڑا ہے-
لہٰذا: ایک ہستی جس سے بڑا کوئی قابل فہم وجود نہ خیال میں نہ حقیقت میں ہو-
"یقیناً تمہارا رب سب کا خالق ہے اور سب کچھ جانتا ہے"(15:86)
" اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے"(39"62)
میثاق الست: اس کی تفصیل بیان ہو چکی :"اور اے نبی، لوگوں کو یاد دلاؤ وہ وقت جبکہ تمہارے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے ان کی نسل کو نکالا تھا اور انہیں خود ان کے اوپر گواہ بناتے ہوئے پوچھا تھا "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟" انہوں نے کہا "ضرور آپ ہی ہمارے رب ہیں، ہم اس پر گواہی دیتے ہیں" یہ ہم نے اس لیے کیا کہ کہیں تم قیامت کے روز یہ نہ کہہ دو کہ "ہم تو اس بات سے بے خبر تھے،"(قرآن 7:172)

4.اخلاقیات اور احتمال دلائل: (Morality and Probability Arguments)

اخلاقی دلائل ، جس کو (Anthropological Argument انسانی معاشرہ، تقافت و ترقی) بھی کہا جاتا ہےان کی بنیاد اخلاقی شعوراورانسانی تاریخ پر ہے جو ایک اخلاقی حکم اور مقصد پیش کرتا ہےجو صرف خدا کے وجود کے کی بنیاد پر ہی سمجھایا جا سکتا ہے- ضمیر اور انسانی تاریخ گواہ ہے:
"بے شک صادق کو اُن کا پھل ملتا ہے- بے شک خدا زمین پر فیصلہ کرتاہے" (زبور58:11)
"وہ انصاف پر قائم ہے اُس زبردست حکیم کے سوا فی الواقع کوئی خدا نہیں ہے " (قرآن 3:18)
"اس دن اللہ وہ بدلہ انہیں بھرپور دے گا جس کے وہ مستحق ہیں اور انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اللہ ہی حق ہے سچ کو سچ کر دکھانے والا"(قرآن24:25)

خداکے وجود کے بارےمیں اخلاقی بحث

باطنی اخلاقی سوچ تقریباً سب میں پیداہوتی ہے- فلاسفہ اورعلماء صدیوں سے یہ جانتے آئے ہیں کی دوسری مخلوقات کے برعکس نارمل لوگوں کی سرشت میں بظاہرایک احساس یا شعورموجودہے یا یوں کہیں کہ ایک باطنی اخلاقی سمت نما- وہ احساس اکثرہمیں خود اپنےبہترین مفادات کو نظراندازدینے کاعندیہ دیتا ہے اوربے غرضی سے اور اخلاقی طورپردوسروں کے مفادات کے لئے کام کرنے کی طرف پکارتاہے- صرف انسانوں کے لئے جوروحانی سرورمخصوص ہے اس کی وجہ سے بہت سے فلاسفہ نےیہ نتیجہ اخذکیاہےکہ ہمارے شعورکی حقیقت ایک عظیم تر اخلاقی قانون کی موجودگی ظاہر کرتی ہے اورلہٰذاہ ایک بالاتر قانون سازکی موجودگی لازم ہے -

خداکی موجودگی کے لئےیہ خیال اور فلسفیانہ دلیل سب سے پہلےعظیم فلسفی ایمنوئل کینٹ (Immanuel Kant, 1724-1804) نےپیش کیااوراُس نے لکھاکہ انسانیت کاہدف غائی مکمل خوشی کا حصول ہے جو نیکیوں سےملتی ہے۔ کینٹ نے اسے امرمطلق، ایک اخلاقی اورنیک زندگی کی خدمت میں ہماری استدلالی قوتوں کاآخری حکم قراردیا ہے۔اُس نے یہ دلیل پیش کی ہے کہ چونکہ یہ اخلاقی شعور انسانوں میں عمومی طور پرموجودہے ایک بعد کی زندگی کا وجود بھی لازم ہے اورپس خدا کابھی موجود ہونا لازم ہے۔ کینٹ کی منطق کا راستہ کچھ یوں آگے بڑھتاہے:

- انسان فطری اخلاقی میلانات رکھتے ہیں
- اخلاقیات صرف اخلاقی اچھائی کےایک اعلیٰ تر منبع سے آسکتی ہے
- پس خدا موجود ہے

کینٹ (Kant) کی اخلاقی آفاقیت کا مساوات، انصاف اورانسانی حقوق سےمتعلق ہمارے جدیدانسان دوستی، سیاسی، سماجی اورقانونی تصورات پربڑاگہرااثرمرتب ہواہے۔ دوسرے فلاسفہ نے کینٹ کی استدلال کی پیروی اورتوسیع کی ہے یہ نتیجہ اخذ کرتےہوئے کہ انسانی ضمیرکی موجودگی کا مطلب یہ ہے کہ معروضی اخلاقی سچائیاں موجودہیں اوریہ کہ اُن سچائیوں کا آخری منبع لازماً خداکو ہوناچاہیئے۔

کئی جدیدفلاسفہ نےاسی خیال کوکچھ مختلف اندازمیں پیش کیا ہےیعنی ہمارا ضمیراورہماری اخلاقیات ہمیں جوکچھ بھی کرنےپرمجبورکرتےہیں اس کاممکن ہونالازم ہے اورخوشی اوراخلاقی نیکی کی کامل اچھائی کا حصول صرف اسی وقت ممکن ہوتاہے جب ایک فطری اخلاقی نظام موجود ہو۔ مذہبی تعلیمات میں ایک اعلیٰ ترین ہستی کی موجودگی کے بارے میں بہت سی مختلف جگہوں پر یہ منطقی اخلاقی استدلال ملتی ہے۔

حال ہی میں عصر حاضر کے مغربی فلسفہ میں خدا کے وجود پر دوسرے دلائل تجویز کیے گئےوہ 'مذہبی تجربے' سے ثبوت ہیں.

5. مذہبی تجربہ (***Religious Experience***)

'مذہبی تجربہ' کو خدا کے وجود کے ثبوت کے طور پر سمجھنے کے لیئے ضروری ہے کہ اسے تجربے کی عام تھیوری کے پس منظر میں سمجھا جانا چاہئے، یعنی دنیا کی رپورٹوں کی طرح جو حواس کے ذریعے موصول ہوتی ہیں- 'تجربہ' جس کو سمجھنے والے مواد کے طور پر 'وجہ' کے برعکس قائم کیا گیا تھا جومنطق اور ریاضی کی عملداری میں سمجھاگیا-

خاص طور پر مذہبی تجربہ مختلف طریقوں سے شناخت کیا گیا ہے: (1)مقدس ہستی کے بارے میں شعور، جس میں خوف اور احترام ہوتا ہے-(2) مطلق انحصار کا احساس جو انسان کی صرف ایک مخلوق کی حیثیت کا مظہر ہے- (3) الہی کے ساتھ ایک تعلق کا احساس (4) ایک غیبی نظام کا تصوریا کائناتی نظام میں مستقل اچھائی کا معیاری احساس (5) خدا کا براہ راست احساس(6) ایک حقیقت سے تصادم، "'مکمل طور پر دوسرا" (7) موجودگی سے تبدیل کرنے کی طاقت کا احساس-

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خدا کےاحساس کا تجربہ انسان پراہم فیصلے کے طور پر نظر آتا

ہے اس انکشاف کے ساتھ کہ وہ مقدس ہستی سے علیحدہ ہے ایسا خاص طور پربائیبل (عہد نامہ قدیم) کے کے انبیاء پرواضح ہوا- تمام سکالر متفق ہیں کہ مذہبی تجربہ میں یہ شامل ہے کہ انسان کے لیے حقیقت میں کیا حتمی ہے اور اس کا تعلق اس یقین سے ہے کہ حقیقت کی انتہا کیا ہے- مذہبی تجربہ، تجربے کے جمالیاتی پہلو سےاس طرح علیحدہ ہے کہ سابق میں الہی سے وابستگی اور عقیدت کی ضرورت ہوتی ہے- جبکہ مؤخر الذکر بظاہرشکل و شباہت، خوبصورتی اور ترتیب کی تعریف اور لطف اندوزی پر مرکوز ہے چاہے وہ قدرتی اشیاء میں ہوں یا آرٹ میں-

'سچے متلاشی' کی دلیل جو کہ تصوف کی روایت کے مسلمان صوفیوں کی طرف سے پیش کی جاتی ہے کہ، ہر فرد جو ہدایت کی طرف ایک خاص راستے کو اختیار کرتا ہے وہ خدا کے وجود پر یقین کی اسی منزل پر پہنچتا ہے جو خاص طور پر وحدانیت اور اسلام کے قوانین کی منزل ہے-

یہ صرف اسی صورت میں سچ ہو سکتا ہے اگر وضائف اور دعائیں صرف ایک مخاطب خدا قبول کر رہا ہو جس کا دعویٰ اسلامی وحی سے معلوم ہوتا ہے- اس کوباضابطہ طور پرامام ابو حامد الغزالی نے اپنے مقالات؛'خرابی سے نجات' اور 'خوشی کے کیمیا' یعنی 'کیمیائے سعادت' ایسی قابل ذکر کتب میں منظم کیا تھا- اس طریقه کے مطابق دوسروں کو کوئی نقصان نہ پہنچانے کے سنہری اصول پر عمل کرنا اور دوسروں سے ہمدردی، رحمدلی سے پیش آنا، خاموشی یا کم سے کم بات، اکیلاپن، روزانہ روزہ رکھنا یا پانی اور بنیادی غذا پر انحصار کرنا، ایمانداری پر قائم رہنا اور روزانہ خالق کائنات سے ہدایت کی دعائیں کرنا شامل ہے-

عام طورپرصوفیاء خدا کی موجودگی کے تجربہ کا اپنے انداز میں دعویٰ کرتے ہیں- اسلامی روایات میں انبیاء اس طرح کے تجربےسے گزرے ہوتے ہیں، جس (عین الیقین) کی وجہ سے ان کا ایمان پختہ ہو جاتا ہے-

حضرت محمد ﷺ کا رات کو سفر (معراج) ایک منفرد تجربہ ہے، الله تعالی فرماتے ہیں:

"وہ (ذات) پاک ہے جو ایک رات اپنے بندے کو مسجدالحرام یعنی (خانۂ کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے گردا گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں لے گیا تاکہ ہم اسے اپنی (قدرت کی) نشانیاں دکھائیں- بےشک وہ سننے والا (اور) دیکھنے والا ہے"(قرآن 17:1)

بائبل میں ہنوک کی کتاب (1حنوک) میں، پہلے رسالہ (ابواب 1-36) میں بھی حنوک (حضرت ادریس علیہ السلام) کےآسمانی سفرکی روداد بیان کی گئی، جس میں اسرار الہی ان پر آشکار کئے گئے-

ایک اور مثال: " اور وہ واقعہ بھی پیش نظر رہے، جب ابراہیمؑ نے کہا تھا کہ: "میرے مالک، مجھے دکھا دے، تو مُردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے" فرمایا: "کیا تو ایمان نہیں رکھتا؟" اُس نے عرض کیا "ایمان تو رکھتا ہوں، مگر دل کا اطمینان درکار ہے" فرمایا: "اچھا تو چار پرندے لے اور ان کو اپنے سے مانوس کر لے پھر ان کا ایک ایک جز ایک ایک پہاڑ پر رکھ دے پھر ان کو پکار، وہ تیرے پاس دوڑے چلے آئیں گے خوب جان لے کہ الله نہایت با اقتدار اور حکیم ہے-"(قرآن 2:260)

6 *دیگر دلائل:*

بعض چیزیں حقیقت میں وجود رکھتی ہیں مگر ان کے مخالف چیز کا وجود نہیں ہوتا، ان کو صرف خیال کی وجہ سے کسی نام سے منسوب کردیا جاتا ہے-'روشنی، موجود ہے جس کے اہم ذرائع سورج، چاند، آگ، بجلی وغیرہ ہیں- روشنی کی شدت بہت زیادہ درمیانی یا کم ہو سکتی ہے- روشنی کی طاقت، تبدیل ہوتی ہے جو آلات کے ذریعے پیمائش کی جا سکتی ہے- تاریکی موجود ہے: 'تاریکی' کے طور پر کہا جاتا ہے کچھ بھی نہیں ہے؟ سچ تو یہ ہے کہ اندھیرہ موجود نہیں ہے؛ ہم روشنی کے منبع کی طرح تاریکی کسی ایک ذریعے حاصل نہیں کر سکتے- اگر روشنی نہیں تو اندھیرہ ہے- روشنی کی غیر موجودگی کو "اندھیرہ" کہا جاتا ہے- "اندھیرہ" ایک نام ہے صرف ایک خیال ہے- اسی طرح 'آواز' موجود ہے، یہ کم، درمیانی ، اور اونچی آواز ہو سکتی ہے-آوازکو پیدا کرنے والے مختلف ذرائع ہیں،اس کی پیمائش کی جا سکتی ہے، ڈیسیبل (decibel) آوازکی اس پیمائش کا یونٹ ہے- آواز کا الٹ 'خاموشی' ہے، جسے ناپا نہیں جا سکتا مگر کہہ سکتے ہیں کے کم یا زیادہ خاموشی ہے- دراصل یہ کم یا زیادہ آواز کم یا زیادہ خاموشی پیدا کرتی ہے- ہم خالص خاموشی پیدا کرنے کا ذریعہ یا آلہ نہیں بنا سکتے- یہ نہیں کہا جا سکتا اتنی مقدار میں خاموشی لاؤ، خاموشی صرف ایک خیال ہے- اس طرح کا معاملہ 'حرارت' (heat) کا ہے جوموجود ہے- حرارت پیدا کرنے کے مختلف ذرائع ہیں مثلاً؛ سورج، آگ، بجلی وغیرہ- حرارت پیمائش کرنے کے مختلف یونٹس، بی.ٹی.یو (Celsius،BTU Kelvin) ہیں- حرارت زیادہ یا کم ہو سکتی ہے- 'سردی' کے بارے میں کیاخیال ہے؟ کیا سردی موجود ہے؟ سردی (273 -Celsius) سے نیچے موجود نہیں، اس درجہ حرارت کے بعد زیادہ ٹھنڈا نہیں ہو گی- حرارت کی غیر موجودگی'سردی' ہے جو صرف ایک خیال ہے-

خدا موجود ہے، پچھلے دلائل سے واضح ہے کہ خدا ایک حقیقت ہے لہٰذا خدا کا انکار یا عدم وجود صرف ایک خام خیال ہے!

7 .مظبوط دلیل:

مسلمان فلسفہ اور علماء نے وجود باری تعالی پر اتنے دلائل پیش کیئے ہیں کہ یہاں مختصر طور پر بھی ان کا احاطہ ممکن نہیں – قبل ازیں چھٹے اصول میں یہ ثابت ہوا کہ انسان کسی عقلی دلیل سے ما ننے سے پہلے ہی اپنے شعور باطنی کی فراست سے سمجھ لیتا ہے اور باوجودیکہ اس عقیدہ کی صحت کے دلائل دنیا کی ہر چیز میں نمایاں طور پر موجود ہیں قا بل دلیل ہیں- ایمان انسان کی فطری جبلت ہے –تمام انسان کافر ہوں یا مومن ، عبادت گزار ہوں یا فاسق و فاجر اگر کسی سخت مصیبت میں پھنس جائیں تو وہ دنیا کی کسی مادی چیز کی پناہ تلاش نہیں کرتا بلکہ وہ کسی ایسی قوت کی پناہ چاہتا ہے جو اس کائنات سے ماورا ہو، جسے وہ دیکھ تو نہیں سکتا لیکن اس کی روح اس کا دل اس کے جسم کا ہر ریشہ اس کے موجود ہونے کی گواہی دیتا ہے اس کی عظمت و جلال کا احساس رکھتا ہے ، اس سے محبت کرتا ہے ، ڈرتا ہے ، یہ اس لیے ہے کہ ایمان انسان کی جبلت ہے –

لہٰذا صا حب علم اور عام انسان صاحب ایمان ہو سکتا ہے – ملحد اور کافر صرف وہ لوگ ہوتے ہیں جن کا علم نصف یا چوتھائی ہوتا ہے – جنہوں نے تھوڑا علم حاصل کیا

اور اپنے اس نا قص علم کی وجہ سے اپنی "فطرت مومنہ" کو ضا ئع کر بیٹھے ، ایمان پیدا کرنے والے علم تک رسائی حاصل نہ کر سکے اور کفر میں مبتلا ہو گئے-
تمام دلائل ایک طرف اور قرآن پاک کے پیش کردہ دلائل سب پر بھاری ہیں- قرآن جو دلائل دیتا ہے وہ انتہائی واضح، صاف اور قاطع ہونے کے علاوہ ان میں بہت مختصر عبارت میں بہت ہی وزنی بات کہی گئی ہوتی ہے جسے ایک عام آدمی بھی با آسانی سمجھ سکتا ہے – اور جب کوئی عالم غور و فکر کے بعد اس کے حقیقی مقصد و مفہوم تک پہنچتا ہے تو حیرت زدہ رہ جاتا ہے-
قرآن مجید نے ہمیں خبردار کیا ہے کہ اللہ تعالی کے موجود ہونے کی دلیل ہمارے اندر (نفس میں) موجود ہے – ظاہر ہے ہم کسی ایسی حقیقت سے کس طرح انکار کر سکتے ہیں جس کی صداقت ہمارے دل پر ثبت اس کے سچا ہونے کا منہ بولتا ثبوت ہو ، اللہ کا فرمان ہے :
وَفِي أَنفُسِكُمْ ۚ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿ الذاریات ۲۱﴾
"دلائل اور نشانیاں تو تمہارے وجود کے اندر موجود ہیں کیا تمہیں سوجھتا نہیں ؟"
انسان کے دل کی گہرائی میں پوری طرح یہ خیال راسخ ہے کہ اللہ موجود ہے- ہم اپنی فطرت ایمانی اور دینی جبلت کی وجہ سے مصائب و تکالیف کے وقت اسی کی پناہ ڈھونڈتے ہیں – ہمارے اندر اور پوری دنیا میں اردگرد اس کے موجود ہونے کے دلائل بکھرے پڑے ہیں- اسی لیئے ہماری شعور باطنی یعنی دل اس کے موجود ہونے پر غیر شعوری ایمان رکھتا ہے- البتہ قوت فکر و ذہن یعنی عقل دلیل کے ذر یعہ اس کے وجود پر ایمان لاتی ہے- یہ کس قدر حیرانگی کی بات ہے کہ جس کا اپنا وجود اللہ کی موجودگی کا ثبوت ہو اس کے وجود سے انکاری ہو – یہ ایسے ہے کہ ایک شخص بھیگا ہو اور کہے کہ اس نے کبھی پانی نہیں دیکھا-
ایک ایسی واضح حقیقت اور دلیل کے بعد کچھ لوگ اللہ پر یقین کیوں نہیں رکھتے ؟
اس لیے کہ وہ دنیا داری کے عام روٹین میں اتنے مصروف ہیں کہ اپنی ذات پر غور و تفکر نہیں کرتے :
وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّـهَ فَأَنسَاهُمْ أَنفُسَهُمْ ۚ أُولَـٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿١٩﴾
"وہ اللہ کو بھول گئے اور نتیجہ میں اللہ نے خود ان کی ذات بھلا دی "(الحشر 19)
انسان اپنی ابتدا ، زندگی ، مقصد حیات ، انتہا اور اختتام پر غور نہیں کرتا- کیا انسان نے اپنے آپ کو خود پیدا کیا یا جمادات نےجو خود عقل سے عاری ہیں ، ان کو کس نے پیدا کیا ؟
أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾
"یہ یہ لوگ کسی خالق کے بغیر پیدا ہو گئےہیں یا خود اپنے خالق ہیں ؟"(الطور 35)
کاینات پر غور کریں ، سب کچھ خود بخد نہیں بن گیا ، اس تخلیق کے پیچھے ایک خالق ہے جو ایک منصوبہ کے مطابق سب کچھ تخلیق کرتا ہے –

باب - 4

تنقید

تقدیر اور عمل کی آزادی (Predestination and Free Will)

بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اگر ہرچیز کوخدانے اندازے ،مقدار اورحساب کے ساتھ پیدکیا ہے توپھر ہمارے افعال واعمال بھی اس کی مخلوق ہیں ،لہٰذاہم کسی طرح کاکوئی اختیار نہیں رکھتے، تو پھر جزا اور سزا کیوں ؟ تقدیر کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مرضی سے ایک انسان کے اعمال پہلے سے طے (Pre-determined) کر رکھے ہیں جن کے مطابق وہ کسی کو جنت اور کسی کو جہنم میں ڈال دے گا۔ تقدیر کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ سے ہر بات کا علم ہے۔ اس کے علم سے ہم نیک یا برے اعمال کرنے پر مجبور نہیں ہو جاتے۔ اگرچہ ہمارے افعال واعمال مشیت وتقدیر الہٰی کے مطابق ہیں اوراس کی قدرت اور ارادہ کے احاطہ سے ہرگز خارج نہیں ہیں لیکن اس نے یہ بات مقدر کردی ہے کہ اپنے اچھے برے اعمال میں ہم مختار ہیں اوراسی بناپر وہ ہمارے بارے میں ذمّہ داری وجوابدہی کاقائل ہے ۔اگرہم اپنے افعا ل میں بالکل بے اختیار ہوتے توتکلیف شرعی اور ذمّہ دارانہ جوابدہی کاکوئی مفہوم ہی باقی نہ رہتا،ہمارا اپنے اعمال کے سلسلہ میں کوئی اختیار نہ رکھنا تقدیر الہٰی کے خلاف ہے ۔ اس کو ایک مثال سے اس طرح سمجھا جاتا ہے کہ تجربہ کار اساتذہ کسی طالب علم کو دیکھ کر اندازہ لگا لیتے ہیں کہ یہ فیل ہو گا یا پاس۔ ان کے اس اندازے سے طالب علم کبھی مجبور نہیں ہو جاتا کہ وہ محنت نہ کرے۔ یہ تو ایک عام انسان کے اندازے کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا علم یقینی اور حتمی ہے لیکن وہ کسی شخص کو اچھے یا برے عمل پر مجبور نہیں کرتا۔ حضرت علی (رضی اللہ) سے منسوب ہے کہ تقدیر کے سوال کے جواب میں آپ نے سوالی کو ایک پا ؤں اٹھانے کا کہا، پھر فرمایا دوسرا پاؤں اٹھاؤ، اس نے کہا کہ ایسا ممکن نہیں میں گر جا ؤں گا۔ فرمایا تجھے آزادی ہے ایک حد تک، لا محدود نہیں۔

اسلام کے بنیادی نظریات کی روشنی میں مسلم علماء نے فری ول (free will) پر ایک متوازن نظریہ قائم کیا ہے. مسلم اسپین کے عظیم عالم اور فلاسفر ابن رشد کے مطابق "انسانی اعمال کا ایک حصہ اس کے اپنے ارادہ کی آزادی پر منحصر ہے اور ایک حد تک ان عوامل پر جو اس کے بس سے ماورا ، با ہر ہیں. انسان اپنے عمل میں آزاد ہے مگر اس آزادی پر خارجی عوامل جن پر انسان کا کنٹرول نہیں ، اثر انداز ہوتے ہیں- ان خارجی عوامل کا مرکز قدرت کے قوانین ہیں ، صرف خدا کو ان کی ترتیب کا علم ہے — **قضا و قدر یا تقدیر** کا مسئلہ ہمیشہ بحث و نظر کا موضوع رہا ہے۔ فلاسفہ و متکلمین نے اس میں بڑی بڑی موشگافیاں کی ہیں چنانچہ اس مسئلہ کی بنیاد پر جبریہ اور قدریہ کے دو مستقل اعتقادی مکاتب فکر منصہ شہود پر آگئے۔ اہل جبر کا عقیدہ تھا کہ انسان تقدیر کے ہاتھوں مجبور محض ہے۔ وہ کسی بھی کام کے کرنے یا نہ کرنے کا اختیار نہیں رکھتا اور قدریہ کا مسلک یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال میں خود مختار ہے اور اس کا

تقدیر سے کوئی سروکار نہیں ان دونوں فرقوں کا موقف انتہا پسندانہ ہے۔ ایک درمیانی راستہ یہ ہے کہ انسان نہ تو مجبور محض ہے اور نہ مختار کل ہی بلکہ وہ جبر و اختیار کے درمیانی مرحلہ میں ہے۔

شر (برائی) کا مسئلہ *(Problem of Evil)*

مغربی فلسفہ میں خدا کے وجود کے خلاف دنیا میں برائی (Evil)کے وجود کو دلیل کے طور پیش کیا جاتا ہے۔ اس کی بنیاد یہ ہے کہ ایک مہربان ،رحیم فطرت خدا کی موجودگی میں دنیا میں بڑی تعداد میں برائیوں کی موجودگی کو عدم مصالحت آمیز توجیح کہا جاتا ہے . جان ہکس (John Hick) اس نظریہ کے حامی لوگوں کے نقطہ نظر سے مسئلہ کو بیان کرتا ہے: "اگر مکمل طور پر خدا محبت کرتا ہے تو خدا ہر برائی کو ختم کرنے کی خواہش لازمی طور پر رکھتا ہوگا.اگر خدا ہر چیز پر قادر ہے تو خدا کا ہر برائی کو ختم کرنے کے قابل ہونا ضروری ہے. لیکن برائی موجود ہے لہٰذا خدا ایک ہی وقت میں قادر مطلق اور محبت کرنے والا یعنی دونوں خاصیتوں رکھنے والا نہیں ہو سکتا."

اس طرح یہودی، عیسائی اورمسلمانوں کا خدا جو قادر مطلق اور سب سے محبت کرنے والا ہے ، دونوں خصوصیات کا حامل ہے، یہ ایک مشکل مسئلہ ہے. ڈیوڈ ہیوم (David Hume 1711-1776 C.E) برٹش فلاسفر اور تاریخ دان جو اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ انسانی علم بنیادی طور پر حواس کے تجربہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے اس نظریہ کا پرچار کر تا ہے . وہ دلیل دیتا ہے کہ دنیا میں برائیوں کا غلبہ جو اچھائیوں پر بھاری ہے کسی خدا کے وجود کو مشکوک بنا دیتا ہے۔

اس قسم کی بحث کا مدلل جواب "فری ول ڈیفنس" (**Free-Will Defense**) کہلاتا ہے جس کی بنیاد اس بات پر ہے کہ خدا کے لیے انسان جیسی عقلمند اور آزاد مخلوق کی تخلیق کے لیے اس کو کسی حد تک آزادی تفویض کرنا ضروری ہے اور یہ آزادی لازمی طور پر انسان کی انسان سے برائی کا نتیجہ بنے گی.

یہ تجویز کریا گیا ہے کہ اس معاملہ میں کوئی اختلاف نہیں کہ خدا اخلاقی طور پر آزاد مخلوق پیدا کرے اور یہ بھی ہو کہ اس کے تمام عمل اچھے ہی ہوں. یہ بحث کی جا سکتی ہے کہ ایسی صورت میں کیا تمام افراد اتنے ہی آزاد ہیں جتنے کہ دوسرے انسان؟ اگر ہمارے تمام عمل پہلے سے مقدر کر دئیے جائیں تو محسوس ہو گا کہ ہم آزاد نہیں ہیں بلکہ آزادی صرف ایک وہم (illusion) ، خام خیال ہو گی۔ اگرچہ خدا اس قسم کی انسانی مخلوق پیدا کر سکتا تھا مگر وہ صرف کٹھ پتلی ہوتے نہ کہ ایک متحرک انسان جس کا خدا نے تصور کیا۔

"فری ول ڈیفنس" *(***Free-Will Defense***)*:

برائی (Evil) کے معاملہ میں بظاہر ایک تضادکوحل کرنے کی ضرورت ہے – خدا مخالف لوگوں کے خیال میں ایک ایسے خدا کی موجودگی میں جو تمام علم والا ، طاقت والا ,قادر مطلق ،مکمل خدا ہے برائی کا وجود خدا کی طاقت سے متضاد معلوم ہوتا ہے (فری ول free will) ارادہ آزاد کے دفا ع [Free Will Defence] (FWD)

میں ایک نظریہ یہ ہے کہ موجودہ دنیا کا تقابل ایک ایسی دنیا سے کیا جایئے جس میں تمام کام اچھے ہوں کسی برائی کا وجود پزیر ہونا ناممکن ہو- یہ واضح رہے کہ یہاں اچھائی کا مطلب "اخلاقی اچھائی" ہے یعنی وہ اچھائی (Good) جس کا تعلق افراد کی اپنی مرضی سے جان بوجھ کر کیئے گئے اقدام سے ہو – یہ قدرتی اچھائی ('natural good' or 'natural evil') یا قدرتی برائی (natural, disasters, diseases, disabilities.. etc) سے بلکل علیحدہ ہیں جو انسانی کنٹرول سے ماورا ہوتے ہیں-

FWD ارادہ آزاد کے دفا عی تھیورسٹ (Free Will Defence Theorists) کے مطابق کسی انسان کو اخلاقی اچھائی کا عمل کرنے کے لیئے مناسب حد تک آزاد ہونا چاہیئے یعنی وہ اس حیثیت میں ہو کہ اپنی مرضی سے اخلاقی اچھائی یا اخلاقی برائی کے عمل کا انتخاب کر سکے – ان حالات میں موجودہ دنیا (دنیا 1#) میں انسانوں کو یہ آزادی میسر ہے مگر کسی حد تک اخلاقی برائی ناگزیر ہے – موجودہ دنیا (دنیا 1#) کسی دوسری دنیا 2# سے ترجیح رکھتی ہے جہاں ارادہ آزاد (Free will) کی سہولت موجود نہ ہو مگر تمام ا عمال اخلاقی طور پر مکمل اچھے ہو ں –

تنقید :

ارادہ آزاد کے دفا ع (Free Will Defence - FWD)   کا نقاد توجہ دلاتا ہے کہ اگر خدا عظیم ترین طاقتور ہستی ہے تو وہ اپنی اس حیثیت اور طاقت سے ایک اور دنیا # 3 تخلیق کر سکتا ہے جس میں انسانوں کو ارادہ آزاد (Free Will) بھی میسر ہو اور ان کے تمام عمل بھی اچھے ہوں – یعنی ان کے اعمال کے اچھے ہونے کا فیصلہ پہلے ہی سے ہو چکا ہو (predetermined)، مگر ان کو اخلاقی اچھائی اور برائی میں سے کسی کے چناؤ کا اختیار ہو – یعنی عامل (ایجنٹ) کو اختیار ہو گا کہ وہ کسی بھی عمل کو منتخب کرے مگر جو بھی کا م کرے اس کا نتیجہ صرف اچھا ہی ہو – یہ سب کچھ خدا کے اختیار میں ہے کیونکہ وہ قادر مطلق ہے اور صرف منطقی ناممکنات کی طرف سے محدود ہے-

ارادہ آزاد (Free Will Defence - FWD) کے دفا ع کے نظریہ پرداز (theorist) کے لئے چیلنج ہے کہ واضح کریں کہ   آزادی (Free Will) اور اتفاقی جبریت (Causal Determinism)آپس میں متضاد ہیں- یہ ممکن نہیں کہ انسان ارادہ میں آزاد ایجنٹ بھی ہو اور ان کے اعمال پہلے ہی سے مقدر کر دئیے گئے ہوں- سوال یہ ہے کہ کیا خدا ایسی دنیا بنا ئے گا ؟

ایلوئن پلانٹینگا (Alvin Plantinga) اس سوال کا جواب دینے کی کوشش کرتا ہے – پہلے تو وہ یہ واضح کرتا ہے کہ لبنز (Leibniz) کو مغالطہ ہوا کہ خدا ایک بہترین ، کامل (pefect) دنیا بنانا چاہتا تھا ، جو اس نے بنائی- پلانٹینگا (Alvin Plantinga) استدلال دیتا ہے کہ ایک کامل (pefect) دنیا کا وجود ممکن نہیں کیونکہ کسی بھی اچھی

دنیا میں اچھائی ، بھلائی کی کچھ مزید گنجائش موجود رہتی ہے اس کو مزید بہتر کرنے کے لئیے- لہٰذا کسی بہترین ، کامل (pefect) دنیا کا وجود میں آنے کا احتما ل نہیں-

Thus it seems implausible to think of the best possible world as existing. This then is one instance when God cannot create any world.

دوسری طرف وہ دلیل دیتا ہے کہ خدا ایسی دنیا نہیں بنا سکتا جس میں انسان کافی حد تک آزاد بھی ہو مگر اس کے اعمال پہلے ہی سے مقرر کر دیئے گئے ہوں – اس کے ثبوت کی بنیاد ایک فرضی تجربہ سے ہے- ہم اس دنیا میں ایک شخص کا تصور کرتے ہیں جو کچھ مخصوس حالات میں فرضی طور پر غیر اخلاقی برائی کا مرتکب ہوتا ہے- خدا کے لئے موجودہ دنیا کی طرح ایک اور ایسی دنیا تخلیق کرنا ناممکن نہیں جس میں کوئی شخص برائی کا مرتکب نہ ہو- ایسے حالات میں اس کو فکری ارادہ کی آزادی سے محروم کر دیا گیا- خدا کو اس بات کا اہتمام کرنا ہے کہ وہ برائی نہ کرے اور اس کی آزادی کی نفی نہ ہو- خدا کے پاس دوسرا حل یہ ہے کہ وہ کسی قسم کی دنیا تخلیق نہ کرے – وہ بحث کرتا ہے کہ ایسی دنیا کی تخلیق جس میں انسان کو آزادی ارادہ ہو کم از کم ایک چانس ہے کہ انسان غلطی کر بیٹھے یا پھر وہ کوئی دنیا بھی تخلیق نہ کرے ، اس رجحان کو وہ (Transworld Depravity) اخلاقی زوال 'قرار دیتا ہے-

لہٰذا خدا کے لئیے ایک ایسی دنیا تخلیق کرنا جس میں انسان کو اخلاقی آزادی میسر ہو, اچھائی اور برائی (Good and Evil) کا وجود ناگزیر ہے-

خیر و شر – اسلامی نظریہ :

دنیا میں موجود ناخوشگوایاں ، ظلم ، مشکلات ، رنج و مصیبتیں ، محرو میتیں اور موت وفوت جیسے حوادث دوحصوں میں تقسیم ہوتے ہیں: (1) وہ حوادث جو انسانوں کے ناپسند طرز عمل کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں ، جیسے: ظلم ، قتل، اور غارت وغیرہ (2) وہ ناخوشگواریاں جوفطری حوادث کی وجہ سے پیدا ہوتی هیں، جیسے: سیلاب، زلزلے، خشک سالی اور بیماریاں وغیرہ- حوادث کی پہلی قسم کے بارے میں جیسے کہ ارادہ آزاد (Free Will Defence - FWD) میں بیان کیا ،قابل ذکر بات ہے کہ چونکہ خدا نے انسان کو ایک بااختیار مخلوق کی حیثیت سے پیدا کیا ہے تاکہ وہ بھلائی اور برائی،بدصورتی و خوبصورتی اور خیر وشر میں سے ایک کا انتخاب کرے، اس قسم کے نظام کا لازمہ یہہ ہے کہ بعض اوقات انسانوں کے توسط سے اختیارات کا ناجائز فائدہ اٹھانے کےنتیجہ میں معاشرہ میں شر، برائیاں ، ظلم اور بے انصافیاں وجود میں آتی ہیں اور واضح ہے کہ یہ ناخوشگوار واقعات خدا کی طرف سے نهیں بلکہ خدا کی مخلوقات کی طرف سے حاصل ہوئے ہیں- چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

" لوگوں کےہاتھوں کی کمائی کی بناپر فساد خشکی اور تری ہر جگہ غالب آگیا ہے_ (سورہ روم ، ٤١)

لیکن قیامت کے دن لوگوں کے اعمال اور حقوق کے دقیق حساب وکتاب کے پیش نظر ان مظالم اور بے انصافیوں کی مکمل تلافی ہوگی-

دوسری قسم کے بارے میں ، جوقدرتی حوادث کےنتیجہ میں رونماہو تے ہیں ان کا تعلق اس اسلامی عقیدہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ دنیا انسانوں کے لئے امتحان کی جگہ ہے

اور تمام واقعات ، من جملہ آسائشیں ، سختیاں ، مصیبتیں ، نعمتوں کی فراوانیاں ، اور محرومیاں وغیرہ برے اور بھلے کے در میان تشخیص دینے اور امتحان کا وسیلہ ہیں- قرآن مجید نے کئی مواقع پر مذکورہ مطلب کی طرف اشارہ کیا ہے اور ارشاد بار تعالی ہے: " اورہم یقیناً تمہیں تھوڑے خوف تھوڑی بھوک اور اموال ، نفوس اور ثمرات کی کمی سے آزمائیں گے اور اے پیغمبر ! ان صبر کرنے والوں کو بشارت دیدیں (سورہ بقرہ ، 155). دنیا میں تکلا لیف اور آزمائشوں کا صلہ یا اسی دنیا میں ملتا ہے یا دنیا و آخرت میں- اسلام کا آخرت میں انصاف کا عقیدہ دنیا وی تکالیف کے ازالہ کی جگہ ہے –

اسلام میں خدا کا وجود، ایمان بالغیب کی بنیاد:

قرون وسطیٰ کے مسلمان فلاسفہ نے خدا کے وجود کے ثبوت پر براہ راست بحث کو اہمیت نہیں دی شائد اس لئے کہ اسلام کے عقائد میں خدا واحد کا وجود بنیادی شرط ہے قرآن میں بہت واضح طور پر دلائل کے ساتھ اس کو ثابت کیا – یونانی فلسفہ سے متاثر فلاسفہ کا مقصد خدا کے وجود کو ارسطو کی منطق سے بھی ثابت کرنا تھا – لہٰذا مسلمان فلاسفہ خدا کے وجود کے خلاف بحث کی بجا ئے خدا کی صفات کو فلاسفی کے ذریعہ جواز پیش کرنے کے لیئے استعما ل کرتے رہے -مسلم فلسفیوں نے تاہم ایک مختلف لیکن کسی حد تک مماثل مسئلے یعنی خدا کی وحدانیت کے معاملات سے بھی نمٹنے کی کوشش کی-

باب - 5

کوانٹم فزکس (Quantum Physics) کے اسرار

کلاسیکل فزکس کائنات میں مادہ اور توانائی کے طرز عمل کی درست ترین وضاحت کرتی ہے۔ مثال کے طور پر کلاسیکل فزکس ایک ٹرین کی بڑھتی ہوئی رفتار اور ہوا میں اڑتی ہوئے ایک پرندے کی حرکت کی وضاحت کرتی ہے، جبکہ اس کے برعکس کوانٹم مکینکس، یا قوانٹم فزکس کائنات کے طرز عمل کی بہت چھوٹے پیمانے پر وضاحت کرتی ہے، جیسے کہ ایٹم اور چھوٹے ذرات وغیرہ۔ کلاسیکل فزکس کے قوانین اس قدر چھوٹے پیمانے پر مادے اور توانائی کے طرز عمل کی وضاحت نہیں کرسکتے۔ فزکس یعنی طبیعات میں کوانٹم تھیوری (Quantum) سے مراد ان ذرات (الیکٹران، پروٹون ، نیوٹران وغیرہ) کی توضیح و تشریح ہے جن سے مادہ بنا ہے اور ساتھ ہی یہ جائزہ لینا ہے کہ یہ ذرات ایک دوسرے کے ساتھ اور توانائی کے ساتھ کس طرح سے تامل کرتے ہیں۔

کوانٹم تھیوری کا نام اس حقیقت کی بنیاد پر رکھا گیا ہے کہ یہ تھیوری کائنات میں مادہ اور توانائی کی تشریح ایسے واحد اور غیرمنقسم جزو کے حوالے سے کرتی ہے جسے ’’کوانٹا‘‘(Quanta) کہا جاتا ہے۔ کوانٹم تھیوری کلاسیکل فزکس یعنی قدیم طبیعات سے یکسر مختلف ہے۔ کوانٹم تھیوری ان قوانین کی وضاحت کرتی ہے جو ہمیں یہ اعدادوشمار تیار کرنے میں مدد دیتے ہیں کہ طبیعات یا حیاتیاتی نظاموں میں کئے جانے والے تجربات کے نتائج کیا ہوں گے۔ اس سے یہ جاننے میں بھی مدد ملتی ہے کہ ہماری دنیا کیسے کام کرتی ہے۔

کوانٹم الجھاؤ (Quantum Entanglement) کوانٹم فزکس (Quantum Physics) کے اسرار :

دو الیکٹرانوں کواگر ایک ساتھ پیدا کیا جائے تو وہ ہمیشہ کے لئے آپس میں(entangled) الجھ جاتے ہیں ، قطع نظر ان دو الیکٹرانوں کے درمیان فاصلے کے ؛ ایک الیکٹران میں کوانٹم چکر (quantum spin) میں تبدیلی فوری طور پر دوسرے الیکٹران کے اسپن (چکر ، گھماؤ) میں فوری تبدیل کا سبب بنے گی۔

اگر آپ کائنات کے ایک طرف ایک الیکٹران کو مختصر، فوری جھٹکوں کے ساتھ اوپر اور نیچے یا اور آگے پیچھے حرکت دیں تو ایک غیر مرئی طاقت کئی ملین نوری سال کا فاصلہ طے کر کہ دوسرے الیکٹران پرفوری طور پر اثر انداز ہو کر حرکت میں تبدیلی پیدا کر دیتی ہے- یہ سفر ٹیکنیکل طور پر ممکن وقت سے کئی ملین سال تیزترعمل ہے بغیر وقت کے سفر(time travel) کے- اصولی طور پر تھیوری کے مطابق دو الیکٹران کے جوڑے کے درمیان جتنا فاصلہ بھی ممکن ہوچاہے وہ پوری کائینات کی چوڑائی ہو، دونوں اس طرح سے آپس میں رابطہ میں ہیں کہ ایک پر جو عمل ہو وہ دوسرے الیکٹران پر فوری طور پر اثرانداز ہو گا- یعنی کہ انفارمیشن روشنی کی سپیڈ سے بھی تیزسفر کر رہی ہے ، وقت کا سفر-

أَوَلَمْ يَرَ الَّذِينَ كَفَرُوا أَنَّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنَاهُمَا ۖ وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ ۖ أَفَلَا يُؤْمِنُونَ ، (21:30قرآن)

"اور کیا کافر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے پس ہم نے ان کو پھاڑ کر جدا کر دیا، اور ہم نے (زمین پر) پیکرِ حیات (کی زندگی) کی نمود پانی سے کی، تو کیا وہ (قرآن کے بیان کردہ اِن حقائق سے آگاہ ہو کر بھی) ایمان نہیں لاتے، (21:30قرآن)

اگرچہ سائنسدان اس پر کام کر رہے ہیں کہ انفارمیشن بھیجنے کی کیا حدود و قیود ہیں مگر کسی نے اس تھیوری کو رد نہیں کیا کہ کاینات میں ایک ایسی غیر مرئی طاقت موجود ہے جو مادہ پر کئی ملین نوری سال کے فاصلہ پر بھی فوری طور پر اثر انداز ہو سکتی ہے- لہٰذا بیگ بینگ (Big Bang) کے وقت ماضی میں ایک وقت تھا جب کاینات کا ہر ایک ایٹم ایک نقطہ پرمرکوز تھا- اس کا مطلب ہوا کہ ہر چیز کا آپس میں لنک ہے،قوانٹم طور پر الجھ گئی ہے (everything is quantumly entangled)- کچھ سائنسدان اس میں بہت آگے چلے گئے ہیں وہ دعوی کرتے ہیں کہ قوانٹم ایٹینگلمنٹ (quantum entanglement)ظاہر کرتی ہے کہ سپیس (space) یا خلاء نام کو کوئی شے وجود نہیں رکھتی، کاینات کی ہر چیز ٹچ (touch) کر رہی ہے-

آئنسٹائن کےخیال تھا کہ نظریاتی طور سے غیر محتمل (implausible) ایک فاصلے پر ڈراونا کارروائی' ہے. الجھے ذرات (entangled particles) کے درمیان کنکشن، رابطہ برقرار رہنا " کوانٹم میکینکس کے گہرے رازوں میں سے ایک ہے"- یہ کنکشن تجربات سے ثابت شدہ نوعیت کی ایک حقیقت ہیں، لیکن فلسفیانہ طریقہ سے انہیں سمجھانے کی کوشش کرنا بہت مشکل ہے. کچھ سائنسدان اب بھی (کسی حد تک ڈھٹائی)سے اسے کوانٹم کا عجیب و غریب 'جادوکہتے ہیں حالانکہ حالیہ سالوں,82, 1980 میں تمام تجربات سے ثابت ہوا کہ آئنسٹائن غلط تھا اور فاصلے پر کارروائی حقیقی ہے- اس سےآئنسٹائن کی تھیوری کہ، "روشنی کی رفتار سے تیز کوئی انفارمیشن ٹرانسفر نہیں ہو سکتی" رد ہوتی ہے-

کوانٹم میکینکس کے عجیب پہلوؤں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ ،کوئی چیز بیک وقت موجود اور غیر موجود ہو سکتی ہے-اگر ایک ذرہ کئی مختلف راستے کے ساتھ ساتھ آگے بڑھ رہا ہے ، یا کئی مختلف حالتوں میں موجودہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، تو 'کوانٹم میکانکس کے اصول بیک وقت تمام ممکنہ حالتوں میں تمام راستوں پر سفر کرنے اور وجود کی بیک وقت اجازت دیتا ہے. لیکن اگر ان کی عمل کو ریکارڈ کرنے کی کوشش کریں تو وہ فوری طور پر ایک رستہ منتخب کر لیتے ہیں- جب ایسا ایک زرہ کے ساتھ ہوتا ہے تو فوری طور پر دوسرے زرہ پر اثر بھی ہوتا ہے-

'ڈبل سلٹ' (Doubble Slit) اور 'سنگل سلٹ' (Single Slit) تجربات سے معلوم ہوا کہ جب ان ذرات کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو ان کو معلوم ہو جاتا ہے کہ ان کا مشاہدہ ہو رہا ہے ، توپھر وہ اپنا رویہ تبدیل کر لیتے ہیں- یہ ان میں ذہانت کی موجودگی کا

ثبوت ہے-ایک طاقت جس کے پاس علم ہے وہ تمام آزاد الیکٹران کو مربوط کرتی ہے- اس طاقت میں سب کچھ اس کے جاننے والا (Omniscient) جانتا ہے.
ایک اور گہرا کوانٹم بھید (deep quantum mystery) جس کے لئےماہرین طبیعیات کے پاس کوئی جواب نہیں ہے وہ 'سرنگ' (tunnel) کا عمل ہے- یہ ذرات کی عجیب صلاحیت جس سے وہ کبھی کبھی سخت ترین رکاوٹوں میں گھس کر پارچلے جاتے ہیں -
اس کے علاوہ،اگررکاوٹ کی موٹائی میں اضافہ کر دیں تو سرنگ کی رفتاربھی بڑھ جاتی ہے- یہ بھی ناقابل بیان حقیقت ہے-

کائنات کا کوڈ (The Cosmic Code) :

راکفیلر یونیورسٹی کے فزسٹ (physist) ہائینز پیگل، بہت سے دوسرےتھیورسٹ کی طرح یقین رکھتا تھا کہ ' کوانٹم طبیعیات' ایک قسم کا کوڈ (Cosmic Code) ہے جو کائنات میں ہر چیز کا آپس میں رابطہ رکھتا ہے حتی کہ بشمول زندگی کی طبعی بنیاد-
سوئٹزر لینڈ میں CERN نے (Large Hadron Collider) مشین جو27کلومیٹر طویل سرنگ میں واقع قریباً دس ارب ڈالر میں بنی، اس میں 2012کو تجربہ کیا گیا جس میں چند ذرات کو روشنی کی رفتار سے آپس میں ٹکرا کر (BigBang) کے ابتدائی لمحہ کا ماحول پیدا کرکہ یہ جاننے کی کوشش کی گئی کہ آیا (Higgs Boson) نامی ذرہ جو کائنات کی تخلیق کا سبب سمجھا جاتا ہے ،حقیقت میں کوئی وجود رکھتا ہے یا نہیں ۔ تجربے سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ ہگز بوسن (Higgs Boson) واقعی وجود رکھتا ہے مگر اسے ’’ڈھونڈنا ‘ ‘ بے حد مشکل کا م ہے کیونکہ یہ ایک سیکنڈ کے کھربویں حصے کے لئے ’’ظاہر ‘ ‘ ہوتا ہے اور کا حجم اس قدر کم ہے کہ اسے ’’پیدا ‘ ‘ کرنے کے لئے بہت زیادہ توانائی درکار ہے جو صرف LHCمشین میں ہی ممکن بنائی جا سکی- اس ذرے کی دریافت یقیناًاس صدی کا ایک بڑا واقعہ تھا جنہوں نے سائنس دانوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیااور اس کی وجہ بہت دلچسپ بھی تھی اور خطرناک بھی !
ہگز بوسن زرہ (Higgs Boson particle) کی دریافت کے بعد پتہ چلا کہ دیگر طبعی ذرات کی طرح ہگز بوسن (میڈیا کی طرف سے غلط نام ' خدائی ذرہ' God Particle مشہورہوا) کی بھی ایک قسم کی مقناطیسی کشش ہوتی ہے ، مگر فرق یہ ہے کہ ہگز بوسن کی قوت اُن بنیادی ذرات کا حجم تشکیل دیتی ہے جن سے ہم سب تخلیق کئے گئے ہیں ، یہ کائنات پیدا کی گئی ہے ۔ اگر ہگز بوسن کی یہ قوت نہ ہو تی تو کوئی ایٹم ہوتے ، کوئی ذرات ہوتے اور نہ ہم ہوتے ۔
یہ بہت بنیادی ہے کیونکہ کوانٹم الجھاؤ (QE-Quantum Entanglemen) ہگس بوسون کے کام کرنے کا طریقہ کار ہے. کوانٹم الجھاؤ کائنات بھر میں ہر طرح کے اہم واقعات کو سمجھنے کے لیے مرکزی نقطہ ہے کہ کائنات میں لمبے فاصلوں کے باوجود مختلف واقعات سیکنڈوں میں میکرو اور مائیکرو سطح پر ہم وقت ترتیب میں وقوع پزیر ہوتے ہیں-

وَالسَّمَاءَ بَنَيْنَاهَا بِأَيْدٍ وَإِنَّا لَمُوسِعُونَ ﴿٤٧﴾
اور آسمان کو ہم نے اپنی طاقت سے بنایا ہے اور ہم ہی اسے وسعت دینے والے ہیں
(قرآن51:47)
دوسری پراسرار بات اس کائنات کا پھیلاؤ ہے ، ہر گزرتے لمحے کے ساتھ یہ کائنات نہ صرف پھیل رہی ہے بلکہ اس کے پھیلاؤ کی رفتار میں بھی اضافہ ہو رہا ہے اور اس کی وجہ وہ پراسرا ر قوت دافعہ ہے جسےDark Energyکہا جاتا ہے ۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ تاریک توانائی کیا بلا ہے ، سائنس دان اسے خلاء کی قوت کہتے ہیں ، سائنس دانوں نے جب اس قوت کا خلاء سے اندازہ لگانے کی کوشش کی تو نتیجے میں جو عدد سامنے آیا وہ ایک کے بعد120صفروں پر مشتمل تھا ، یہ عدد اتنا بڑا تھا کہ خلاءباز چکرا کر رہ گئے ، یوں سمجھیے کہ یہ علم فلکیات کا اب تک کا سب سے بڑا عدد تھا ، کائنات کے تمام ایٹموں سے ایک ہزار کھرب ہا کھرب گنا زیادہ
!بے شک یہ عجیب و غریب بات تھی مگر زیادہ پراسرا ربات یہ تھی کہ اگر تاریک توانائی حقیقت میں اتنی ہی قوت رکھتی تو یہ
کائنات اپنا وجود برقرار نہ رکھ پاتی اور ہم بھی کہیں نہ ہوتے ۔ سائنس دان یہ معمہ نہیں سمجھ پائے ہیں اور یوں ہگز بوسن کی ویلیو کے بعد اسے طبیعات کا دوسرا خطرناک ترین عدد کہا جارہا ہے !

رابطہ (The Connection)

جب کائنات اور طبیعیات کے قوانین پیدا ہوے یا تو کیا اس نے ان کے اندر تمام ذرات اور طاقتوں کے ساتھ ایک 'کنکشن' چھوڑا؟ ایسا لگتا ہے کہ سائنس میں موضوعات اور 'ڈیزائن' موجود ہیں جوفطرت کو دہرانے لگتے ہیں.
سائنسدان اور متکلمین بہت عرصہ کاینات میں 'ذرات اور طاقتوں' اور' فطرت اور اخلاقیات' کے ڈیلیوازم پر حیرت زدہ رہے- مثلاً مادہ- مخالف مادہ، مثبت -منفی ، مذکر- مونث، اچھائی-برائی، وغیرہ-
سُبْحَانَ الَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنبِتُ الْأَرْضُ وَمِنْ أَنفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٦﴾
پاک ہے وہ ذات جس نے جملہ اقسام کے جوڑے پیدا کیے خواہ وہ زمین کی نباتات میں سے ہوں یا خود اِن کی اپنی جنس (یعنی نوع انسانی) میں سے یا اُن اشیاء میں سے جن کو یہ جانتے تک نہیں ہیں(قران 36:36)
"اور ہر چیز کے ہم نے جوڑے بنائے ہیں، شاید کہ تم اس سے سبق لو"(قران 51:49)
جب پچھلی صدی کے اکھڑ میں ایٹمی تھیوری کا غلبہ ہوا تو نیل بوہر کا ماڈل جس میں ذرات ایٹمی مرکز کے گرد گھومتے تھے اس کا ہمارے سورج کے پلانٹری سسٹم سے تقابل کیا گیا- اسی تھیم کو گلیکسی ، ستاروں ، سیاروں اور گیسوں پر لاگو کیا- ایسا لگتا ہے کہ بنیادی ڈھانچہ سب سے چھوٹی چیز سے سب سے بڑی پر لاگو کر دیا گیا-
قُلْ هَلْ مِن شُرَكَائِكُم مَّن يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۚ قُلِ اللَّـهُ يَبْدَأُ الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيدُهُ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ
(قرآن10:34)
اِن سے پُوچھو، تمہارے ٹھیرائے ہوئے شریکوں میں کوئی ہے جو تخلیق کی ابتدا بھی کرتا ہو اور پھر اس کا اعادہ بھی کرے؟ کہو وہ صرف اللہ ہے جو تخلیق کی ابتدا بھی

کرتا ہے اور اس کا اعادہ بھی، پھر تم یہ کس اُلٹی راہ پر چلائے جا رہے ہو؟
(10:34قرآن)ایٹم ساخت میں بہت پیچیدہ ہے، مرکز کے گرد گھومنے والے ذرات سخت اور یقینی شکل نہیں رکھتے بلکہ وہ بیک وقت زرات اور لہروں کی شکل میں موجود رہتے ہیں- ایٹم کا مرکز بھی بہت پیچیدہ ہے، نیوٹران اور پروٹون جن کو سخت چیز کہا جاتا ہے در اصل کوارک (Quark) (کوارک، پر بہت کم الیکٹرک چارج ہوتا ہے، ان کا مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا مگر تجربات سے ان کی موجودگی کا علم ہوتا ہے)اور دیگر مبہم کلاؤڈ نما (hazy, clouds) چھوٹےایٹمی ذرات سے بنے ہوتے ہیں-
مذہب میں یہ عقیدہ ہے کہ خدا سے رابطہ کے لیئے انسان شعوری طور پر حالت دعا میں جاتا ہے- دعا سے خدا سے روحانی رابطہ قائم ہوتا ہے اور وہ ہماری دعا اور خیالات کو سنتا ہے- ہم کو یقین ہوتا ہے کہ وہ ہماری خواہشات سے اگاہ ہے- دعا انسان کی طرف سے خدا کی عظمت کا اقراراور عبادت ہے:
وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ (40:60قرآن)
تمہارا رب کہتا ہے "مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا، جو لوگ گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں، ضرور وہ ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے" (40:60قرآن)
وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهِ نَفْسُهُ ۖ وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (50:16قرآن)
اور ہم ہی نے انسان کو پیدا کیا ہے اور جو خیالات اس کے دل میں گزرتے ہیں ہم ان کو جانتے ہیں۔ اور ہم اس کی رگ جان سے بھی اس سے زیادہ قریب ہیں (50:16قرآن)
.."اور جان رکھو کہ خدا آدمی اور اس کے دل کے درمیان حامل ہوجاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے روبرو جمع کیے جاؤ گے" (8:24 قرآن)
کیا طبعیی دنیا میں ایسا رابطہ ممکن ہے؟
کوانٹم الجھاؤ (Quantum Entanglement) کا تعلق ایٹم سے نچلے درجہ پر ہے جو مائیکروسکوپ کے درجہ سے بھی بہت نیچےہے- کچھ سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اس درجہ پر ایک کائیناتی رابطہ (connection) ہے جو زمان و مکان (Time and Space) سے ماورا ہے جو تمام ذرات کو کائینات میں ایک دوسرے سے اس طریقه سے رابطہ میں رکھتا ہے جس کو ابھی مزید سمجھنے کی ضرورت ہے-
قوانٹم (Quantum) یا پلانک (Planck) لیول سے نیچے زمان و مکان کی تعریف دھندلا جاتی ہے- اگر تمام ذرات پلانک (Planck) لیول سے نیچے رابطہ میں ہیں تو کہا جا سکتا ہے کہ ہم سب کا آپس میں ایک کائیناتی تعلق ہے اور شاید یہی وسیلہ ہے جس سے دعا کا راستہ گزرتا ہے؟ یہ سب محض قیاس آرائیاں ہیں، مگر اگر خدا نے تمام فزکس کے قوانین اور کائینات کو اس طرح تخلیق کیا کہ وہ ان سے کبھی بھی روحانی اور مادی طور پر لا تعلق نہیں رہتا اور بیک وقت ہر طرف موجودرہتا ہے-
یہ تصدیق کرتا ہے یہودی، کرسچین اور مسلمانوں کی جو ہمیشہ سے اس کی موجودگی اور اس سے آسان رابطہ کے متعلق کہتے آئے ہیں- اس کا مطلب ہے کہ اس

کو سب خیالات ، واقعات اور کائینات میں جو کچھ بھی ہوتا ہے اس کا علم ہے- کوئی کتنا دور بھی چلا جا ئے وہ اس کے قریب ہے-
ایک شعوروا‌حد ، ایک عالمگیر حکمت، کائنات میں ہر جگہ نفوز پزیر ہے. سائنس کی دریافتیں جو زیرجوہری مادہ کی 'کوانٹم' نوعیت کی تلاش کرتی ہیں ہمیں ایک چونکا دینے والے احساس کے دہانے پر لے آیئ ہیں کہ ": تمام وجود اس کی حکمت کا اظہار ہے ."لیبارٹریوں میں ہم نے سب سے پہلے جسمانی طور پر اسے توانائی کے طور پر بیان کیا اور اس کے بعد اسکو مادہ کی صورت میں اکٹھا کر دیا- ہر ذرہ، ہر وجود، ایٹم سے انسان تک ایک سطح کی معلومات اور حکمت ظاہر کرتا ہے-
سائنسدان قوانٹم فزکس کے ذریعے انسان یا اشیاء کی کاینات میں ایک جگہ سے بہت دور ٹیلی ٹرانسپورٹیشن (like star wars movies) کا سوچ رہے ہیں- اگر انسان ایسا کرنے کا سوچ سکتا ہےاور شاید کبھی ایسا کر سکے تو کیا خالق کاینات کے لیئے اپنے کسی بندے کو ایک جگہ سے کسی دور دراز مقام تک (جسمانی یا روحانی طور پر) لے جا نا مشکل ہے ؟ علامہ اقبال نے خوب کہا کہ :
سبق ملا ہے یہ، معراجِ مصطفی سے مجھے ~ کہ عالَم بشریت کی زَد میں ہے گردوں

مصنوعی ذہانت (Artificial Intelligence-AI) :

انسان مصنوعی ذہانت کو انسانی ذہانت کے متبادل یا مددگار کے طور پر ڈیولپ کرنے میں مصروف ہے ، کمپیوٹرز نے یہ کام کسی حد تک ممکن کردیا ہے -
ڈرائیور کے بغیر کار، آٹو پائلٹ، روبوٹ وغیرہ چند مثالیں ہیں -معروف محقق پروفیسر اسٹیفن ہاکنگ کے خیال میں مکمل مصنوعی ذہانت کی ترقی انسانی نسل کا خاتمہ کر دے گی-'ایک دفعہ انسانوں نے اسے بنا لیا تو اس کی ارتقا کا عمل خود ہی آگے بڑھتا رہے گا اور انسان اپنے سست حیاتیاتی ارتقاء کی وجہ سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے-'-
کمپیوٹر کی دنیا کے بے تاج بادشاہ بل گیٹس اور سِلیکون وَیلی کے سٹار ایلون مَسک نے، جواسپیس ایکس اور ٹیسلا موٹرز کے بانی ہیں، خبردار کرتے ہوئے کہا ; کہ ’مصنوعی ذہانت‘ کی صورت میں انسان نے اپنی بقا کے لیے سب سے بڑے خطرے کو جنم دیا ہے- کمپیوٹر جو خالص انسانی تخلیق ہے ، اس کو سائنسدان اہمیت دیتے ہیں مگر حقیقی عظیم ترین ذہانت کے وجود کے منکر ہیں – ان کے خیال میں کاینات صرف قدرتی قوانین کی وجہ سے وجود میں آئی اور خود بخود کام کر رہی ہے ؟
إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّـهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾
"یقیناً خدا کے نزدیک بدترین قسم کے جانور وہ بہرے گونگے لوگ ہیں جو عقل سے کام نہیں لیتے"(قرآن؛ 8:22)

Details at: http://JustOneGod.blogspot.com/2015/04/universe-science-and-god.html

باب - 6
توحید, شرک اور بائیبل

توحید (monotheism) وہ عقیدہ ہے جس میں صرف ایک خدا کے وجود پریقین ہو۔ اسی سے توحیدی بنا ہے جس کو انگریزی میں (monotheistic)کہتے ہیں جبکہ اس پر عمل کرنے والے کو توحید پرست (monotheist) کہا جاتا ہے۔ اس کے برعکس مشرکیت (polytheism) ہے ، جسے 'متعدد خدائی' بھی کہا جاتا ہے۔ اس عقیدے میں ایک سے زائد خداؤں پر ایمان ہوتا ہے اور ان خداؤں کے اقتدار میں انسانوں کی خصوصی ضروریات ہوتی ہیں ۔ مثلا قدیم یونانی مذہب میں زیوس (Zeus , Ζεύς) باقی دیوتاؤں کا باپ اور بادشاہ تھا، ایرِیز خدائے جنگ تھا اور آفرودیتہ (Aphrodite) محبت اور حُسن کی دیوی تھی ۔
اللہ کے عظیم پیغمبر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) جو یہودیوں، عیسائیوں اور مسلمانوں کے باپ ہیں، ایک خدا کے وجود کی سچائی پر اپنی بصیرت، استدلال اور خدا کی رحمت کے ذریعے پہنچ گئے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالی ہے:
"اور ہم اس طرح ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کے عجائبات دکھانے لگے تاکہ وہ خوب یقین کرنے والوں میں ہوجائیں۔ (یعنی) جب رات نے ان کو (پردۂ تاریکی سے) ڈھانپ لیا (تو آسمان میں) ایک ستارا نظر پڑا۔ کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ جب وہ غائب ہوگیا تو کہنے لگے کہ مجھے غائب ہوجانے والے پسند نہیں پھر جب چاند کو دیکھا کہ چمک رہا ہے تو کہنے لگے یہ میرا پروردگار ہے۔ لیکن جب وہ بھی چھپ گیا تو بول اٹھے کہ میرا پروردگار مجھے سیدھا رستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں ہوجاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں، پھر جب سورج کو دیکھا کہ جگمگا رہا ہے تو کہنے لگے میرا پروردگار یہ ہے یہ سب سے بڑا ہے۔ مگر جب وہ بھی غروب ہوگیا تو کہنے لگے لوگو! جن چیزوں کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں میں نے سب سے یکسو ہو کر اپنے تئیں اسی ذات کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں"(6:75,79 قرآن)
اسلام کی بنیاد توحید پر سختی سے کاربند ہونے پر ہے۔ توحید کا پیغام حضرت آدم سے شروع ہو کر حضرت نوح (علیہ السلام) پھر حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اور دوسرے پیغمبروں کے زریعے دنیا میں پھیلا۔ اللہ، ایک ہی خدا، خالق، رب اور تمام جہانوں کا پروردگارہے۔ توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ اپنی ربوبیت ، الوہیت اور اسماء وصفات میں اکیلا ، بے مثال اور لاشریک ہے۔ تمام پیغمبروں حضرت یعقوب(علیہ السلام) سے موسیٰ (علیہ السلام) سے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) تک یہی پیغام توحید کی تبلیغ کرتے رہے۔ اللہ کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے چودہ سو سال قبل اس پیغام کو تمام بنی نوع انسانی کے لیے ابدی طور پر محکم کر دیا: "وہی ایک اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اسی کے لیے حمد ہے دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی، فرماں روائی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب پلٹائے جانے والے ہو"(قرآن28:70)
توحید، اسلام کی بنیاد ہے جس کومکمل طور پرسمجھنے کی ضرورت ہے. توحید اس معنی میں خدا کی وحدانیت سے متعلق ہے کہ :" اور کوئی معبود نہیں مگر وہ" ، 'کلمہ

شہادت' میں بتایا گیا ہے کہ: " اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں (قرآن 47:19) اور محمد (ﷺ) اس کے رسول ہیں"(48:29قرآن)

توحید خدا کی فطرت کومزید واضح کرتی ہے؛ خدا یکتا ہے، وہ حصوں میں تقسیم نہیں بلکہ متحد ایک ذات واحد ہے:

"کہو، وہ اللہ ہے، یکتا، اللہ سب سے بے نیاز ہے اور سب اس کے محتاج ہیں، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ،اور کوئی اس کا ہمسر نہیں ہے"(112:1,2,3,4، قرآن)

"تمہارا خدا ایک ہی خدا ہے، اُس رحمان اور رحیم کے سوا کوئی اور خدا نہیں ہے""(قرآن2:163)

"اِن لوگوں نے اللہ کی قدر ہی نہ پہچانی جیسا کہ اس کے پہچاننے کا حق ہے واقعہ یہ ہے کہ قوت اور عزت والا تو اللہ ہی ہے" (22:74قرآن)

خدا کے اتحاد کے نظریہ سے متعلق کچھ سوال پیدا ہوئے جیسے جوہر(essence) اور خدا کی صفات کے درمیان تعلق، یہ اسلامی تاریخ میں اٹھنےوالے مسائل رہے ہیں-

توحید کومشرکانہ معنوں میں دکھایا نہیں کیا جا سکتا- یہ کہنا غلط ہے کہ:" تمام جوہر(essences) خدائی ہیں، اور خدا کی سوا کوئی مطلق وجود نہیں ہے". خالق اور مخلوق علیحدہ ہیں، مخلوق کو خالق نے عدم سے وجود میں لا یا ، اپنے وجود سے نہیں- وحدت الوجود ایک صوفیانہ عقیدہ ہے جس کی رو سے جو کچھ اس دنیا میں نظر آتا ہے وہ خالق حقیقی کی ہی مختلف شکلیں ہیں اور خالق حقیقی کے وجود کا ایک حصہ ہے- اس عقیدے کا اسلام کی اساس سے کوئی تعلق نہیں ، قران و حدیث میں اس کا کوئی حوالہ نہیں ملتا اور اکثر مسلمان علماء اس عقیدے کو ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھتے ہیں- چونکہ اس عقیدے کی ابتدا مسلم صوفیا کے یہاں سے ہوئی اس لیے اسے اسلام سے متعلق سمجھا جاتا ہے- مسلمانوں کی اکثریت کے لیئے، توحید ایک سائنس، منظم علم الہیات ہے جس کے ذریعے خدا کے بارے میں بہتر علم تک رسائی حاصل کی جا سکتی ہے-

بائبل اور توحید:

خدا کا وجود بائبل میں ایک ابدی موجود حقیقت کے طور پر مانا جاتا ہے- خدا کوثابت کرنے کے لئے بائبل میں کہیں کوئی دلیل نہیں ہے- رسولوں اور نبیوں کی طرف سے پیروکاروں کو مطمئن کرنے کے لئے معجزے اور نشانیاں کافی سمجھی جاتی تھیں- تاہم اس کے باوجود مصر سے معجزانہ حالات میں محفوظ نکلنے کے بعد، فوری طور پر اسرائیلی بچھڑے کی پرستش میں مشغول ہو گئے- بائبل کے مطابق جس نے خدا کی سچائی کا انکار کیا وہ کم عقل ہے :

"بے وقوف شخص اپنے دل میں کہتا ہے ، “ کو ئی خدا نہیں ہے- احمق لوگ تو ایسے عمل کرتے ہیں جو کہ گندے اور نفرت انگیز ہو تے ہیں- وہ کبھی کوئی بھلا کام نہیں کر تے-"(زبور 14:1)

"خدا وند اسرائیل کا بادشاہ ہے- خدا وند قادر مطلق اسرائیل کی حفاظت کرتا ہے- خدا وند فرماتا ہے، ’میں ہی اول ہوں میں ہی آخر ہوں- میرے علاوہ کوئی دوسرا خدا نہیں ہے"-(44:6یسعیاہ)

پرانے عہد نامہ کے ساتھ ساتھ نئے عہد نامے میں ' پہلا حکم' خدا کی کی وحدانیت کا اعلان کرتا ہے۔
"سُنو ! اے بنی اسرا ئیلیو ! خداوند ہما را خدا ہے۔ خداوند ایک ہے ! اور تمہیں خداونداپنے خدا کو دل سے او ر رُوح سے محبت کرنا چا ہئے۔" (استثناء 6:4، مرقس 12:29)
"تب یسوع نے کہا، "سب سے اہم حکم یہ ہے اے بنی اسرائیلیو سنو، خداوند ہمارا خدا ہی صرف ایک خداوند ہے۔"(مرقس 12:29)
"وہ (خداوند) ہماری چٹان ہے، اس کے تمام کام کا مل ہیں۔ کیوں کہ اس کے تمام راستے سچ ہیں!وہ بُرائی نہیں کرتاہے۔ خدا اچھا اور وفادار ہے"۔(استثناء 32:4)
خدا کی لامحدود یت کی واضح نشاندہی کی جاتی ہے:
"تب موسیٰ نے خدا سے کہا، "اگر میں بنی اسرا ئیلیوں کے پاس جا ؤں گا اور اُن سے کہوں گا ' تم لوگوں کے باپ دادا کے خدا نے مجھے ے تمہا رے پاس بھیجا ہے ، ' تب لوگ پو چھیں گے ، اُس کا کیا نام ہے ؟ میں اُن سے کیا کہوں گا ؟"تب خدا نے موسیٰ سے کہا، "تب ان سے کہو ، ' میں جو ہوں سو میں ہوں۔ ' جب تم بنی اسرائیلیوں کے پاس جا ؤ تو اُن سے کہو، ' میں جو ہوں ' خداوند نے مجہے تم لوگوں کے پاس بھیجا ہے۔" خدا نے موسیٰ سے یہ بھی کہا، "لوگوں سے تم جو کچھ کہو گے وہ یہ ہے :" یہواہ(خداوند)" تمہا رے باپ دادا کا خدا ، ابراہیم کا خدا ، اسحاق کا خدا اور یعقوب کا خدا ہے۔ میرا نام ہمشہ یہواہ(خداوند) رہے گا۔ اسی طرح لوگ مجہے صرف اسی نام کے ساتھ نسل در نسل یاد رکھیں گے۔ لوگوں سے کہو خداوندنے مجہے تمہا رے پاس بھیجا ہے۔"(خروج 3:13،14)
جب موسی نے خدا سے پوچھا کہ وہ کون ہے؟ جواب آیا مت فکر کرو کہ میں کون ہوں! اپنے کا م سے کام رکھو۔
خدا کی فطرت پر کوئی بحث کی ضرورت نہیں اور یقینی طور پراس کے نام کے ساتھ کوئی گڑبڑ کرنے کی ضرورت نہیں جیسا کہ مشرکین جب اپنے دیوتاؤں کے ناموں کو پکارتے تہے۔ یہواہ(خداوند) بلا شک بلا شرط ایک واحد ہے: " میں جو ہوں سو میں ہوں۔" وہ وہی ہے جو وہ اپنے لیئے پسند کرتا ہے۔
خدا کی صفات کو کچھ نے 'مطلق' بیان کیا ہےجو اس کی ذات سے تعلق رکھتی ہیں جیسے یہوواہ، جاہ، وغیرہ یعنی وہ جو نام جو اس کے لئے استعمال ہوتے ہیں جب اس کا مخلوق سےتعلق منسوب کرتے ہیں۔ دوسروں نے صفات کو 'قابل انتقال' ('ommunicable) فرق سے سمجھا یعنی وہ صفات جو کسی حد تک مخلوق کو ودیعت کی جا سکتی ہیں: نیکی، پاکیزگی، حکمت، وغیرہ اور ('Incommunicable') 'ناقابل انتقال'" جو مخلوق کو ودیعت نہیں کی جا سکتیں: آزادی، قیام، وسعت اور دوام۔
کچھ لوگوں نے ان کو بھی دو حصوں میں تقسیم کیا ہے ان میں 'قدرتی اوصاف؛ ہمیشگی، عظمت وغیرہ اور اخلاقی؛ پاکیزگی، نیکی، وغیرہ۔ خدا کی صفات حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے اس طرح پیش کی گئیں:
خداوند موسیٰ کے سامنے سے گزرا اور اُ سنے کہا، "یہواہ خداوند، رحمدل اور مہربان خدا ہے۔ خداوند جلدی غصّہ میں نہیں آتا ہے۔ خداوند عظیم محبت سے بھرا ہے۔ خداوند

بھروسہ کر نے کے لئے ہے۔ خداوند ہزا روں نسلوں پر مہربانی کر تا ہے۔ خداوند لوگوں کو ان غلطیوں کے لئے جو وہ کر تے ہیں معاف کر تا ہے۔ لیکن خداوند قصورواروں کو سزا دینا نہیں بھو لتا۔ خداوند صرف قصوروار کو ہی سزا نہیں دیگا بلکہ اُن کے بچّوں اُن کے بیٹوں اور بیٹیوں کو بھی اُس بُری بات کے لئے تکلیف برداشت کرنا ہوگا جو وہ لوگ کرتے ہیں۔"(خروج ؛ 34:6،7)

بائبل میں خدا کو لافانی (خروج33:27 ; زبور90:2), دائمی ، ہمیشہ زندہ (1-تیموتاؤس '6:16،1:17)، نور (یشیا ؛60:19، یعقوب؛ 1:17، 1یوحنا 1:15)، غائب (ایوب ؛23؛8،9)، لا تلاش (ایوب: 11:7 ;زبور 145:3; یسعیاہ:40:28 ، رومیوں 11:33: (غیر فانی، بغیر صورت رومیوں ;1:23)، مکمل خود مختارملک (دانیال 4:25,35;),عظیم طاقتور:ایوب ;36:5)، قادر مطلق(پیدائش 17:1;خروج ;6:3),عظمت اور جلال، علیم،خبیر(6-139:1;امثال;5:21),ہر طرف موجود(زبور ; 139:7;یرمیاہ؛;23:23) ابدی ,مکمل، مستقل ;27-102:26),بڑی عظمت والا (خروج 15:11;زبور;145:5),سب سے بلند، اعلی (زبور:83:18;اعمال;7:48), کامل(متی:5:48؛ ایوب ;36:4; 37:16) ,مقدس، پاک (زبور;99:9; یسعیاہ:;5:16), منصف؛(استثناء;32:4; ; یسعیاہ;45:21),سچا ،راست (یرمیاہ:10:10),عزت والا، بلند مرتبہ ، اچھا (25:8; 92:15),عادل،اچھا (عذرا;9:15;زبور;25:8; 145:17،119:68)، نیک اور مقدس (متی:19:17) ,لاجواب، (یشیا 44:7;رمیاہ:10:7), عظیم(زبور:86:10), احسان، رحمان (خروج:34:6,زبور;116:5) ,رحیم (خروج ;34:7،6) ,صبر، برداشت والا (گنتی:14:18;میکاہ:7:1)

غیور ،حاسد: " تب یشوع نے کہا ،"یہ سچ نہیں ہے تم خدا وند کی خدمت جاری رکھنے سے معذور ہو۔ خدا وند پاک خدا ہے اور خدا اپنے لوگوں کے ذریعہ دوسرے خدا ؤں کی عبادت کرنے سے حسد (نفرت) کرتا ہے اگر تم اس طرح خدا کے خلاف ہو جاؤ گے تو خدا تم کو معاف نہیں کرے گا۔" (یشوع: 24:19) خدا وند بہت غیرت مند اور انتقام لینے والا خدا ہے۔ خدا وند وہ ہے جو طیش میں بدلہ لیتا ہے۔ وہ اپنے مخالفوں سے بدلہ لیتا ہے اور اسکا غیض و غضب اسکے دشمنوں کے خلاف ہے۔ (ناحُوم;1:2)

رحیم: (دوئم سلاطین;13:23),اس کے علاوہ کوئی اور نہیں،لا شریک (استثناء;4:35;یشوع:44:6),اول، اس سے پہلے کوئی نہیں (یشوع:;43:10),اس کی طرح کوئی نہیں(خروج؛;9:14; استثناء;33:26، 2سیموئل;7:22;یشوع:46:5,9), زمین و آسمان اس سے معمور(2سلاطین;8:27;یرمیاہ;23:24)، روح اور سچائی سےعبادت کرنا چاہئے(یوحنا;4:24), جلانے والی آگ (عبرانیوں:12:29).علم کل، ماضی و مستقبل(یسعیاہ;46:9،10،11) ، اکیلا معبود آسمان و زمین پر(نحمیاہ:;9:6;متی؛4:10)، اکیلا نجات دھندہ (یسعیاہ;22-45:21)، اکیلا معاف کرنے والا (میکاہ:7:18;مرقس؛2:7)، عالمگیر(ایوب:28:24;دانیال:2:22;اعمال:15:18) ،

لامحدود:(زبور؛147:5;رومیوں11:33)، حیرت انگیز،انسانی عقل سے ماورا(زبور 139:6؛145:6) غیرمخلوق(ایوب؛21:22;یسعیاہ;40:12،13،14)، بت پرستی کی ملامت (خروج:20:3-5,استثناء:5:7،8،9)،
بائبل میں کچھ جگہ خدا کی، بعض صفات کا بیان اس کی مخلوق کی طرح ہے جو عظیم خالق اور پروردگار کی عظمت، وقار کے شایان شان نہیں-ایسی صفات بائبل میں دوسری جگہوں پر بیان کردہ صفات کی تردید کرتی معلوم ہوتی ہیں، مثلاً:
"اس دن شام کو ٹھنڈی ہوا ئیں چل رہی تھیں، خداوند خدا باغ میں چہل قدمی کر رہا تھا۔ جب آدم ا ور اس کی عورت نے اس کی چہل قدمی کی آوا ز سُنی تو باغ کے درختوں کی آڑ میں چھپ گئے۔ خداوند خدا نے پکا ر کر آدم سے پو چھا ، "تو کہا ں ہے ؟"(پیدائش:3:8،9).
خدا کا ندامت محسوس کرنا: "خداوند کو بہت افسوس ہوا کہ اس نے لوگوں کو زمین پر پیدا کیا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کے دِل میں بہت دُکھ ہوا۔"(پیدائش:6:6)
"اے یروشلم! تم نے مجھے چھو ڑا! اس لئے میں سزا دوں گا اور تمہیں فنا کروں گا۔ میں تم پر رحم کرتے ہو ئے تھک گیا ہوں۔"(یرمیاہ: 15:6)
خدا نے انسان کواپنی صورت پر پیدا کیا(پیدائش:1;26-5:1,27)مگر دوسری جگہ پر :"خدا کی طرح کا کوئی نہیں" (یسعیاہ46:9)
اسلام مخلوق میں خدا کی جھلک یا مماثلت کو رد کرتا ہے:"یقیناً ہم نے انسان کو بہترین صورت میں پیدا کی"ا (قرآن :95:4). کیونکہ:"اس کی طرح کا کوئی نہیں"(قرآن؛112:4)

خدا کا نائی کی طرح بال کاٹنا:

یہوداہ کو سزا دینے کے لئے خدا وند اسور کا استعمال کرے گا۔ اسور کو کرایہ پر لیگا اور اسے استرے کے طور پر استعمال کرے گا یہ ایسا ہوگا جیسے خدا وند یہوداہ کے سر اور پاؤں کے بال مونڈ رہا ہو۔ یہ ایسا ہوگا جیسے خدا وند یہوداہ کی داڑھی مونڈ رہا ہو۔"(یسعیاہ;7:20)
خداکا موسیٰ علیہ السلام کو اپنی پشت دکھانا: "تب میں اپنا ہاتھ ہٹا لوں گا اور تم میری پشت کو دیکھو گے لیکن تم میرا منھ نہیں دیکھ پاؤ گے۔"(خروج :33:23)
میں جال میں تھا اور میں نے خداوند کو مدد کے لئے پکا را۔
"ہاں میں نے خدا کو پکا را۔ خدا اپنے گھر میں تھا اس نے میری آواز سنی۔ اسنے مدد کے لئے میری چیخ سنی۔ تب زمین ہل گئی زمین دہل گئی۔ جنت کی بنیادیں ہل گئیں۔ کیوں ؟ کیوں کہ خداوند غصّہ میں تھا! دھواں خدا کی ناک سے نکلا۔ جلتے ہو ئے شعلے اس کے مُنھ سے آئے۔ جلتی ہو ئی چنگا ریاں اس سے نکلیں۔ خداوند نے آسمان کو پھا ڑ کر کھو لا اور نیچے آیا! وہ گھنے اور سیاہ بادل پر کھڑا ہوا! وہ کروبی فرشتوں پر اور ہوا پر سوار ہو کر اڑرہا تھا۔"(2سموئیل:22:7(11,)
کچھ جگہوں پرخدا کی متضاد صفات موجود ہیں،کچھ جگہ خدا کہ رہا ہے کہ کوئی اس کونہیں دیکھ سکتا:"کسی نے کبھی بھی خدا کو نہیں دیکھا"(یوحنا: -(1:18)

"خدا ہی ہے جو لا فانی ہے خدا روشنی میں ہے اور ایسے نور کی چمک ہے کہ کوئی بھی اسکے قریب نہیں جا سکتا۔ کسی بھی آدمی نے خدا کو کبھی نہیں دیکھا کوئی بھی آدمی اسکو دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے۔(۱ تِیمُتھِیُس:6:16)
"لیکن تم میرا منھ نہیں دیکھ سکتے۔ کوئی بھی آدمی مجھے نہیں دیکھ سکتا اورا گر دیکھ لے تو زندہ نہیں رہ سکتا ہے۔" (خروج:33:20)
ان سے دوسری آیات متصادم ہیں:
"پہاڑ پر ان لوگوں نے اسرائیل کے خدا کو دیکھا۔ اسکے پیڑ کے نیچے کچھ ایسی چیزیں تھیں جو نیلم سے بنے چبوترے جیسی دکھا ئی پڑ تی تھیں۔ ایسا شفاف تھا جیسے آسمان۔ "بنی اِسرائیل کے تمام قائدین نے خدا کو دیکھا لیکن خدا نے انہیں تباہ نہیں کیا تب انہوں نے ایک ساتھ کھا یا پیا۔"(خروج:24:10,11)
"خدا وند موسیٰ سے روبرو بات کر تا تھا۔ جس طرح کوئی آدمی اپنے دوست سے بات کرتا ہو۔"(خروج:33:11)
ایک بہت عجیب واقعہ مروی ہے کہ یعقوب (علیہالسلام) نے خدا کے ساتھ کشتی اور غالب ہے کہ:
"اس لئے یعقوب اکیلا رہ گیا تھا، اور ایک آدمی آیا اور ان کے ساتھ سورج طلوع ہو نے تک کُشتی لڑتا رہا۔ اُس آدمی نے یہ محسوس کیا کہ میرا یعقوب کو شکست دینا نا ممکن ہے تو اُس آدمی نے یعقوب کی ران کو چھُو لیا۔ تو یعقوب کے پیر کا جوڑ چھوٹ گیا۔اُس آدمی نے یعقوب سے کہا ، "مجھے جانے دے، سورج طلوع ہو گیا ہے۔" لیکن یعقوب نے کہا کہ جب تک تو میرے حق میں دعا نہ دیدے میں تجھے نہیں چھو ڑوں گا۔ اُس آدمی نے اُس سے پو چھا، "تیرا نام کیا ہے ؟"اُس پر یعقوب نے جواب دیا کہ میرا نام یعقوب ہے۔ تب اُس آدمی نے کہا کہ اِس کے بعد تیرانام یعقوب نہ رہیگا، بلکہ " اسرائیل" ہو گا۔ اور میں نے تجھے یہ نام دیا ہے ، کیوں کہ تو خدا سے اور آدمیوں سے لڑا ہے۔ اور غالب ہوا۔ یعقوب نے اُس سے پو چھا کہ برائے مہربانی تو اپنا نام تو بتا۔ اُس پر اُس آدمی نے جواب دیا کہ میرا نام پوچھنے کی کیا وجہ ہے یہ کہتے ہو ئے یعقوب کو دعا دی۔ اِس وجہ سے یعقوب نے کہا کہ اِس جگہ پر میں نے خدا کو آمنے سامنے دیکھا ہے اِس کے با وجود بھی میری جان بچی یہ کہتے ہو ئے اُس نے اُس جگہ کا نام "فنی ایل " رکھا۔(پیدائش:32-32:22)

شرک :

"اللہ کو چھوڑ کر تم جن کی پرستش کرتے ہو ان کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے؟ کہ وہ چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے باپ دادا نے رکھ لئے ہیں۔ اللہ نے ان کے لئے کوئی سند نہیں اتاری ہے فرماں روائی کا اقتدار اللہ کے سوا کسی کے لیے نہیں ہے، اسی نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔ یہی دینِ مستقیم (سیدھا دین) ہے مگر اکثر لوگ جانتے نہیں ہیں"(قرآن 12:40)

توحید کے مخالف شرک ہے- خدا کے ساتھ شراکت داروں یا دوسرے دیوتاوں کو شریک کرنا شرک کہلاتا ہے- شرک کو اسلام کی طرف سے کسی بھی مسترد عقیدے یا پریکٹس کے مترادف سمجھا جاتا ہے. قرآن نے زور دیا ہے کہ خدا کسی بھی ہستی کے ساتھ اپنے اختیارات کا اشتراک نہیں کرتا:

"اے محمدؐ، اِن سے کہو کہ میرے رب نے جو چیزیں حرام کی ہیں وہ تو یہ ہیں: بے شرمی کے کام خواہ کھلے ہوں یا چھپے اور گناہ اور حق کے خلاف زیادتی اور یہ کہ اللہ کے ساتھ تم کسی کو شریک کرو جس کے لیے اُس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور یہ کہ اللہ کے نام پر کوئی ایسی بات کہو جس کے متعلق تمہیں علم نہ ہو کہ وہ حقیقت میں اسی نے فرمائی ہے(قرآن:7:33)

"اللہ نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا ہے اور کوئی دوسرا خدا اُس کے ساتھ نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی خلق کو لے کر الگ ہو جاتا، اور پھر وہ ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے پاک ہے اللہ ان باتوں سے جو یہ لوگ بناتے ہیں (23:91قرآن)

شرک کی مختلف اقسام ہیں،مگر حقیقت میں اس کی دو بڑی قسمیں ہیں: "شرک اکبر" اور "شرک اصغر"، شرک کبھی خفی بھی ہو سکتا ہے اور کبھی جلی بھی-

"شرک اکبر"میں عبادات کی ساری قسموں کو یا بعض عبادات کو غیر اللہ کی طرف پھیرنا شامل ہے، یا ایسی چیز کا انکار جن کا وجوب اللہ تعالی کے دین سے ضروری طور پر معلوم ہو، یا ایسی چیز کے انکار پر مشتمل ہے جسے اللہ نے حرام کیا ہے، جن کی حرمت دین میں ضروری طور پر معلوم ہ- خالق کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت کو جائز سمجھنا بھی شرک ہے-

"شرک اصغر" میں وہ تمام امور ہیں جن کا نصوص سے شرک نام رکھنا ثابت ہے، لیکن "شرک اکبر" کے درجہ تک نہیں پہنچتے ہیں، تو اسے شرک اصغر کہا جاتا ہے مثلا: ریا و نمود اور شہرت طلبی، اسے شرک خفی بھی کہا جاتا ہےجو شرک اصغر ہی میں شامل ہے، اور یہ کبھی مخفی بھی ہوسکتا ہے؛ کیونکہ اس کا تعلق دل کے ساتھ ہے-

مسلمان مکمل طور پر شرک و کفر کی تمام اقسام کو مسترد کرتے ہیں، وہ خالص توحید؛ ایک خدا، عظیم، اکبر،ابدی لامحدود اور غالب، مہربان، شفقت والا، خالق اور رب پر ایمان رکھتے ہیں- خدا کا نہ باپ، نہ ماں اور نہ ہی کوئی بیٹا ہے نہ وہ کسی کا باپ ہے- کوئی نہ تو اس کے برابر ہے نہ اس کا حصہ دار- اللہ آدم، نوح، ابراہیم، موسی، عیسی اور تمام انسانوں، مخلوقا ت اور کائنات کا خدا ہےوہ کسی ایک خاص قبیلے یا نسل کا خدا نہیں- وہ تمام بنی نوع انسان اور مخلوق کا خالق اوررب ہے-وہ عیسائیوں، یہودیوں، مسلمانوں، بودھوں، ہندوؤں، ملحد وں اور تمام مخلوق کا خدا ہے-

اللہ کی نعمتیں اس دینا میں تمام مومنوں اور کافروں کے لئے بطور امتحان مہیا ہیں جو اس کی حکمت اور منصوبہ بندی کا حصہ ہے، لیکن آخرت میں حساب کتاب کے بعد صرف مومنین ان کے حقدار ٹھریں گے- لہذا ہر مؤمن کے لئے واجب ہے کہ شرک سے خبردار رہے ، اور شرک کی ان تمام اقسام سے دور رہے، خاص طور پر شرک اکبر سے، کیونکہ یہ اللہ تعالی کی نافرمانی میں سب سے بڑا گناہ ہے، اور مخلوق میں واقع ہونے والا سب سے بڑا ناقابل معافی جرم ہے-

نظریہ تثلیث :

مسیحیت کی بنیاد ایک انتہائی پیچیدہ نظریہ" تثلیث" کو توحید کے طور پرپیش کیا جاتا ہے جو واضح طور پر 'عہد نامہ قدیم' اور حضرت عیسی علیہ السلام کی تعلیمات کے سے مکمل انحراف ہے- لفظ " تثلیث" بائبل میں موجود نہیں- دوسری صدی عیسوی میں اس نظریہ کے ارتقاء کا آغاز ہوا- دوسری صدی کے آخر میں پہلی مرتبہ انطاکیہ کے تھیوفلس کی تحریروں میں " تثلیث" کا لفظ استعمال ہوا- 325ء میں قسطنطین بادشاہ نے مسیحیت کو سرکاری مذہب قرار دیا تو اس وقت اس نے ایک عالمگیر کونسل (council) بلوائی جس کا مقصد انجیل کو مدون و مرتب کرنا، اسی کونسل میں تثلیث کو مسیحیت کا بنیادی عقیدہ قرار دیا گیا- یہ کونسل نیقیہ میں منعقد ہوئی جو آج کل ترکی کا حصہ ہے- اسی نسبت سے اسے نیقیہ کونسل (Council of Nicaea) کہا جاتا ہے-

آریوس (Arius) اسکندریہ، مصر میں شمالی افریقی عیسائی پروہت اور پادری تھا - آریوس (256-336ھ) عیسائی مذاہب میں سے آریوسی مذہب (Arianism) کا موجد ہے جو اس بات کا قائل ہے کہ عیسی علیہ السلام معبود نہیں بلکہ اللہ (باپ) کی طرف سے پیدا کیا گیا ہے تو حضرت عیسی علیہ اسلام اللہ کے ساتھ اسکی فطرت میں شریک نہیں بلکہ ان کے درمیان تبنی (بیٹا ہونے) کا تعلق اور نسبت ہے-آریوس نے اس بات پر زور دیا کہ عیسی علیہ السلام اللہ کی مخلوق ہیں نیز کہا کہ مخالفین کے نظریات بت پرستوں کے نظریت سے ملتے جلتے ہیں- کونسل نے آریوس کے عقیدہ کو رد کر کے تثلیث کو قبول کر لیا اور کئی اناجیل کو بھی بدعتی اور غیر مسلمہ قرار دیتے ہوئے ان کو پڑھنے سے منع کر دیا- تثلیت کا مطلب ہے "ایک میں تین" اور "تین میں ایک"- عیسائی خدا کو ایک ہی مانتے میں مگر ایک میں تین ہستیوں کو شامل کرتے ہیں- اس عقیدے کو ایک لفظ میں سمونے کے لیے عیسائیت کے اولین علماء نے لفظ "تثلیت" (Trinity) استعمال کیا- جن تین ہستیوں کو اس ایک میں شامل کیا جاتا ہے وہ اس طرح ہیں- (1)خدا، (2) عیسیٰ علیہ السلام (3) روح القدس- جس " توحید" کو حضرت ابراہیم نےاپنایا اور تبلیغ کی، جس کو یہودی، مسلمان اور مسیحی ماننے کا دعوی دعویٰ کرتے ہیں "تثلیت" اس کے الٹ ہے-

بائبل کے تحقیقی ، تجزیاتی جائزے سے مندرجہ ذیل نتائج ظاہر ہوتے ہیں:

بائبل کی اصطلاحات؛ 'باپ' (خدا کے) اور 'خدا کا بیٹا' (خدا کے قریب، پیارا) کا استعمال عبرانیوں اور بائبل کے متن کے میں اس کے استعمال کے مطابق سمجھنے کی ضرورت ہے. عبرانیوں کا ایمان تھا کہ خدا (معبود) ایک ہی ہے اور کسی بھی لغوی معنی میں نہ تواس کی بیوی ہے اور نہ ہی بچے، اس وجہ سے بائبل میں 'خدا کا بیٹا' محض مراد ہے کہ 'خدا کا بندہ'،ایسا شخص جو خدا کا وفادار غلام ہونے کی وجہ سے خدا کے قریب اور خدا کو پیارا ہوجیسا کہ ایک باپ کوفرمانبردار بیٹا پیارا ہوتا ہے- بعد میں یونانی اور رومن پس منظر سے شامل ہونے والے عیسائیوں نے بائبل کی ان مروجہ اصطلاحات کا غلط استعمال کیا-

نئے عہد نامےمیں سترہ جگہ 'باپ' کی اصطلاح 'خدا' کے معنی میں استعمال ہوتی ہے، جبکہ ایک عبارت بھی ایسی نہیں جس میں بیٹا اس معنی میں استعمال ہوا ہو۔

320جگہ "باپ" بلکل واضح طور پر"خدا"کے لیئے استمعال ہوا، جبکہ ایک مرتبہ بھی "بیٹا "اس معنی میں استعمال نہیں ہوا۔

105جگہ "باپ" اعلی خطابات کے ساتھ خدا کے لیئے استعمال ہوا مگر ایک مرتبہ بھی 'بیٹا' اس طرح نہیں استعمال ہوا۔

واضح طور90 جگہ حکم ہے کہ تمام تعریفیں اور عبادت صرف اس (خدا) کے لینےہیں اور تمام عزت اور جلال بھی اسی کے لئیے ہے۔ بیٹے کے لئیے ایسا کوئی حکم نہیں۔

عہد نامہ جدید میں 1300مرتبہ لفظ 'خدا' کا ذکر ہوا مگر کسی جگہ اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں نکل سکتا کہ 'خدا'، باپ سے علیحدہ کوئی ہستی ہے یا کہ 'خدا' کی ذات میں ایک سے زیادہ ہستیاں شامل ہیں۔

ایسی آیات یا مجموعہ کلام کی تعداد 300 ہے ، جہاں 'بیٹا' واضح طور پر 'باپ' کا ماتحت بیان کیا گیا ہے اور وہ 'باپ' سے اپنے وجود کا محتاج ہے ، اس ('باپ') سے طاقت حاصل کرتا ہے اور تمام کاموں میں "باپ" کی مرضی کے مطابق عمل کرتا ہے۔

یونانی رومن ورثےاور روایات میں، 'خدا کا بیٹا' کا مطلب ہے کہ خدا کا اوتار، یا دیوتا اور دیویوں کے جنسی تعلقات سے ایک اور دیوتا یا دیوی کی پیدائیش۔

جب چرچ نے عبرانی بنیادی روایات کو ایک طرف پھینک دیا تو پھر انہوں نے کافرانہ، مشرکانہ 'خدا کا بیٹا' کا نظریہ اپنا لیا، جو کہ عبرانی استعمال سے بالکل مختلف تھا اس کا مقصد نئے مذہب (مسیحیت) کوغیر یہودی بت پرست کافروں کے لیئے آسان،مانوس اورقابل قبول بنانا تھا تاکہ زیادہ سے زیادہ بت پرستوں کو مسیحی بنایا جا سکے۔ لہٰذا بائبل کی اصطلاح 'خدا کا بیٹا' کا استعمال عبرانیوں میں اس کے علامتی، متشابہ استعمال: 'خدا کا غلام ، خدا کے قریب' سمجھنا چاہیےنہ کہ لغوی معنوں میں جیسا کہ ،بت پرست کافر' دیوتاؤں کی اولاد' پر یقین رکھتے تھے۔ انجیل مقدس میں عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں: "مبارک ہیں وہ لوگ جو صلح کراتے ہیں، وہ تو خدا کے بیٹے کہلائیں گے۔"(متی:5:9)

بائبل (عہد نامہ قدیم اور جدید) میں 'خدا کا بیٹا' کی اصطلاح علامتی طور پر استعمال ہوئی نہ کہ لغوی پر - فرشتوں کو،آدم، اسرائیل قوم کو خدا کا بیٹا کہا گیا:(ہوسیع؛1:10،یرمیاہ؛31:9، ایوب؛2:1، پیدائیش؛6:2،استثناء: 14:1، خروج:4؛22،23، 2سیموئل؛8:13،14،زبور:2:7،ایوب؛1:6،لوقا؛9:22،3:38،، 4:41)، مسیحی بھی خدا کے بیٹے کہلائے (یوحنا:12؛1)۔

باپ: اسی طرح اصطلاح "ابا" ، (پیارا باپ) یسوع مسیح (عیسیٰ علیہ السلام) نے حیاتیاتی باپ کے طور پر نہیں بلکہ 'خدا'، 'رب' کے طور پر استعمال کی:

"کیوں کہ وہ روح جو تمہیں ملی ہے تمہیں غلام نہیں بناتی۔ جس سے ڈر پیدا نہیں ہوتی۔ جو روح تم نے پا ئی ہے تمہیں خدا کے چنے ہوئے اولاد بناتی ہے اس روح کے ذریعہ ہم پکار اٹھتے ہیں " ابآّ، اے باپ!"(رومیوں:(8:15

"وہ مجھ سے کہے گا، " تو میرا باپ ہے۔ تو میرا خدا، میری چٹان میری نجات ہے۔"(زبور:(89:26

"اس لئے جیسا کہ تمہارا باپ آسمانوں میں ہے اسی طرح تم کو بھی کامل بننا چاہئے۔"(متی:(5:48

اسی طرح بائبل میں کیئ جگہ خدا کو "باپ" کہا گیا ہے (متی:5:16,45,48, 6:1,6,8,9,32, 7:11,21, 10:32,33,زبور:89:26،یوحنا:5:30, 5:37, 14:16, 20:17، 2سیموئل: 7:14)

اس کے علاوہ لفظ 'باپ' بائبل میں علامتی طورپر؛ تعظیم، 'رسول' اور 'تسلط' کی علامت کے طور پر بھی استعمال کیا گیا ہے:حضرت یوسف علیہ السلام کو فرعون کا باپ کہ گیا (پیدائیش:45:8)؛ ابراہیم علیہ السلام کو اقوام کا باپ کہ گیا (پیدائیش:17:5) اور حضرت ایوب علیہ السلام کو ضرورت مندوں کا باپ کہا گیا (ایوب:29:16)

زبور: 110سے مسیحی فقہاء بلواسطہ طور پر یسوع کو ہمیشہ کے لئے، پادری یا پجاری کا باپ بھی کہا جاتا ہے۔

اعلیٰ کاہن ملک صدق صرف ایک ایسا شخص ہے جس کو قطعی طور پر خدا جیسی صفات سے بیان کیا گیا ہے:

ملک صدق سالم کا بادشاہ اور خدا تعالیٰ کا کاہن تھا جب ابراہیم بادشاہوں کو شکشت دیکر واپس آرہے تھے تو ملک صدق ابراہیم سے ملا اس دن ملک صدق نے ابرا ہیم کو مبارک باد دی۔ اور ابرا ہیم نے ملک صدق کو اپنے پاس کی سب چیزوں کا دسواں حصہ نذر کیا۔ ملک صدق کے دو معنی ہیں پہلا معنی "راست بازی کا بادشاہ" اور دوسرا "سالم کا باد شاہ" یعنی "سلامتی کا بادشاہ۔" کو ئی نہیں جانتا کہ اس کا باپ کون تھا اور ماں کون تھی۔ یا وہ کہا ں سے آیا تھا یا وہ کب پیدا ہوا تھا اور کب وہ مر گیا۔ ملک صدق ایک خدا کے بیٹے کی مانند ہمیشہ کے لئے اعلیٰ کاہن ٹھہرا۔ پس تم غور کرو کہ وہ کیسا عظیم تھا ملک صدق کو ابراہیم عظیم بزرگ نے اپنے مال کا دسواں حصّہ عطیہ میں دیا تھا جو اس نے جنگ میں جیتا تھا۔ شریعت کے قانون کے مطا بق لاوی کے قبیلے کے لوگ کاہن ہو تے ہیں اور وہ لوگوں سے دسواں حصّہ وصول کر تے ہیں اور کاہن یہ سب ان کے اپنے لوگوں سے وصول کرتاہے اگر چہ کہ دونوں ہی یعنی جن کاہنوں کا تعلق ابراہیم کے خاندان سے ہی کیوں نہ ہو۔(عبرانیوں7:1،2،3،4). لغوی طور پر یہاں ملک صدق یسوع مسیح سے بلند مرتبہ معلوم ہوتا ہے۔

ابتدائی مسیحیوں نے تثلیث کے نئے نظریے کو مسترد کر دیا مگر عیسائیت میں تثلیث کے عقیدہ کے مطابق، خدا لفظی بیٹے یعنی یسوع مسیح کی شکل میں ایک انسان کا روپ بن گیا۔ اس "تثلیثی توحید" کو بنیادی عیسائی مذاہب اور کئی عیسائی فرقوں کی

طرف سے مسترد کر دیا گیا مگر طاقت کے زور پر اس کو امپائیر میں نافذ کر دیا گیا - نیقیہ کی کونسل (325) نے آریوس کی مذمت کی اوربیٹے کو والد کے ساتھ ایک مادہ قرار دیا- اگلے 50 سال تک آریان ازم کے متعدد محافظ تھے لیکن جب روم میں مسیحی گرا ٹئین اور تھیوڈوسس شہنشاہوں نے اقتدار سنبھالا تو بلآخر وہ ختم ہو گئے- قسطنطنیہ کی پہلی کونسل (381) نے نیقیاس عقیدہ(Nicene Creed)کی منظوری دے دی اور اریان ازم Arianism کو کالعدم کر دیا-

تاہم یہ نظریہ جرمن قبیلوں میں ساتویں صدی کے دوران تک جاری رہا ،اسی طرح کے عقائد 'یہوواہ کے گواہوں' (Jehovah's Witnesses) اور'خدا کی وحدانیت , توحید پسند' (Unitarianism) کے پیروکاروں میں آج تک پا ئےجاتے ہیں-

سخت 'یونیٹیرین' مسیحی (وحدانیت پسند) خدا (باپ) کی وحدانیت پر مکمل یقین رکھتے ہیں-ان کے عقیدہ میں؛ نجات تمام بنی نوع انسانی کو ملے گی، اور یہ کہ ایمان اور اعمال کا بنیادی معیار، عقل اور شعورہے-جبکہ کچھ دوسروں کے خیال میں یسوع مسیح ایک تخلیق شدہ معبود ہے-

'یہوواہ کے گواہوں' (Jehovah's Witnesses)میں مذہبی طور پر یسوع ('کلام'Logos) کی پرستش نہیں، مگر ان کا عقیدہ ہے کہ 'باپ' نے دنیا کو 'کلام' (Logos) سے پیدا کیا-

بہت تعجب کی بات ہے کہ چرچ کی بنیادی تعلیمات مثلاً، 'تثلیث' اور 'متبادل کفارہ' کا بائبل میں ذکرنہیں پایا جاتا- پوری بائبل میں ایک بھی غیر مبہم بیان نہیں ہےجس میں یسوع مسیح خود کہے کہ:"میں خدا ہوں" یا وہ کہے کہ، "میری عبادت کرو" بلکہ اس نے کہا"نیکی کی بابت تو مجھ سے کیوں پو چھتا ہے ؟ خداوند خدا ہی نیک اور مقدس ہے- اگر تو ہمیشگی کی زندگی کو پانا چاہتے ہو تو حکموں پر عمل کر-"(متی:19؛17)

مسحیت کے بنیادی عقیدہ "تثلیث" کےوجود کو ثابت کرنے کے لیےپوری بائبل میں صرف ایک آیت ہے (اگرچہ بہت دوسری آیات کو توڑ مروڑ کر مطلب کی تشریح حاصل کی جاتی ہے)جس کی تشریح کے سہارے اس مسیحی عقیدے کو تسلیم کرنے میں مدد لی جاتی ہے:

"For there are three that bear record in heaven, the Father, the Word, and the Holy Ghost: and these three are one. And there are three that bear witness in earth, the Spirit, and the water, and the blood: and these three agree in one."(1John:5;7,8,9-Authorized King James Version)

اس کے اردو میں تراجم اس طرح ہیں:

"جنت میں تین ریکارڈ برداشت کرتے ہیں، باپ، کلام اور روح القدس؛ اور یہ تینوں ایک ہیں ."(یوحنا کا پہلا خط؛ 5: 7،8).

کچھ جلدوں میں اس آیت کو اس طرح لکھا ہے: ' زمین پر تین گواہوں میں، روح، پانی اور خون ہیں؛ اور تینوں 'اتفاق کرتے ہیں".
"اس طرح تین گواہ ایسے ہیں جو ہمیں یسوع کے متعلق کہتے ہیں ، روح ،پانی اور خون۔ یہ تینوں گواہ اقرار کر تے ہیں۔"(1یوحنا: 5:7,8)

'نئے بین الاقوامی ورژن بائبل' ('New International Version Bible) میں اس آیت کے فٹ نوٹ میں لکھا ہے؛ "سولہویں صدی سے پہلے کسی بھی یونانی مسودات نہیں پائ گیئی۔

ڈاکٹر سکوفیلڈ، (D.D،Dr C.I, Scofield). اس آیت کے فٹ نوٹ میں آٹھ دیگرآٹھ ماہرین الہیات کی حمایت سے رائے دیتا ہے:

"It is generally agreed that this verse has no manuscript authority and has been inserted."

"عام طور پراس بات پراتفاق ہے کہ اس آیت کی (قدیم) مسودات سے تصدیق نہیں ہوتی اوراس کو (بعد میں) ڈالا گیا ہے۔"
بنیاد پرست عیسائی اب بھی اس من گھڑت پر یقین رکھتے ہیں، جبکہ بائبل کےاکثر جدید تراجم میں اس مقدس دھوکہ کوحذف کردیا گیا ہے یا فٹ نوٹ میں لکھ دیا۔
اس کے برعکس یسوع مسیح نے یہ بھی کہا کہ: "اے بنی اسرائیلیو سنو، خداوند ہمارا خدا ہی صرف ایک خداوند ہے۔ (مرقس:2:29)
حقیقت یہ ہے کہ اصل میں بائبل کی مختلف آیات یسوع کے اصل مقصد کی طرف اشارہ کرتی ہیں؛ جو کہ شریعت حضرت موسی علیہ السلام کے احکام وحی کو پورا کرنے کے لئے تھا (متی: 5:17,18,19)
درحقیقت حضرت عیسی (علیہ سلام) نےکسی بھی ایسی تجاویز کو مسترد کیا جن سے ان پر الوہیت منسوب کی جا سکتی ہو۔ انہوں نے واضح کیا کہ ان کےمعجزات ایک سچے خدا کی طاقت سے وقوع پزیر ہوتے ہیں: حضرت عیسی (علیہ سلام) نے اسی پیغام توحید کااعادہ کیا جو پیغام خدا کے پہلے انبیاء نے دیا تھا۔
[Read More: https://goo.gl/D2ildr]

اسلام مکمل طور پرتثلیث کو رد کرتا ہے، قرآن میں ذکر ہے:

"یقیناً کفر کیا اُن لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا ایک ہے، حالانکہ ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں ہے اگر یہ لوگ اپنی اِن باتوں سے باز نہ آئے تو ان میں سے جس جس نے کفر کیا ہے اُس کو درد ناک سزا دی جائے گی "(قرآن؛ **5:73**)
"اے اہل کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف حق کے سوا کوئی بات منسوب نہ کرو مسیح عیسیٰ ابن مریم اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ اللہ کا ایک رسول تھا اور ایک (وَكَلِمَتُهُ) فرمان تھا جو اللہ نے مریم کی طرف بھیجا اور ایک روح تھی اللہ کی طرف سے (جس نے مریم کے رحم میں بچہ کی شکل اختیار کی) پس تم اللہ اور اُ س کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور نہ کہو کہ "تین" ہیں باز آ جاؤ، یہ تمہارے ہی لیے بہتر ہے اللہ تو بس ایک ہی خدا ہے وہ بالا تر ہے اس سے کہ کوئی اس کا بیٹا ہو زمین اور

آسمانوں کی ساری چیزیں اس کی مِلک ہیں، اور ان کی کفالت و خبر گیری کے لیے بس وہی کافی ہے "(قرآن:4:171)
علامہ محمداسد منطقی طور پراس آیت کی وضاحت کرتےھیں:"اس (خدا)کے کلمات جو مریم کو پہنچاےگئےاور روح جو اس کی طرف سے تھی". امام طبری کے مطابق "لفظ" (کلمہ)ایک "اعلان" (رسالہ)تھا جس کوخوشخبری کے ساتھ حضرت مریم (علیہ السلام) تک پہنچانے کا کام فرشتے کو دیا گیا تھا:
"اور جب فرشتوں نے کہا، "اے مریمؑ! اللہ تجھے اپنے ایک فرمان کی خوش خبری دیتا ہے اُس کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا، دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا، اللہ کے مقرب بندوں میں شمار کیا جائے گا" (قرآن :3:145)

اس طرح سے " وَكَلِمَتُهُ"(قرآن؛171:4)کا مطلب اس کے وعدہ کی تکمیل تھی-
جہاں تک اقوال: 'اپنی طرف سے ایک روح' یا 'وہ اس کی تخلیق' کا تعلق ہے،یہ بات قابل ذکر ہے کہ مختلف معانی میں سے لفظ "روح" کا قرآن میں مطلب ہے (وحی : قرآن;2:87،253) یہ" زندگی کا بنیادی سانس"روح" یا "سپرٹ"ہے- لہٰذا قرآن 32:9 ، جہاں مکرر انسانی ارتقاء میں انسانی جینین کا ذکر ہے: "پھر وہ اس (انسان)کو بناتا ہے اور اس میں اپنی روح پھونک دیتا ہے"- اس طرح سے وہ اس کوحیوانی لوتھڑ ے سے ؛"ہوش مند" وجود بنا دیتا ہے، جو انسان کو خدا کا عظیم تحفہ ہے، اس لیے اس کو 'روح کا سانس' کہا گیا- آیت "(قرآن؛ 4:171) میں خالصتاً یسوع کی انسانی فطرت پر زور دیااور اس کی الوہیت کا مکمل رد کیا- قرآن واضح کرتا ہے کہ یسوع، دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان تھا، 'ایک روح جوخالق نے تخلیق کی"-

اللہ نے انسانوں کی تخلیق کے بعد انکو قبائل اور اقوام میں تقسیم کر دیا:

"لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے" (قرآن 49:13)

اس نے پیغمبروں کے زریعے رہنمائی مہیا کی:

"ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا، اور اُس کے ذریعہ سے سب کو خبردار کر دیا کہ "اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو" اس کے بعد ان میں سے کسی کو اللہ نے ہدایت بخشی اور کسی پر ضلالت مسلط ہو گئی پھر ذرا زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہو چکا ہے" (16:36قرآن)
اسی لیے میں بڑے مذاہب کی مُقدّس کتابوں میں اب بھی توحید کے نشانات پائے جاتے ہیں، لوگ اس پر عمل پیرا نہیں-
ہندومت عام طور پر ایک مشرکانہ مذہب سمجھا جاتا ہے، کیونکہ عام طور پر دیکھا جا تا ہے کہ ہندوبہت سے معبودوں کی عبادت کرتے ہیں- تاہم وہ ہندوجواپنی مقدس کتابوں کا علم رکھتے ہیں وہ اس پر اصرارکرتے ہیں کہ ہندوؤں کو ایک خدا پر ایمان اورایک خدا کی عبادت کرنا چاہیئے، جیسا کہ درج ذیل عبارات سے ظاہر ہے:

1. "جن کی فہم مادی خواہشات نے سلب کر لی ہے، انہوں نے دیوتا ؤوں (اوتاروں) کے سامنے گھٹنے ٹیک دیئے ہیں اور پھر اپنی مرضی کے مطابق پوجا کے اصول بنا لیئے ہیں"(بھگودگیتا :7:20)

2. "وہ صرف ایک ہے کسی دوسرے کے بغیر"(چندو گیا اپنشد ;6:2:1)

3. "نہ ہی اس کے ماں باپ ہیں اور نہ ہی کوئی خدا"(سویت سواترا اپنشد6:9)

4. "اس جیسا کوئی نہیں ہے"(سویت سواترا اپنشد4:19)

5. "اس کا پیکرنظر نہیں آتا، کوئی اس کو آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتا- جو اسے دل اور دماغ سے دیکھتے ہیں وہ ان کے دل میں رہ کر انہیں لا فانی بنا دیتا ہے"(سویت سواترا اپنشد; 4:20)

6. "اس کا کوئی عکس نہیں"(یجروید;32:3)

7. "وہ بے جسم اور خالص ہے" "(یجروید;40:8)

8. "جو قدرتی مظاہر کی پوجا کریں گے، اندھیرے میں داخل ہوں گے'مثلاً ہوا ،پانی اور آگ وغیرہ'-جو سنبھوتی کی عبادت کریں گے، اندھیروں کی مزید گہرائی میں غرق ہو جایئں گے" سنبھوتی کا مطلب اشیا کی تخلیق ہے مثلاً کرسی، میز اور بت وغیرہ بنانا' (یجروید;40:9)

9. "وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا، وہی ہماری عبادت کا مستحق ہے- اس کا کوئی عکس نہیں اور یقیناً اس کی شان سب سے بلند ہے- وہ خود کو سورج وغیرہ میں قائم رکھ سکتا ہے، شائید وہ مجھے نقصان نہ پہنچائے- یہی میری دعا ہے- وہ کسی سے پیدا نہیں ہوا اور ہماری عبادت کے لائق ہے" (یجروید،دیوی چند ایم اےفلسفہ ،صفحہ377)

10. "اے دوست اس ایک خدا کے علاوہ کسی کی عبادت مت کر،صرف اکیلے اس کی عبادت کر"(رگ وید ;8:1:1)

11. "مذہبی بزرگ خدا کو کئی ناموں سے پکارتے ہیں"(رگوید:46::1:164)

12. "عقلمند جوگی اپنے ذہن اور اپنی سوچ کی توجہ حقیقت اعلی پر مرکوز رکھتے ہیں جو قدر مطلق، عظیم اور حاکم اعلی ہے- وہ تنہا ،ان کے اعمال اور ہسیاتی اعضا کی تفویض کئیےجانے والے امور سے آگاہ ہے- بے شک ووہی عظیم ہے اور آسمانی خالق ہے"(رگ وید5 :81)

13. ہندوویدانت کی برہما سترامیں درج ہے:"صرف ایک خدا ہے ، دوسرا نہیں ہے،نہیں ہے ، بلکل نہیں ہے"

عوام مذہبی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے اور مندروں کے پجاری اپنے فائدہ کے لیے عوام کو گمراہی کے راستہ پر ڈال دیتے ہیں-

باب –7

اللہ

کائینات کا خالق

"وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، غائب اور ظاہر ہر چیز کا جاننے والا، وہی رحمٰن اور رحیم ہے وہ اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ بادشاہ ہے نہایت مقدس، سراسر سلامتی، امن دینے والا، نگہبان، سب پر غالب، اپنا حکم بزور نافذ کرنے والا، اور بڑا ہی ہو کر رہنے والا پاک ہے اللہ اُس شرک سے جو لوگ کر رہے ہیں وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے، اور وہ زبردست اور حکیم ہے"(قرآن (59:22,23,24:

اسلام، علم اور تحقیق کی بنیاد پر اللہ پرسچے اور گہرے ایمان کا تقاضہ کرتا ہے اور عقل انسانی کے سوچ کے عمل کوکھلا چھوڑ دیتا ہے تاکہ وہ جتنی گہرائی تک جا سکتی ہے جا ئے:

"کہہ دیجئے! وہی تو (خدا) ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے لئے کان، آنکھیں اور دل (و دماغ) بنا ئے۔ (مگر) تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔ (67:23 قرآن)

"اور کہیں گے اگر ہم سنتے یا سمجھتے ہوتے تو دوزخیوں میں نہ ہوتے"(قرآن67:10)

اسلام ایک خدا , اللہ , رب العالمین پر مضبوط ایمان ، اپنے آپ کو اس کی اطاعت اور صرف اسی کی عبادت کرنے پر زور دیتا ہے-

قرآن بار بار مختلف 'نشانیوں' اور دوسرے دلائل کے ذریعےانسان کی توجہ خدا کے وجود کی طرف مبذول کرواتا ہے- قرون وسطی کے اسلامی فلسفیوں نے خدا کے وجود کے مسئلےکو براہ راست حل کرنے کی کوشش نہیں کی-اس کی ممکنہ وجہ مسلم فکر کے تناظر میں، خدا کے وجود کا مقدّم ہونا ہے- تاہم ظاہر ہے کہ یہ منظم کائنات اور شاندار مظاہر فطرت بلا مقصد اور حادثاتی نہیں ہو سکتے-

یہ بات خاص طور پر قابل غورہے کہ اگر 'عقل ودانش' کودرست استعمال کیا جائے تویہ انسان کو 'خدا واحد' کے وجود کی معرفت کی طرف رہنمائی کرتی ہے؛ اورتمام مخلوق کے لئے ایک خاص منصوبہ واضح ہوتا ہے؛ نیک مومنوں کے لئےجزا، اورباغی غیرمومنوں اور گنہگاروں کے لیے سزا-

مسلمان اللہ پر بھروسہ کرتے ہیں اور وہ اس کی مدد اور رہنمائی کے طلبگار رہتے ہیں- اللہ عظیم اوراعلی ہے مگر وہ نیک اورفرمانبردار مومنوں کے نزدیک ہے۔ وہ ان کی دعاؤں کو سنتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے۔ جو لوگ اس سے محبت کرتے ہیں وہ بھی ان سے محبت کرتا ہے اور ان کے گناہ بخش دیتا ہے- اللہ اپنے نیک لوگوں کو سکوں ، خوشی، علم اور کامیابیوں سے نوازتا ہے- ایک مسلمان کا اللہ پر ایمان اس کے

فرشتوں،مقدس کتابوں، پیغمبروں، یوم حساب، قضا اور قدر(اللہ کی طاقت اور قادرمطلق) پر ایمان ہوتا ہے۔

زندگی و موت سب اللہ بزرگ و برتر کی قضا کی رہین منت ہے اور قضا و قدر کا علم خدا ہی کو ہے۔ انسان کو اس کا علم اس وقت ہوتا ہے جب کسی کام کا نتیجہ ظاہر ہوتا ہے۔ بس اس حقیقت پر دل سے ایمان و یقین رکھنا اسلام کے سلسلہ عقائد کی ایک اہم کڑی ہے۔ انسان اپنے بعض اعمال میں مجبور ہے اور بعض میں مختار ہے۔ سیدنا علی ابن ابی طالب رضي الله عنه سے کسی نے جبر و قدر بارے سوال کیا تو آپ نے فرمایا: ’’اپنا دایاں پاؤں زمین سے اٹھاؤ‘‘۔ اس نے اٹھا لیا تو آپ نے فرمایا: ’’اب دوسرا پاؤں بھی اٹھاؤ‘‘۔ اس نے کہا اس طرح تو میں گر جاؤں گا۔ آپ نے فرمایا: ’’انسان ایک وقت میں ایک پاؤں اٹھانے پر مختار ہے اور ایک ساتھ دونوں پاؤں نہ اٹھا سکنے پر مجبور ہے۔‘‘ یہی راہِ اعتدال ہے۔

اللہ واحد الٰہی ہے کہ وہ؛ رب، خالق، قادر مطلق، اور تمام امور کا مالک ہے۔ اللہ حقیقی معبود ہے اورباقی تمام نام نہاد دیوتا باطل ہیں۔

وہ ایک (احد) ہے، اس کی الوہیت، اوصاف اورناموں میں کوئی شریک نہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وہ رب ہے آسمانوں کا اور زمین کا اور اُن ساری چیزوں کا جو آسمان و زمین کے درمیان ہیں پس تم اُس کے بندگی کرو اور اُسی کی بندگی پر ثابت قدم رہو کیا ہے کوئی ہستی تمہارے علم میں اس کی ہم پایہ؟"(قرآن19:65)

"اللہ، وہ زندہ جاوید ہستی، جو تمام کائنات کو سنبھالے ہوئے ہے، اُس کے سوا کوئی خدا نہیں ہے وہ نہ سوتا ہے اور نہ اُسے اونگھ لگتی ہے زمین اور آسمانوں میں جو کچھ ہے، اُسی کا ہے کون ہے جو اُس کی جناب میں اُس کی اجازت کے بغیر سفارش کر سکے؟ جو کچھ بندوں کے سامنے ہے اسے بھی وہ جانتا ہے اور جو کچھ اُن سے اوجھل ہے، اس سے بھی وہ واقف ہے اور اُس کی معلومات میں سے کوئی چیز اُن کی گرفت ادراک میں نہیں آسکتی الّا یہ کہ کسی چیز کا علم وہ خود ہی اُن کو دینا چاہے اُس کی حکومت آسمانوں اور زمین پر چھائی ہوئی ہے اور اُن کی نگہبانی اس کے لیے کوئی تھکا دینے والا کام نہیں ہے بس وہی ایک بزرگ و برتر ذات ہے" (قرآن 2:255)

اللہ کی صفات:

اللہ کی صفات، الفاظ، نشانیاں اوررحمتیں اس کی تخلیقات سے ظاہر ہوتے ہیں ان کو مکمل طور پر انسانی زبان بیان کرنے سے قاصر ہےچاہےانسانی تصور کا دائرہ کتنا بھی وسیع کر لیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"کہہ دو اگر میرے رب کی باتیں لکھنےکے لئے سمندر سیاہی بن جائے تو میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے اور اگرچہ اس کی مدد کے لیے ہم ایسا ہی اور سمندر لائیں" (قرآن:18:109)

بحرحال اللہ کی صفات کے بارے میں تمام ذکر، مختصراً، یا تفصیلاً، مثبت یا منفی اس کی بنیاد قرآن اور حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی روایات پر ہے اور یہ حتمی ہیں، یہ پچھلی نسلوں کے مسلمانوں اور ان کے بعد آنے والے ہدایت یافتہ علماء کرام

کے طریقوں کےمطابق ہیں- کچھ 'صفات اللہ' بائبل مقدّس میں بھی مذکور ہیں جن کا ذکر پہلے کیا گیا-
اللہ تعالیٰ کی ذات مبارکہ جسم سے اور جسم کی تمام خصوصیات زمان ومکان اور حدود وجہت سے پاک اور منزہ ہے، لہٰذا ذات باری تعالیٰ کے حق میں کوئی لفظ بھی استعمال نہ کیا جائے جو جسم اور خاصہ جسم پر دلالت کرتا ہو-
البتہ جہاں تک قرآن وحدیث کے ان الفاظ کا تعلق ہے جو اللہ تعالیٰ کے لیے عرش پر قرار پکڑنے:﴿ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ﴾ (الاعراف، آیت:54)اور چہرہ:﴿وَيَبْقَى وَجْهُ رَبِّكَ﴾ (الرحمن، آیت:27)ہاتھ:﴿ يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ﴾ (الفتح، آیت:10)آنکھ: ﴿وَلِتُصْنَعَ عَلَى عَيْنِي﴾ (طہ، آیت:39)پنڈلی:﴿يَوْمَ يُكْشَفُ عَن سَاقٍ﴾(القلم:42) وغیرہ ہونے پر دلالت کناں ہیں ، تو انہیں اسلاف نے صفات 'متشابہات' قرار دے دیا ہے۔ کیوں کہ اگر انہیں حقیقی معنی پر محمول کیا جائے تو تجسیم وتشبیہ کی راہیں کھلتی ہیں اور اگر صرف تنزیہ وتجرید کے تقاضے ملحوظ رکھے جائیں تو انکارِ صفات کے پہلو نکلتے ہیں- کچھ علماء کے خیال میں 'صفات متشابہات' کے ایسے مجازی معنی بیان کیے جاسکتے ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے شایان شان ہوں، بشرطیکہ:اس لفظ کے اندر مجازی معنی مراد لینے کی گنجائش ہو- نیز اس مجازی معنی کو احتمال تفسیر کے درجے میں رکھا جائے، انہیں قطعی اوریقینی نہ کہا جائے۔ لہٰذا "ید" سے قدرت ، "وجہ" سے ذات اور استوا سے استیلا (غلبہ) مراد لیا جاسکتا ہے-مگر کچھ علماء اس سے متفق نہیں (واللہ اعلم)-
جب باری تعالیٰ کے جسم او رجہت وغیرہ سے پاک ہونے پر دلائل عقلیہ قائم ہوں تو پھر قاعدہ یہ ہے اگر کسی نص کے ظاہری الفاظ کسی ایسی چیز پر دلالت کریں جو خلاف عقل ہے تو اس نص کے ظاہری معنی مراد نہیں ہوں گے ، بلکہ ایسی نصوص متشابہات کہلاتی ہیں- ایسے جملے جن کے معنی صاف ظاہر نہ ہوں بلکہ تاویل اور تفسیر کے محتاج ہوں اور ان میں بہت سے معنوں کا احتمال ہوآیاتِ متشابہات کہلاتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے :
"وہی خدا ہے، جس نے یہ کتاب تم پر نازل کی ہے اِس کتاب میں دو طرح کی آیات ہیں: ایک محکمات، جو کتاب کی اصل بنیاد ہیں اور دوسری متشابہات جن لوگوں کے دلو ں میں ٹیڑھ ہے، وہ فتنے کی تلاش میں ہمیشہ متشابہات ہی کے پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اُن کو معنی پہنانے کی کوشش کیا کرتے ہیں، حالانکہ ان کا حقیقی مفہوم اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بخلا ف اِس کے جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں، وہ کہتے ہیں کہ "ہمارا اُن پر ایمان ہے، یہ سب ہمارے رب ہی کی طرف سے ہیں" اور سچ یہ ہے کہ کسی چیز سے صحیح سبق صرف دانشمند لوگ ہی حاصل کرتے ہیں"(قرآن:3:7)
'حکَم' پکّی اور پختہ چیز کو کہتے ہیں۔ "آیاتِ محکمات" سے مراد وہ آیات ہیں، جن کی زبان بالکل صاف ہے، جن کا مفہوم متعین کرنے میں کسی اشتباہ کی گنجائش نہیں ہے، جن کے الفاظ معنی و مدّعا پر صاف اور صریح دلالت کرتے ہیں، جنہیں تاویلات کا تختۂ مشق بنانے کا موقع مشکل ہی سے کسی کو مِل سکتا ہے۔ یہ آیات"کتاب کی اصل بنیاد ہیں"، یعنی قرآن جس غرض کے لیے نازل ہوا ہے ، اُس غرض کو یہی آیتیں پُورا کرتی ہیں- اُنہی میں اسلام کی طرف دُنیا کی دعوت دی گئی ہے، اُنہی میں عبرت اور

نصیحت کی باتیں فرمائی گئی ہیں، اُنہی میں گمراہیوں کی تردید اور راہِ راست کی توضیح کی گئی ہے۔ اُنہی میں دین کے بُنیادی اُصُول بیان کیے گئے ہیں۔ اُنہی میں عقائد ، عبادات، اخلاق ، فرائض اور امر و نہی کے احکام ارشاد ہوئے ہیں۔ پس جو شخص طالبِ حق ہو اور یہ جاننے کے لیے قرآن کی طرف رُجوع کرنا چاہتا ہو کہ وہ کس راہ پر چلے اور کس راہ پر نہ چلے، اس کی پیاس بُجھانے کے لیے آیات محکمات ہی اصل مرجع ہیں اور فطرۃً اُنہی پر اس کی توجہ مرکوز ہو گی اور وہ زیادہ تر اُنہی سے فائدہ اُٹھانے میں مشغول رہے گا۔

دوسری قسم کی آیات متشابہات ، یعنی وہ آیات جن کے مفہُوم میں اشتباہ کی گنجائش ہے:
یہ ظاہر ہے کہ انسان کے لیے زندگی کا کوئی راستہ تجویز نہیں کیا جا سکتا، جب تک کائنات کی حقیقت اور اس کے آغاز و انجام اور اس میں انسان کی حیثیت اور ایسے ہی دُوسرے بُنیادی اُمور کے متعلق کم سے کم ضروری معلومت انسان کو نہ دی جائیں۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جو چیزیں انسان کے حواس سے ماورا ہیں ، جو انسانی علم کی گرفت میں نہ کبھی آئی ہیں ، نہ آسکتی ہیں، جن کو اس نے نہ کبھی دیکھا، نہ چھُوا ، نہ چکھا، اُن کے لیے انسانی زبان میں نہ ایسے الفاظ مل سکتے ہیں جو اُنہی کے لیے وضع کیے گئے ہوں اور نہ ایسے معروف اسالیبِ بیان مِل سکتے ہیں ، جن سے ہر سامع کے ذہن میں ان کی صحیح تصویر کھنچ جائے۔ لامحالہ یہ ناگزیر ہے کہ اس نوعیت کے مضامین کو بیان کر نے کے لیے الفاظ اور اسالیبِ بیان وہ استعمال کیے جائیں، جو اصل حقیقت سے قریب تر مشابہت رکھنے والی محسُوس چیزوں کے لیے انسانی زبان میں پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ مابعد الطبیعی (metaphysical) مسائل کے بیان میں قرآن کے اندر ایسی ہی زبان استعمال کی گئی ہے اور متشابہات سے مراد وہ آیات ہیں ، جن میں یہ زبان استعمال ہوئی ہے۔

لیکن اِس زبان کا زیادہ سے زیادہ فائدہ بس اتنا ہی ہو سکتا ہے کہ آدمی کو حقیقت کے قریب تک پہنچا دے یا اس کا ایک دُھندلا سا تصوّر پیدا کردے۔ ایسی آیات کے مفہوم کو متعین کرنے کی جتنی زیادہ کوشش کی جائے گی ، اتنے ہی زیادہ اشتباہات و احتمالات سے سابقہ پیش آئے گا، حتٰی کہ انسان حقیقت سے قریب تر ہونے کے بجائے اَور زیادہ دُور ہوتا چلا جائے گا۔ پس جو لوگ طالبِ حق ہیں اور ذوقِ فضول نہیں رکھتے، وہ تو متشابہات سے حقیقت کے اُس دُھندلے تصوّر پر قناعت کر لیتے ہیں جو کام چلانے کے لیے کافی ہے اور اپنی تمام تر توجہ محکمات پر صرف کرتے ہیں، مگر جو لوگ بُوالفضول یا فتنہ جو ہوتے ہیں ، اُن کا تمام تر مشغلہ متشابہات ہی کی بحث و تنقیب ہوتا ہے-(تفہیم القرآن)

اللہ کےخوبصورت نام اور صفات عالیہ:

اللہ کے خوبصورت نام اور صفات عالیہ کی تعداد غیر محدود ہے، جن میں کم وبیش 125 قرآن وسنت میں وارد ہوئے ہیں۔ 99 کی تعداد بہت مشہور ہے، لیکن اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ کی مزید کوئی صفت نہیں ہے۔ اللہ کے سب سے کامل اوصاف ہیں، اللہ کو کسی بھی ایسے نام ، صفات کمال سے پکارا جاسکتا ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کے شایان شان ہوں:

"کہہ دو اللہ کہہ کر یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس نام سے پکاروسب اسی کے عمدہ نام ہیں"(قرآن7:110 ،20:8, 59:24); "اور اللہ ہی کے لیے اچھے اچھے نام ہیں اسے انہی کے ذریعہ سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں کجروی کرتے ہیں۔ عنقریب انہیں ان کے کئے کا بدلہ مل جائے گا۔" (7:180)
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:بے شک اللہ تعالیٰ کے ننانوےنام ہیں ،سو سے ایک کم ،جس نے انہیں سیکھا اور انہیں یاد کیا اور ان پر عمل کیا وہ جنت میں جائے گا۔(صحیح بخاری: 2736 ،صحیح مسلم: 7762)- اس حدیث کامطلب یہ ہرگز نہیں کہ اللہ تعالی کے ننانوے ناموں کے علاوہ کوئی نام ہی نہیں، بلکہ اس حدیث کا مطلب ہے کہ جو ننانوے نام یاد کریگا وہ جنت میں جائے گا۔

اسماء الحسنی

الله * الرحمن* الرحيم* الملك* القدوس * السلام * المؤمن * المهيمن* العزيز* الجبار* المتكبر* الخالق* البارئ * المصور* الغفار* القهار* الوهاب* الرزاق* الفتاح* العليم * القابض* الباسط* الخافض * الرافع * المعز * المذل* السميع * البصير* الحكم * العدل* اللطيف * الخبير* الحليم* العظيم * الغفور* الشكور* العلي* الكبير* الحفيظ * المقيت* الحسيب* الجليل* الكريم * الرقيب* المجيب* الواسع * الحكيم * الودود* المجيد* الباعث* الشهيد * الحق* الوكيل * القوي* المتين* الولي * الحميد* المحصي* المبدئ * المعيد* المحيي* المميت* الحي* القيوم* الواجد* الماجد* الواحد* الأحد * الصمد* القادر* المقتدر* المقدم * المؤخر* الأول * الآخر * الظاهر* الباطن* الوالي* المتعالي* البر* التواب * المنتقم* العفو* الرءوف* مالك الملك * ذوالجلال والإكرام* الرب* المقسط * الجامع * الغني* المغني * المانع* الضار* النافع * النور* الهادي* البديع* الباقي* الوارث* الرشيد * الصبور*

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، رحمن، رحیم، بادشاہ، برائیوں سے پاک، بے عیب، امن دینے والا، محافظ، غالب، زبردست، بڑائی والا، پیدا کرنے والا، جان ڈالنے والا، صورت دینے وال، درگزر فرمانے والا، سب کو قابو میں رکھنے والا، بہت عطا فرمانے والا، بہت روزی دینے والا، سب سے بڑا مشکل کشا، بہت جاننے والا، روزی تنگ کرنے ولا، عزت دینے والا، ذلت دینے والا، سب کچھ سننے والا، دیکھنے والا، حاکم مطلق، سراپا انصاف، لطف وکرم والا، باخبر، بردبار، بڑا بزرگ، بہت بخشنے والا، قدردان بہت بڑا، محافظ، قوت دینے والا، کفایت کرنے والا، بڑے مرتبے والا، بہت کرم والا، بڑا نگہبان، دعائیں قبول کرنے والا، وسعت والا، حکمتوں والا، محبت کرنے والا، بڑا بزرگ، مردوں کو زندہ کرنے والا، حاضر وناظر، برحق کار ساز، بہت بڑی قوت والا، شدید قوت والا، مددگار، لائق تعریف، شمار میں رکھنے، پہلی بار پیدا کرنے والا، دوبارہ پیدا کرنے والا، موت دینے والا، قائم رکھنے والا، پانے والا، بزرگی والا، تنہا، بے نیاز، قادر، پوری طاقت والا، آگے کرنے والا، پیچھے رکھنے والا، سب سے پہلے، سب کے بعد، ظاہر، پوشیدہ، متصرف، بلند و برتر، اچھے سلوک والا، بہت توبہ قبول کرنیوالا، بدلہ لینے والا، بہت معاف کرنے والا بہت مشفق، ملکوں کا

مالک، جلال واکرام والا، پروردگار، عدل کرنے والا، جمع کرنے والا، بے نیاز، غنی بنانے والا، روکنے والا، ضرر پہنچانے والا، نفع بخش ہدایت دینے والا، بے مثال ایجاد کرنے والا، باقی رہنے والا، نیکی کو پسند کرنے والا، صبر وتحمل والا۔

صفات مجازی بمعنی صفات عطائی:

اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات جو صفات عامہ کہلاتی ہیں مخلوق میں پائی جاتی ہیں، جب ان کا ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے ہو گا تو وہ 'حقیقی' معنی میں استعمال ہوں گی اور شان خالقیت و الوہیت کے مطابق ہوں گی اور جب مخلوق کے لئے ہو گا تو ان کا استعمال 'مجازی اور عطائی' معنی میں ہو گا کیونکہ مخلوق میں جو صفات پائی جاتی ہیں وہ اللہ کی صفات سے اصلاً مشابہ نہیں ہوتیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا کردہ ہوتی ہیں۔ یہ صفات مخلوق کو اس لیے عطا کی گئی ہیں کہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی اعلیٰ صفات کو جہاں تک ممکن ہو معلوم کرنے میں مدد مل سکے گویا یہ صفات الٰہیہ کی معرفت کا ذریعہ اور واسطہ بنتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ صفات جو مخلوق میں پائی جاتی ہیں وہ اس طرح کی ہیں:

فَجَعَلْنَاهُ سَمِيعًا بَصِيرًا(الدھر، 76 : 2) ’’پھر ہم اس کو سننے والا اور دیکھنے والا (انسان) بنا دیتے ہیں۔‘‘

لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ(التوبة،9 : 128)’’بیشک تمہارے پاس تم میں سے (ایک باعظمت) رسول تشریف لائے، تمہارا تکلیف و مشقت میں پڑنا ان پر سخت گراں (گزرتا) ہے۔ (اے لوگو**!**) وہ تمہارے لیے (بھلائی اور ہدایت کے) بڑے طالب و آرزو مند رہتے ہیں (اور) مومنوں کے لئے نہایت (ہی) شفیق، بے حد رحم فرمانے والے ہیں۔‘‘

حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہے :أَنِّي أَخْلُقُ لَكُم مِّنَ الطِّينِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ...(آل عمران، 3 : 49):’’میں تمہارے لیے مٹی سے پرندے کی شکل جیسا (ایک پتلا) بناتا ہوں۔‘‘

وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا(البقرة، 2 : 143)’’اور (ہمارا یہ برگزیدہ) رسول تم پر گواہ ہو۔

کچھ اوصاف حسنہ کا مختصر بیان:-

رَبِّ الْعَالَمِينَ:

رب اللہ کا ایک صفاتی نام جو قرآن شریف میں متعدد بار استعمال ہوا ہے۔ رب کا لفظ عربی زبان میں کیئ معنوں میں بولا جاتا ہے: مالک اور آقا، مربیّ، پرورش کرنے والا، خبر گیری اور نگہبانی کرنے والا، فرمانروا، حاکم ، مدبّر اور منتظم ۔ اللہ تعالیٰ ان سب معنوں میں کائنات کا ربّ ہے۔ رب کا لفظ فقط اللہ سے منسوب ہے:

"سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو (رَبِّ الْعَالَمِينَ) سب جہانوں کا پالنے والا ہے"(قرآن 1:2)

"پس سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو آسمانوں کا رب اور زمین کا رب سارے جہانوں کا رب ہے" (قرآن45:36)

"اپنی پریشانیاں تم (Lord) رب کو سونپ دو۔ پھر وہ تمہا ری نگہبانی کریگا ، وہ اچھے لوگوں کو کبھی بھی شکست سے دوچار ہو نے نہیں دیگا"(55:22 زبور)

وہ سب کا رب ہے، وہی تخلیق کرتا اور سب کو پالتا ہے جس میں تمام مومن، فرمانبردار،ظالم، کافر، باغی سب شامل ہیں- یہ دنیا آزمائش کی جگہ ہے اورمکمل احتساب قیامت کے دن ہو گا ۔

الْقَاهِرُ، الحکیم:

"وہ اپنے بندوں پر کامل اختیارات رکھتا ہے اور دانا اور باخبر ہے"(قرآن :6:18)

اللہ اپنی مخلوق کے نزدیک ہے:" ہم نے انسان کو پیدا کیا ہے اور اس کے دل میں ابھرنے والے وسوسوں تک کو ہم جانتے ہیں۔ ہم اس کی رگِ گردن سے بھی زیادہ اس سے قریب ہیں"(قرآن(50:16) - یعنی اللہ کی قدرت اورعلم نے انسان کو اندر اور باہر سے اس طرح گھیر رکھا ہے کہ اس کی رگ گردن بھی اس سے اتنی قریب نہیں ہے جتنااللہ کا علم اور قدرت اس سے قریب ہے۔ اس کی بات سننے کے لیے اللہ کو کہیں سے چل کر نہیں آنا پڑتا، اس کے دل میں آنے والے خیالات تک کووہ براہ راست جانتا ہے۔ **انسان جہاں بھی ہو ہر وقت اللہ کی گرفت میں ہے:**

"کیا تم کو خبر نہیں ہے کہ زمین اور آسمانوں کی ہر چیز کا اللہ کو علم ہے؟ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ تین آدمیوں میں کوئی سرگوشی ہو اور ان کے درمیان چوتھا اللہ نہ ہو، یا پانچ آدمیوں میں سرگوشی ہو اور ان کے اندر چھٹا اللہ نہ ہو خفیہ بات کرنے والا خواہ اِس سے کم ہوں یا زیادہ، جہاں کہیں بھی وہ ہوں، اللہ ان کے ساتھ ہوتا ہے پھر قیامت کے روز وہ ان کو بتا دے گا کہ انہوں نے کیا کچھ کیا ہے اللہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے"(58:7 قرآن)

"ہر جگہ جہاں بھی میں جا تا ہوں تیری رُوح رہتی ہے۔ اے خداوند! میں تجھ سے بچ کر نہیں جا سکتا"(زبور:139:7)

العلیم:

اللہ کا علم مکمل اور لا محدود ہے:

"اُسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا بحر و بر میں جو کچھ ہے سب سے وہ واقف ہے درخت سے گرنے والا کوئی پتہ ایسا نہیں جس کا اسے علم نہ ہو زمین کے تاریک پردوں میں کوئی دانہ ایسا نہیں جس سے وہ باخبر نہ ہو خشک و ترسب کچھ ایک کھلی کتاب میں لکھا ہوا ہے"(6:59 قرآن)

"اُس گھڑی کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ ماؤں کے پیٹوں میں کیا پرورش پا رہا ہے، کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کمائی کرنے والا ہے اور نہ کسی شخص کو یہ خبر ہے کہ کس سرزمین میں اس کی موت آنی ہے، اللہ ہی سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"(قرآن31:34)

"موسیٰ نے کہا "اُس کا علم میرے رب کے پاس ایک نوشتے میں محفوظ ہے میرا رب نہ چُوکتا ہے نہ بھُولتا ہے" (2:52 قرآن)

"خداوند تمہا رے ہر کام کو جسے تو کرتا ہے اچھی طرح دیکھتا ہے۔جہاں تم جا تے ہو وہاں خداوند کی نگاہ ہے"(امثال:5:21)

الخالق:

"وہ اللہ ہی ہے جو تخلیق کا منصوبہ بنانے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورت گری کرنے والا ہے اس کے لیے بہترین نام ہیں ہر چیز جو آسمانوں اور زمین میں ہے اُس کی تسبیح کر رہی ہے، اور وہ زبردست اور حکیم ہے"(59:24 قرآن)

"اِن سے پوچھو، آسمان و زمین کا رب کون ہے؟ کہو، اللہ پھر ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو کیا تم نے اُسے چھوڑ کر ایسے معبودوں کو اپنا کارساز ٹھیرا لیا جو خود اپنے لیے بھی کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتے؟ کہو، کیا اندھا اور آنکھوں والا برابر ہوا کرتا ہے؟ کیا روشنی اور تاریکیاں یکساں ہوتی ہیں؟ اور اگر ایسا نہیں تو کیا اِن ٹھیرائے ہوئے شریکوں نے بھی اللہ کی طرح کچھ پیدا کیا ہے کہ اُس کی وجہ سے اِن پر تخلیق کا معاملہ مشتبہ ہو گیا؟ کہو، ہر چیز کا خالق صرف اللہ ہے اور وہ یکتا ہے، سب پر غالب! " (قرآن13:16)

"اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہی ہر چیز پر نگہبان ہے" (قرآن39:62)

"لوگو، تم پر اللہ کے جو احسانات ہیں انہیں یاد رکھو کیا اللہ کے سوا کوئی اور خالق بھی ہے جو تمہیں آسمان اور زمین سے رزق دیتا ہو؟ کوئی معبود اُس کے سوا نہیں، آخر تم کہاں سے دھوکا کھا رہے ہو؟ "(35:3 قرآن)

"کیا وہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اِس پر قادر نہیں ہے کہ اِن جیسوں کو پیدا کر سکے؟ کیوں نہیں، جبکہ وہ ماہر خلاق ہے"(36:81 قرآن)

"یہ ہے اللہ تمہارا رب، کوئی خدا اس کے سوا نہیں ہے، ہر چیز کا خالق، لہٰذا تم اسی کی بندگی کرو اور وہ ہر چیز کا کفیل ہے" (قرآن: 6:102)

"کیا تو نہیں جانتا ہے ؟ کیا تو نہیں سنا ہے؟ کہ خدا وند ہمیشہ رہنے والا خدا ہے، ساری زمین کا خالق ہے۔ وہ نہ تھکتا ہے اور نہ ہی پریشان ہوتا ہے۔ کوئی بھی شخص اس کی دانشمندی کو پوری طرح سمجھ نہیں سکتا ہے۔"(یسعیاہ: 40:28)

غیر مخلوق:

اللہ کو ہر بات کا علم ہے مگرایسے نہیں جیسے انسانوں کا علم ہو۔ وہ طاقتور ہے مگر انسانوں کی طرح نہیں۔ وہ شیئے ہے مگر دوسری اشیاء کی طرح نہیں،اس کو شیئےکہنے کا مقصد صرف اس کے وجود کی حقیقت کا اقرار کرنا ہے۔ اس کا نہ جسم ہے نہ مادہ، وہ لا محدود ہے، نہ اس کے مخالف نہ اس کی مثال دی جا سکتی ہے۔انسان کو تخلیق کے لئے اشیاء کی ضرورت ہوتی ہے، ترکھان کو ایک میز بنانے کے لیئے لکڑی، کیل ، اوزاراور باقی سامان درکار ہوتا ہے مگر اللہ کسی مادہ یا اشیاء کے بغیر تخلیق کرتا ہے۔ اس کو تخلیق سے پہلے ہی ابدی علم ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا پردہ نور ہے ، اگر وہ اس کو ہٹا دیتا تو اس اس کے جلال سے تمام کچھ جل جاتا (مفہوم- مسلم ، ابن ماجہ)- اللہ اور اس کی صفات واضح طور پرانسانی الفاظ میں بیان کرنا ممکن نہیں۔

الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ:

قرآن میں ارشاد ہے: " وہی اول بھی ہے اور آخر بھی، ظاہر بھی ہے اور مخفی بھی، اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے" (قرآن 57:3)

اور بائبل میں لکھا ہے :"یہ دُنیا اور آسمان نیست ونابود ہو جا ئیں گے۔ لیکن تو ابد تک زندہ رہے گا۔ وہ لباس کی مانند پرانے ہو جا ئیں گے۔ لباس کی مانند ہی تُو اسے بدلے گا۔ وہ سبھی بدل دیئے جا ئیں گے۔ اے خدا ! لیکن تُو کبھی نہیں بدلتا۔ تُو ابد تک زندہ رہے گا"۔(زبور:27-102:26)

اللہ ظاہر ہے اس کے وجود کےلا تعداد ثبوت کائنات میں ہر طرف موجود ہیں- مگر اللہ مخفی ہے اس حد تک کہ انسانی عقل اس کی ذات پاک کا احاطہ نہیں کر سکتی، نہ ہی اس کو اس دنیا میں دیکھا جا سکتا ہے- یعنی جب کچھ نہ تھا تو وہ تھا اور جب کچھ نہ رہے تو وہ رہے گا۔ وہ سب ظاہروں سے بڑھ کر ظاہر ہے ، کیونکہ دنیا میں جو کچھ بھی ظہور ہے اسی کی صفات اور اسی کے افعال اور اسی کے نور کا ظہور ہے ۔ اور وہ ہر مخفی سے بڑھ کر مخفی ہے ، کیونکہ حواس سے اس کی ذات کو محسوس کرنا تو درکنار، عقل و فکر و خیال تک اس کی کنہ و حقیقت کو نہیں پا سکتے ۔ اس کی بہترین تفسیر نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی ایک دعا کے یہ الفاظ ہیں جنہیں امام احمد، مسلم، ترمذی، اور بیہقی نے حضرت ابو ہریرۃؓ سے اور حافظ ابو یعلیٰ موسلی نے اپنی مسند میں حضرت عائشہؓ سے نقل کیا ہے :

"تو ہی پہلا ہے ، کوئی تجھ سے پہلے نہیں ، تو ہی آخر ہے ، کوئ تیرے بعد نہیں ، تو ہی ظاہر ہے کوئی تیرے تجھ سے اوپر نہیں، تو ہی باطن ہے ، کوئی تجھ سے مخفی تر نہیں"۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں اہل جنت اور اہل دوزخ کے لیے خلود اور ابدی زندگی کا جو ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ یہبات کیسے نبھ سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخر ہے ، یعنی جب کچھ نہ رہے گا تو وہ رہے گا؟ اس کا جواب خود قرآن مجید ہی میں موجود ہے کہ كُلُّ شَىْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (القصص-88)۔ یعنی ’’ ہر چیز فانی ہے اللہ کی ذات کے سوا‘‘۔ دوسرے الفاظ میں ذاتی بقا کسی مخلوق کے لیے نہیں ہے ۔ اگر کوئی چیز باقی ہے یا باقی رہے تو وہ اللہ کے باقی رکھنے ہی سے باقی ہے ۔ اور اس کے باقی رکھنے ہی سے باقی رہ سکتی ہے ، ورنہ بذات خود اس کے سوا سب فانی ہیں ۔ جنت اور دوزخ میں کسی کو خلو د اس لیے نہیں ملے گا کہ وہ بجائے خود غیر فانی ہے ، بلکہ اس لیے ملے گا کہ الہ اس کو حیات ابدی عطا فرمائے گا۔ یہی معاملہ فرشتوں کا بھی ہے کہ وہ بذات خود غیر فانی نہیں ہیں ۔ جب اللہ نے چاہا تو وہ وجود میں آئے، اور جب تک وہ چاہے اسی وقت تک وہ موجود رہ سکتے ہیں ۔(تفہیم القرآن)

کچھ مسیحی سمجھتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا ئی کا دعوی کیا جب کہا:

"میں الفا اور اومیگا ہوں میں وہی ہوں جو تھا اور جو آنے وا لا ہے ،میں قادر مطلق ہوں۔"(مکاشفہ 1:8)

یہ خدا کی صفات ہیں، مگر RSV سٹنڈرڈ بائبل میں ماہرین بائبل نے ترجمہ کو درست کیا اور لکھا:

"I am the Alpha and the Omega," says the Lord God, who is and who was and who is to come, the Almighty.(Revelation;1:8, RSV)

ترجمہ :"میں 'الفا' اور 'اومیگا' ہوں؛ خدا ، رب کہتا ہے، وہی ہوں جو تھا اور جو آنے وا لا ہے ،میں قادر مطلق ہوں۔"(RSV مکاشفہ 1:8)۔ یہ اصلاح نیو امریکن کیتھولک بائبل میں بھی کی گئی۔ لہٰذا اس اصلاح کے بعد یہ واضح ہو جاتا ہے کہ خدا کا ایک بیان غلطی سے حضرت عیسی علیہ السلام سے منسوب کیا گیا تھا۔ بائبل میں خدا کو "غائب" کہ گیا ہے(ایوب:(9-23:8)، سمجھ سے بالا تر(ایوب:11:7;37:23زبور:145:3یسعیاہ40:28)۔

مخلوق سے مشابہت نہیں:

مسلمان اللہ کی جسمانی تشریح کے نقطہ نظر کو مسترد کرتے ہیں۔ اللہ اپنی حکمت و تدبر میں وحدہ لا شریک وہ کسی مخلوق سے مشابہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اللہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے اس پر یقین اپر ایمان لازم ہےکسی کمی یا اضافہ کے بغیر۔

اللہ تعالیٰ معبودہے جو واحد اور احد ہے جس جیسا کوئی نہیں جس کا کوئی وزیر نہیں جس کا کوئ شریک نہیں جس کا کوئی ہمسر نہیں جس کا کوئی ہم جنس نہیں جس کا برابر اور کوئی نہیں جس کے سوا کسی میں الوہیت نہیں ۔ وہ اپنی صفتوں میں اور اپنے حکمت بھرے کاموں میں یکتا اور بےنظیر ہوتا ہے۔ وہ 'صمد' ہے یعنی ساری مخلوق اس کی محتاج ہے اور وہ سب سے بےنیاز ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ صمد وہ ہے جو اپنی سرداری میں، اپنی شرافت میں، اپنی بندگی اور عظمت میں، اپنے علم و علم میں، اپنی حکمت و تدبر میں سب سے بڑھا ہوا ہے۔ یہ صفتیں صرف اللہ تعالیٰ جل شانہ میں ہی پائی جاتی ہیں ۔ اس کا ہمسر اور اس جیسا کوئی اور نہیں وہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سب پرغالب ہے اور اپنی ذات و صفات میں یکتا اور بینظیر ہے، صمد کے یہ معنی بھی کئے گئے ہیں کہ جو تمام مخلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے، جو ہمیشہ کی بقا والا سب کی حفاظت کرنے والا ہو جس کی ذات لازول اور غیر فانونی ہو ۔ حضرت عکرمہ فرماتے ہیں صمد وہ ہے جو نہ کچھ کھائے نہ اس میں سے کچھ نکلے۔ یہ معنی بھی بیان کئے گئے ہیں کہ نہ اس میں سے کچھ نکلے نہ وہ کسی میں سے نکلے یعنی نہ اس کی اولاد ہو نہ ماں باپ ۔ کل صفتیں ہمارے رب عزوجل میں ہیں اس کی طرف سب محتاج بھی ہیں وہ سب سے بڑھ کر سردار اور سب سے بڑا ہے۔ وہ ہر چیز کا خلاق مالک ہے پھر اس کی مخلوق اور ملکیت میں سے اس کی برابری اور ہمسری کرنے والا کون ہوگا ؟

لہٰذا جو کچھ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نےاس کے ناموں اور اوصاف کے متعلق فرمایا وہی سچا علم، اور وضاحت ہے۔ لہٰذا، مومن ان کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ تاہم، اسلام دوقسم کے تصورات کو رد کرتا ہے: اول

یہ کہنا یا اس پر ایمان رکھنا کہ؛اللہ کی صفات اس کی مخلوق کے لوگوں کی طرح ہیں اوردوسرا یہ کہناکہ اللہ کی صفات فلاں، فلاں کی طرح ہیں، کیونکہ:"اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے" (112:4)، "میرے جیسا دُنیا میں دُوسرا کو ئی خدا نہیں ہے"(پیدائش؛9:14)

اَلرَّحمن ،الرحیم:

اللہ کی رحمت قرآن کے بڑے موضوعات میں سے ایک ہے- مسلمان قرآن پاک کی تلاوت (سورہ9 کے علاوہ) یا کوئی اچھا کام شروع کرنے سے پہلے پڑھتے ہیں: بسم اللہ الرحمن الرحیم O"شروع اللہ کا نام لے کر جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے"- یہ مسلمانوں کا اپنی زندگی کو اللہ کے لئے وقف کرنےکا اقرار ہے، جس کی رحمت کے وہ امید وار ہیں- "الرحمن الرحیم" ، یہ دونوں نام رحمت سے مشتق ہیں۔ دونوں میں مبالغہ ہے الرحمن میں رحیم سے زیادہ مبالغہ ہے۔ رحمن سے مراد دنیا اور آخرت میں رحم کرنے والا اور رحیم سے مراد آخرت میں رحم کرنے والا ہے۔ ترمذی کی صحیح حدیث ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ میں رحمن ہوں میں نے رحم کو پیدا کیا اور اپنے نام میں سے ہی اس کا نام مشتق کیا۔ اس کے ملانے والے کو میں ملاؤں گا اور اس کے توڑنے والے کو کاٹ دوں گا" - ابن عباس فرماتے ہیں "یہ دونوں رحمت و رحم والے ہیں، ایک میں دوسرے سے زیادہ رحمت و رحم ہے۔ رحمن اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اس کے سوا کسی دوسرے کا نام نہیں۔ جیسے کہ فرمان ہے کہ اللہ کو پکارو یا رحمن کو جس نام سے چاہو اسے پکارو اس کے بہت اچھے اچھے نام ہیں۔ ایک اور آیت میں ہے (وَسْـَٔـلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ) 43۔ الزخرف:45) یعنی ان سے پوچھ لو تجھ سے پہلے ہم نے جو رسول بھیجے تھے کیا انہوں نے رحمن کے سوا کسی کو معبود کہا تھا کہ ان کی عبادت کی جائے- اللہ تعالیٰ کے بعض نام تو ایسے ہیں کہ دوسروں پر بھی ہم معنی ہونے کا اطلاق ہو سکتا ہے اور بعض ایسے ہیں کہ نہیں ہو سکتا جیسے اللہ اور رحمن، خالق اور رزاق وغیرہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنا پہلا نام اللہ پھر اس کی صفت رحمن سے کی۔ اس لئے کہ رحیم کی نسبت یہ زیادہ خاص ہے اور زیادہ مشہور ہے۔ قاعدہ ہے کہ اول سب سے زیادہ بزرگ نام لیا جاتا ہے، اس لئے سب سے پہلے سب سے زیادہ خاص نام لیا گیا پھر اس سے کم۔ پھر اس سے کم۔ رحمن و رحیم صرف اللہ تعالیٰ ہی کا نام ہے۔

انسان اپنی فطری کمزوریوں کی وجہ سے شیطان کے چنگل میں پھنس جاتا ہے، پھر جب اس کو اپنی غلطی اور گناہ کا احساس ہوتا ہے تو اللہ کے سامنے جھک جاتا ہے، رحمان سے رحم کا طلبگار ہوتا ہے- اللہ انسان کو مایوس نہیں کرتا اور اس کی سچی توبہ قبول فرماتا ہے کیونکہ اس نے رحمت کو اپنے اپر واجب کرلیا ہے:

"جب تمہارے پاس وہ لوگ آئیں جو ہماری آیات پر ایمان لاتے ہیں تو ان سے کہو "تم پر سلامتی ہے تمہارے رب نے رحم و کرم کا شیوہ اپنے اوپر لازم کر لیا ہے یہ اس کا رحم و کرم ہی ہے کہ اگر تم میں سے کوئی نادانی کے ساتھ کسی برائی کا ارتکاب کر بیٹھا ہو پھر اس کے بعد توبہ کرے اور اصلاح کر لے تو وہ اُسے معاف کر دیتا ہے اور

نرمی سے کام لیتا ہے" (قرآن6:54)؛ "اور وہ بخشنے والا ہے، محبت کرنے والا ہے"(قرآن 85:14)

بائبل میں بھی خدا کی رحمت واضح ہے: (خروج 6-34:7)؛"اے خداوند! یہ زمین تیری شفقّت سے معمور ہے۔ مجھ کو تُو اپنی شریعت کی تعلیم دے۔"(زبور؛119:64)؛"اس لئے اپنے خدا کی جانب لوٹ آؤ۔اس کے لئے سچے بنو۔ بہتر عمل کرو۔اپنے خدا پر ہمیشہ بھروسہ رکھو"(12:6ہوسیع) ؛"میں نے تجھے تھو ڑے وقت کے لئے چھو ڑا تھا لیکن اب میں تجھے پھر سے اپنے پاس بے پناہ رحم کے ساتھ واپس بلا ؤں گا۔"(یسعیاہ:54:7)؛" لیکن خدا بہت رحم والا ہے اور وہ ہم سے بہت زیادہ محبت کر تا ہے۔"(افسیوں;2:4)

اللہ انصاف اور عدل کرنے والا، بخشش کرنے والا اور سب کا مددگار ہے:

اللہ غضب اور قہارہے مگر بہت رحمان اور رحیم ہے۔ "بلکہ خدا تمہارا سرپرست (مَوْلاً) ہے اور و ہ بہترین مدد کرنے والا ہے" (قرآن 3:150)؛ "اللہ کسی پر ذرہ برابر ظلم نہیں کرتا۔ انسان کے پاس نیکی ہوتی ہے تو اسے دوگنا کردیتا ہے اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرتا ہے" (قرآن4:40)؛ "ہم آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش سے ِن کی اور اُن کی سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے"(قرآن17:20)؛ "اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا اور یقینا جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلّت کے ساتھ جہّنم میں داخل ہوں گے (قرآن40:60)؛ "کہہ دیجئے کہ میرے پروردگار نے انصاف کا حکم دیا ہے"(7:29قرآن);"بیشک اللہ عدل ,احسان اور قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیتا ہے اور بدکاری ,ناشائستہ حرکات اور ظلم سے منع کرتا ہے کہ شاید تم اسی طرح نصیحت حاصل کرلو" (قرآن16:90)

ایک حدیث قدسی جو صحیح بخاری اور مسلم میں بیان ہے، اس کےمفہوم کے مطابق اگر کوئی بندہ گناہ کرتا ہے پھر اس گناہ پر نادم ہو کر اور اس کے نہ کرنے پر عزم کرتے ہوئے اللہ سے اس گناہ کی بخشش طلب کرتا ہے تو اللہ اسے معاف فرما دیتا ہے، اوراور بار بار معاف کرتا ہے یعنی کہ جب اس نے بارگاہ الہی میں توبہ واستغفار کر لیا تو اس کے گناہ کی مغفرت ہوگئی۔۔

بائبل میں ارشاد ہے :"خدا قادر مطلق عظیم ہے ہم اسے سمجھ نہیں سکتے ہیں۔ خدا بہت ہی زور آور ہے، لیکن وہ ہم لوگوں کے لئے منصف بھی ہے۔ خدا ہم لوگوں کو نقصان پہنچا نا پسند نہیں کرتا" (ایوب؛37:23).

یوم حساب کو وہ واحد منصف ہوگا جو انصاف سے لوگوں کے فیصلے کرے گا۔

اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے:

اللہ مکمل طور پر خود مختار اور ما لک کل ہے، وہ کسی کی مرضی کا پابند نہیں، مگر اس نے خود اپنی رحمت کو اپنے پر واجب کیا ہے: "اور اللہ اسی طرح جو چاہتا ہے پیدا

کرتا ہے۔ جب وہ کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو ارشاد فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے ۔(قرآن3:47)- اللہ نے نیکی اور برائی میں فرق انسان کی فطرت میں ڈال دیا: "قسم ہے نفس کی اور اسے درست کرنے کی، پھر اللہ تعالیٰ نے اس نفس کو برائی سے بچنے اور پرہیز گاری اختیار کرنے کی سمجھ عطا فرمائی۔ پھر اس پر اس کی بدی اور اس کی پرہیز گاری واضح کر دی۔ بے شک وہ کامیاب ہو گیا جس نے نفس کو پاکیزہ بنا لیا۔ اور نا مراد ہوا وہ جس نے اس کو آلودہ کیا۔(91:7,8,9,10)-" اور اللہ اپنی نصرت سے جس کو چاہتا ہے مدد دیتا ہے۔(قرآن 3:13);" فضل و کرم خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا عطا کرتا ہے اور وہ صاحبِ وسعت بھی ہے اور صاحبِ علم بھی" (قرآن:73: 3)؛بلکہ اللہ ہی جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے اور ان پر دھاگے برابر بھی ظلم نہیں ہوگا۔(قرآن 4:49)؛ اللہ جیسا چاہتا ہے حکم دیتا ہے ۔(قرآن 5:1)؛ زمین تو اللہ کی ہے وہ اپنےبندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس کا مالک بنا تا ہے۔(قرآن 7:12)؛ اللہ جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور (جس کو چاہتا ہے) قائم رکھتا ہے ۔(قرآن 13:39)؛ جس کو چاہتا ہےاپنی رحمت میں داخل کر لیتا ہے۔ اور ظالموں کے لیے اس نے دکھ دینے والا عذاب تیار کر رکھا ہے۔(قرآن 76:31)؛"اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انھیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے"(قرآن29:69)-

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ انسان کی مدد کرتا ہے اگر وہ نیکی کی راہ پرچلتا ہے، جو گمراہی اختیار کرتا ہے تو وہ خود ذمہ دار ہے- مکمل طاقتور ہونے کے باوجود،اللہ بنی نوع انسان پر ظلم نہیں کرتا ہے، بلکہ انسان خود ہی اللہ کا باغیاور نافرمان ہو کر اپنے آپ پر ظلم کرتا ہے :"اللہ انسانوں پر ذرّہ برابر ظلم نہیں کرتا ہے بلکہ انسان خود ہی اپنے اوپر ظلم کیا کرتے ہیں"(قرآن10:44)

الطیف و الخبیر:

اللہ لطیف ہے کہ وہ آنکھ کو دکھائی نہیں دیتا، اتنا باریک ہے کہ اس کو حواس سے محسوس نہیں کیا جا سکتا- وہ انسانی تصورسے ذہنی اور روحانی طور پر بہت بلند ہے- مگر وہ ہربات سے با خبر ہے- انسانی نظر کے لیئے اس کودنیا میں دیکھنا ممکن نہیں- اللہ کا ارشا د ہے:"وہی اللہ تمہارا پروردگار ہے جس کے علاوہ کوئی خدا نہیں -وہ ہر شے کا خالق ہے اسی کی عبادت کرو .وہی ہر شے کا نگہبان ہے نگاہیں اسے پا نہیں سکتیں اور وہ نگاہوں کا برابر ادراک رکھتا ہے کہ وہ لطیف بھی ہے اور خبیر بھی ہے" -(6:102,103)

بائبل بھی تصدیق کرتی ہے کہ خدا کو دیکھنا, ناممکن ہے:(یوحنا:1:18,1 تِیمُتھِیُس;6:16,خروج ;33:20)-

حضرت موسیٰ علیہ سلام نے اللہ سے دیدار کی درخواست کی:" پروردگار نے کہا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے۔ ہاں پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ اپنی جگہ قائم رہا تو تم مجھے دیکھ سکو گے۔ جب ان کا پروردگار پہاڑ پر نمودار ہوا تو (تجلی انوارِ

ربانی) نے اس کو ریزہ ریزہ کردیا اور موسیٰ بےہوش ہو کر گر پڑے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ تیری ذات پاک ہے اور میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں اور جو ایمان لانے والے ہیں ان میں سب سے اول ہوں"(7:143)- البتہ آخرت کا معاملہ الگ ہے:" اُس روز کچھ چہرے تر و تازہ ہونگے اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہونگے"(75:22,23)- یہ کسی بھی تجسم یا مفہوم کے ساتھ تشبیہ یا تقابل کے بغیر کیونکہ اس کا اور اس کی مخلوق کے درمیان ایک مقررہ حد فاصل حائل ہے، کسی بھی تصور کے معیار یا مقدارکے بغیر-
بائبل میں لکھا ہے :"لیکن اگر میں مشرق کو جاؤں ، تو خدا وہاں نہیں ہے اور اگر میں مغرب کو جاؤں ، تو بھی خدا مجھے نہیں نظر آتا ہے -خدا جب شمال میں مصروف رہتا ہے تو میں اسے دیکھ نہیں پا تا ہوں۔ جب خدا جنوب کو مڑ تا ہے ، تو بھی وہ مجھ کو نظر نہیں آتا ہے۔"(ایوب؛23:8-9)
الله اور اس کے نام وصفات پرایمان ، فرد کے دل میں خدا کی محبت اورعظمت پیدا کرتا ہے- اس کے نتیجہ میں اس میں الله کی ہدایات کی اطاعت اور اس کی نواہی سے گریزکی عادت پیدا ہو جاتی ہے- یہہی اس زندگی اور آخرت میں فرد اور معاشرہ کی کامیابی اور حقیقی خوشی کا ذریعہ ہے:
"جو شخص بھی نیک عمل کرے گا، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، بشر طیکہ ہو وہ مومن، اسے ہم دنیا میں پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ایسے لوگوں کو ان کے اجر ان کے بہترین اعمال کے مطابق بخشیں گے"(قرآن 16:97)

خداکی تخلیق اورنشانیوں کے مشاہدہ سے وجود کا اقرار:
الله کا انسانی آنکھ یا حواس خمسہ سے مشاہدہ نہیں کیا جا سکتا (7:143) ،پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھرانسان کیسے اس کے وجود کو مان لے؟ الله کا فرمان ہے: " (ان کفار سے) کہو دیکھو تو زمین اور آسمانوں میں کیا کچھ ہے۔ مگر جو لوگ ایمان نہیں رکھتے ان کی نشانیاں اور ڈروائے کچھ کام نہیں آتے "(قرآن10:101)؛ "زمین اور آسمانوں میں کتنی ہی نشانیاں ہیں جن پر سے یہ لوگ گزرتے رہتے ہیں اور ذرا توجہ نہیں کرتے (قرآن12:105):
ایک سادہ مثال کی مدد سے پہچان واضح ہو تی ہے:
اگر کوئی شخص ساحل سمندر پر کھڑا ہے اور ریت پر قدموں کے نشانات دیکھتا ہے توفوری طور پر اس کے ذہن میں یہ خیال آتا ہے کہ کوئی شخص یہاں سے گزرا ہے- کوئی با شعور یہ نہیں کہے گا کہ یہ نشانات سمندری لہروں اور ہوا کے آپس میں تعلق سے وجود پزیر ہوئے- یہ بات بلکل واضح ہے کہ ایک خاص شکل، سائیزکے قدموں کے نشانات، مخصوص وقفہ پر عام طور پرانسانی قدموں سے بنتے ہیں-مزید تحقیق سے تجربہ کار لوگ (کھوجی) قدموں کے نشانات کے سائز، گہرائی وغیرہ سے بہت کچھ بتلا دیتے ہیں- مجرموں کی تلاش کے لئے عموماً کھوجی کی مدد حاصل کی جاتی

تھی۔ وہ زمین پر قدموں کے نشان دیکھ کر بتا دیتے تھے کہ مجرم چلتا کس طرح ہے۔اس کا وزن اور عمر اندازاً کتنی ہے، اس کی شخصیت کے کون سے منفرد پہلو ہیں؟ کھوجی کے اس قیاس کی مدد سے پولیس کو مجرم کا حلیہ تیار کرنے اور اسے پکڑنے میں نہایت مدد ملتی تھی۔ کھوجیوں کے اندازے اکثر اوقات حیرت انگیز حد تک درست ہوتے تھے۔ کھوجی اپنے ہنر میں اتنے ماہر تھے کہ وہ جانوروں کے کھروں کے نشان دیکھ کر ان کے بارے میں غیر معمولی حد تک درست اندازہ لگا لیتے تھے۔ مثلاً یہ کہ گھوڑے یا دوسرے کسی دوسرے جانور کی جسامت کیسی ہے، وزن کتنا ہے، اس کے چلنے کا قدرتی انداز کیا ہے اور اس پر سوار شخص اسے کس انداز میں چلانے کی کوشش کی تھی؟

کسی فردکو آنکھ سے د یکھے بغیر، صرف ایک نشانی (قدموں کے نشان) دیکھ کراس کے متعلق اتنی زیادہ تفصیلات معلوم ہو سکتی ہیں۔

اسی طرح فرنزک ماہرین(forensic experts)، کسی جرم یا حادثہ کی جگہ سے خون، فنگر پرنٹ،بال وغیرہ کے معائینہ اور لیبارٹری ٹیسٹ کے بعد کسی مشکوک شخص کے DNA سے تقابل کے بعد بتلا دیتے ہیں کہ وہ شخص وہاں موجود تھا یا نہیں، یہ سائنسی شہادت جو 'نشانیوں' سے حاصل ہوتی ہے عدالت میں بھی قابل قبول ہے۔

خدا کے وجود کی حقانیت پر مختلف فلسفیانہ دلائل کا ذکر کیا گیا، جن میں؛ دلائل وجوبات (Priori Argument)، تجربے سے دلائل (Posteriori Argument)،'کائناتی دلائل (Cosmological Argument)،ڈیزائن سے دلیل (Teleological Argument)، خدا کے تصور سے خدا کی حقیقت، (Ontological Arguments)، خلاقیات اور احتمال دلائل(Morality and Probability Arguments)اور 'مذہبی تجربہ' وغیرہ شامل ہیں۔ یہ دلائل اسلامی روایات سے بھی ثابت ہیں۔ اب لوگوں کا کام ہے کہ وہ اپنے ارد گرد کائینات کا بغور مشاہدہ کریں اور اللہ کی نشانیوں پرتحقیق و تفکر کریں تو ان کی عقل ایک خدا کی موجودگی کا اعتراف کرے گی۔

کہکشاؤں، ستاروں، سورج، چاند زمین کا وجود، ان کی حرکت ، گردش،، نظام کشش ثقل کے ذریعے ستاروں اور سیاروں میں توازن، رات اور دن کا بدلنا، ، ہواؤں کی تیزی او بارش، زندگی وموت اور بہت کچھ جو ہم دیکھ اور محسوس کر سکتے ہیں اور نہیں۔ ان سب کا وجود اور وقوع محض اتفاق یا حادثہ کا نتیجہ نہیں ہوسکتا۔ کوئی ایسی طاقتور عظیم ہستی ہے جس نے یہ سب کچھ کسی مقصد کے لیئے تخلیق کیا اور اس کائنات کو چلانے کے لیئے قوانین بنائے؛ وہ اللہ ہے، زبردست، سب سے طاقتور۔قرآن انسانوں کی توجہ ان نشانیوں کی طرف مبذول کرتا ہے:

"حقیقت یہ ہے کہ آسمانوں اور زمین میں بے شمار نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لیے اور تمہاری اپنی پیدائش میں، اور اُن حیوانات میں جن کو اللہ (زمین میں) پھیلا رہا ہے، بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو یقین لانے والے ہیں اور شب و روز کے فرق و اختلاف میں، اور اُس رزق میں جسے اللہ آسمان سے نازل فرماتا ہے پھر اس کے

ذریعہ سے مردہ زمین کو جِلا اٹھاتا ہے، اور ہواؤں کی گردش میں بہت نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو عقل سے کام لیتے ہیں"(قرآن 45:3,4,5)

"اس نے زمین اور آسمانوں کی ساری ہی چیزوں کو تمہارے لیے مسخر کر دیا، سب کچھ اپنے پاس سے اِس میں بڑی نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو غور و فکر کرنے والے ہیں" (45:13 قرآن)

"دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے وہی زندہ کو مُردہ سے نکالتا ہے اور وہی مُردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے یہ سارے کام کرنے والا اللہ ہے، پھر تم کدھر بہکے چلے جا رہے ہو؟ پردہ شب کو چاک کر کے وہی صبح نکالتا ہے اُسی نے رات کو سکون کا وقت بنایا ہے اُسی نے چاند اور سورج کے طلوع و غروب کا حساب مقرر کیا ہے یہ سب اُسی زبردست قدرت اور علم رکھنے والے کے ٹھیرائے ہوئے اندازے ہیں اور وہی ہے جس نے تمہارے لیے تاروں کو صحرا اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ معلوم کرنے کا ذریعہ بنایا دیکھو ہم نے نشانیاں کھول کر بیان کر دی ہیں اُن لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے ایک متنفس سے تم کو پید ا کیا پھر ہر ایک کے لیے ایک جائے قرار ہے اور ایک اس کے سونپے جانے کی جگہ یہ نشانیاں ہم نے واضح کر دی ہیں اُن لوگوں کے لیے جو سمجھ بوجھ رکھتے ہیں اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائی، پھر اس سے ہرے ہرے کھیت اور درخت پیدا کیے، پھر ان سے تہ بہ تہ چڑہے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے پھلوں کے گچھے کے گچھے پیدا کیے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں، اور انگور، زیتون اور انار کے باغ لگائے جن کے پھل ایک دوسرے سے ملتے جلتے بھی ہیں اور پھر اُن کے پکنے کی کیفیت ذرا غور کی نظر سے دیکھو، اِن چیزوں میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لیے جو ایمان لاتے ہیں"(قرآن6:95-99)

جیسے جیسے دن بدن سائینس ترقی کر رہی ہے، کائنات کے اسرار اور انسانی ذات کے راز کھل رہے ہیں: "ہم انہیں نشانیاں دکھائیں گے آفاق و کائنات میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہ (اللہ) بالکل حق ہے۔ کیا تمہارے پروردگار کے لئے یہ امر کافی نہیں ہے کہ وہ ہر چیز پر شاہد ہے"۔ (قرآن 41:53)

باب 8
قرآن - ابدی نشانی (معجزہ)

قدیم دور میں، اللہ تعالیٰ نےاپنے رسولوں کو ان کی رسالت کے ثبوت کے طور پرمعجزات عطا کیا کرتا تھا، بہت سے لوگ ان پر یقین رکھتے مگر کئی لوگ ان کا انکار کرتے- معجزہ کو انسانی منطق اوردلیل پرسبقت حاصل تھی- عام تعریف معجزہ کی یہی ہے کہ ہر وہ چیز جو عام زندگی کے بر خلاف ہو اور جس کی انسان کے پاس کوئی تشریح نہیں ہوتی- بعض جاہل لوگ نبیوں سے عجیب و غریب مطالبات کرتے:
"نادان کہتے ہیں کہ اللہ خود ہم سے بات کیوں نہیں کرتا یا کوئی نشانی ہمارے پاس کیوں نہیں آتی؟ ایسی ہی باتیں اِن سے پہلے لوگ بھی کیا کرتے تھے اِن سب (اگلے پچھلے گمراہوں) کی ذہنیتیں ایک جیسی ہیں یقین لانے والوں کے لیے تو ہم نشانیاں صاف صاف نمایاں کر چکے ہیں" (قرآن2:118)

اللہ نے آدم سے لیے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک انسانوں کی ہدایت کے لیئے پیغمبر بھیجے جوصرف اپنی قوم کی رہنمائی کے لیئے تھے اور ان کا پیغام خاص زمانے اور علاقے کےلحاظ سے محدود تھا-اسی وجہ سے ان رسولوں اور انبیاء کو اللہ کی طرف سے ان کی رسالت و نبووت کے ثبوت کے طور پر ان حالات کے مطابق معجزات عطا کیئے جاتے رہے، مگرلوگوں کی شدید جہالت اورگمراہی کی وجہ سے ان کے اثرات دیر پا نہ تھے - کچھ لوگوں نے معجزات کو جادو کہہ کر مسترد کر دیا-

حضرت موسی علیہ السلام اسرائیلیوں کو مصر سے محیرالعقول معجزات اور عجائبات کے بعد نکال کر لائے، لیکن مصیبت سے نجات کے فورا بعد ہی اسرائیلی نافرمان ہو گئے اور بچھڑے کی پرستش میں ملوث ہو گئے-اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی طاقت سے بہت معجزات دیکھائےمگر یہودیوں نے آپ کا انکار کیا-

اللہ کا ارشاد ہے: "اور ہم نے اس لیےمعجزات بھیجنے موقوف کر دیےکہ پہلوں نے انہیں جھٹلایا تھا اور ہم نے ثمود کو اونٹنی کا کھلا ہوا معجزہ دیا تھا پھر بھی انہوں نے اس پر ظلم کیا اور یہ معجزات تو ہم محض ڈرانے کے لیے بھیجتے ہیں"(قرآن17:59)-

اللہ کا طریقه ہے کہ اگر لوگ ثبوت کے طور پر معجزات کا مطالبہ کریں، اور جب معجزات ظہور پزیر ہونے کے بعد،ایمان لانے سے انکار کریں تو وہ اللہ کی طرف سے سزا اور عذاب کے مستحق ہوتے ہیں، ان پر مختلف طرح سے عذاب نازل ہوتا ہے-

مگر بائبل (انجیل) میں معجزات کو سچائی کے ثبوت سے مستثنیٰ قرار دیا. حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا : "کئی جھو ٹے نبی آکر بہت سے لوگوں کو فریب دینگے-(متی24:11)؛ "خدا کے منتخب لوگوں کو دھوکہ دینے کیلئے ممکن ہے جھوٹے مسیح اورجھوٹے نبی آئینگےاورمعجزےظاہر کرینگے-ان وجوہات کی بناء پر باخبر رہو- ان تمام باتوں کے واقع ہو نے سے پہلے ان تمام کے بارے میں تم کو انتباہ کرتا ہوں-"(مرقس 13:22,23) "تیرے ہی نام سے ہم نےبد رُوحوں کو چھڑایا ہے اور مختلف غیر معمولی کا موں کو انجام دیا ہے- لیکن میں صاف طور پر ان سے کہہ دوں گاکہ اے بد کار لوگو!مجھ سے دور ہو جاؤمیں نے تمہیں کبھی نہیں جا نا ؟"(متی 7:22,23)-

قدیم زمانے میں نبیوں کے معجزات، جن کو اس دور کے لوگوں نے دیکھا، دلیل اور حجت بن سکتے تھے مگر آج کے زمانہ میں ان کو ثابت نہیں کیا جاسکتا- موجودہ دور کے بہت سے عیسائی اور یہودی، بائبل کےانبیاء کی طرف سےمعجزات پر یقین نہیں رکھتے، وہ ان کو دیومالائی داستانیں اور قصے سمجھتے ہیں، کچھ لوگ عقلی اورسائنسی دلائل کے ذریعے معجزات کا جواز پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں-

حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے آخری پیغمبر تھے، ان کو پوری بنی نوع انسانی کی ابدی ہدایت کے لیئے بھیجا گیا: "اے محمدؐ، کہو کہ "اے انسانو، میں تم سب کی طرف اُس خدا کا پیغمبر ہوں جو زمین اور آسمانوں کی بادشاہی کا مالک ہے"(قرآن 7:158)

آخری پیغمبرکے لیئے معجزہ بھی ایسا ہونا چاہیئے جو ابدی، ہر زمانہ کے لیئے- اسلامی تاریخ اور روایات میں درج ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے کئی معجزات ظہور پزیر ہوئے،جن پر مسلمان ایمان رکھتے ہیں- مگر اللہ تعالی نے حکمت الہی سے اپنے آخری رسول اور نبی کے ذریعے ہمیشہ رہنے والی نشانی (معجزہ) قرآن نازل فرمایا جسے کہیں بھی کوئ شخص خود پڑھ کر فیصلہ کر سکتا ہے کہ یہ قرآن، اللہ کا سچا کلام ہے جوابدی دنیا تک انسانیت کے لئے رہنمائی، روشنی اور حکمت کی آخری کتاب ہے:

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

یہ کتاب، اس میں کوئی شک نہیں، (برائی سے) بچنے والوں کے لیے سرا سر ہدایت ہے-(قرآن ;2:2)

"اور یہ قرآن میری طرف بذریعہ وحی بھیجا گیا ہے تاکہ تمہیں اور جس جس کو یہ پہنچے، سب کو متنبہ کر دوں"(قرآن6:19)؛ "اور جب آپ کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ یہ معجزہ کیوں نہ لائے؟ آپ فرما دیجئے! کہ میں تو اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میرے پروردگار کی طرف سے میرے پاس آتا ہے- یہ (قرآن) تمہارے پروردگار کی جانب سے دانش وبصیرت اور مومنوں کے لیے ہدایت اور رحمت ہے""(قرآن 7:203)

اسلام استدلال، مباحثے اور مکالمے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے-

قرآن کائنات کے مقصد، تخلیق اور وجود کی وجہ، اساس اور منطقی دلائل فراہم کرتا ہے- یہ خدا کی ابدی نشانی اور اس کے آخری پیغمبر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سچائی کا کھلا ثبوت ہے:

"اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت دو حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو تمہارا رب ہی زیادہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ سے بھٹکا ہوا ہے اور کون راہ راست پر ہے"(قرآن ؛ 16:125)

اللہ فرماتا ہے:"اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نےتمہاری طرف ایک ظاہر روشنی اتاری ہے سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے

اور انھوں نے الله کومظبوط پکڑا انہیں الله اپنی رحمت اور اپنے فضل میں داخل کرے گا اور اپنے تک ان کو سیدھا راستہ دکھائے گا"(قرآن 4:174، 175)
قرآن پاک میں چھ ہزارسے زائد آیات (نشانیاں) ہیں، قرآن کی ہرآیت ہمارے رب کی طرف سے ایک نشانی ہے ، جو اس کے موجد کی عظمت کی شہادت ہے-
یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ نبی محمد (صلی الله علیہ وسلم) 'امی' (ناخوانده) تھے:
"وہ لوگ جو اس رسول کی پیروی کرتے ہیں اور جو نبی امی ہے جسے اپنے ہاں تورات اور انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں وہ ان کو نیکی کا حکم کرتا ہے اور برے کام سے روکتا ہے اوران کے لیے سب پاک چیزیں حلا ل کرتا ہے اور ان پر ناپاک چیزیں حرام کرتا ہے اور ان پر سے ان کے بوجھ اور وہ قیدیں اتارتا ہے جو ان پر تھیں سو جو لوگ اس پر ایمان لائے اور اس کی حمایت کی اور اسے مدد دی اور اس کے نور کے تابع ہو ئے جو اس کے ساتھ بھیجا گیا ہے یہی لوگ نجات پانے والے ہیں"(قرآن 7:157)
قرآن وحی ہے جو عربی میں نازل ہوا، اس کی بلاغت اور خوبصورتی بے مثال ہے،جو ایک ان پڑھ کے منہ سے نکلا (29:12 یسعیاہ)یہ ایک معجزه ہے-
حضرت محمد(صلی الله علیہ وسلم) کی نبوت اور 'قرآن'(لوگوں سے وہی کہے گا جو میرا حکم ہو گا) کی پیشنگوئی کا ذکر بائبل میں موجود ہے: "میں تمہا ری طرح ایک نبی اُن کے لئے بھیج دوں گا وہ نبی انہی لوگوں میں سے کو ئی ایک ہو گا- میں اسے وہ سب بتا ؤں گا جو اسے کہنا ہو گا اور وہ لوگوں سے وہی کہے گا جو میرا حکم ہو گا- یہ نبی میرے نام پر بولے گا اور جب وہ کچھ کہے گا تب اگر کو ئی شخص میرے احکام کو سننے سے انکار کرے گا تو میں اس شخص کو سزا دو ں گا-" (استثنا18:18,19)
قرآن کا عالمگیر چیلنج کہ؛'ایک بھی آیت قرآن کی طرح پیدا کرکہ دکھاؤ ، ابھی تک لا جواب ہے اور لاجواب رہے گا (قرآن؛ 2: 23)
قرآن پاک دنیاکی واحد مقدس کتاب ہےجو اپنی اصل نازل شده حالت میں بنی نوع انسانیت کی رہنمائی کے لئے دستیاب ہے اورہمیشہ دستیاب رہے گی کیونکہ الله تعالی نے اس کی حفاظت کی ذمہ داری خد اٹھا رکھی ہے:
"بےشک یہ (کتاب) نصیحت ہمیں نے اُتاری ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں" (قرآن 15:9;)-
قرآن ہی صرف ایک ایسی مقدس کتاب الہی ہے جس کوچوده سو سال سے ہر عمر، قومیت، رنگ، نسل اور مختلف پیشہ ورمسلمان کثیر تعداد میں (ڈاکٹر، انجینئر، سائنسدان،طالب علم، مزدور، علماء اور عام لوگ)تمام دنیا میں حفظ کرتے ہیں- اس وجہ سے قرآن درست طریقے سے نسل در نسل منتقل ہوتا چلا آیا ہے - اگر تمام دنیا کی کتابیں ختم ہو جایئں تو قرآن وہ واحد کتاب ہے جس کو بیک وقت تمام دنیا کے ہر علاقہ میں فوری طور پر دوبارہ اصل حالت میں لکھا جا سکتا ہے کیونکہ مسلمانوں کے ہر گاؤں، شہر میں حفاظ قرآن موجود ہوتے ہیں، جو مل کر قرآن کو دوباره پیش کر سکتے ہیں- اگرچہ مسیحی تعداد میں زیاده ہیں مگر قرآن دنیا میں سب سے زیاده پڑھی جانے والی کتاب ہے. پیو ریسرچ سینٹر (Pew Research Centre) کی رپورٹ کے مطابق اسلام

دنیا کا سب سے تیزی سے بڑھنے والا مذہب ہے۔ اگر اس کی موجودہ ترقی کی شرح 2050 کے بعد بھی برقرار رہی تو 2070 تک دنیا میں سب سے زیادہ لوگ مسلم کمیونٹی کے ہوں گے، جن کی کل تعداد 2.8 ارب ہوگی۔

قرآن اور سائنس ایک طویل موضوع ہے جس پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں- قرآن اللہ کا کلام ہے جو وحی کے زریعہ نازل ہوا- اس کی حقانیت کو ثابت کرنے کے لئے کسی ترقی پزیر سائنسی علم کی مدد لینا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے- ہم سب جانتے ہے کہ کئی مرتبہ سائنس طے شدہ نظریات کے خلاف جاتی ہے اس لئے سائنس سے متعلق قرآنی آیات کو سمجھنے لئے صرف تسلیم شدہ سائنسی حقائق کو ہی پیش نظر رکھنا چاہئے۔ سائنسی طور پرغیرثابت شدہ، قیاسات، تخمینوں اور مفروضوں سے لا حاصل بحث سے گریز بہتر ہے- قرآن میں بیان کردہ سائنسی حقائق گزشتہ چند صدیوں کے دوران آشکار ہوئے- سائنس ایک ترقی پزیر علم ہے، علمی معلومات میں اضافہ قیامت تک جاری رہے گا- اب تک سائینس کا علم اس درجہ انتہا تک نہیں پہنچا کہ وہ قرآن میں سائینس کے متعلق بیان کردہ تمام معلومات کی تصدیق کر سکے-

ممتاز سکالر ڈاکٹر ذاکر نائیک کے مطابق اگرفرض کریں کہ قرآن میں جو سائینس کے متعلق ذکر کیا گیا ہےاس کا 80 فی صد 100 فیصد درست ثابت ہو چکا ہے ،جبکہ بقیہ 20 فی صد کے متعلق حتمی طور پر کچھ نہیں کہا جا سکتا کیونکہ ابھی تک سائینس کا علم اس درجہ تک نہیں پہنچ سکا کہ وہ باقی 20 فیصد پر کچھ کہہ سکے - آج تک معلوم محدود سائینسی علم کی بنیاد پر کوئی شخص یقین کے ساتھ یہ دعوٰی نہیں کر سکتا کہ اس بقیہ 20 کا صرف ایک فیصد یا قرآن کی کوئی ایک آیت غلط ہے- لہٰذا, اگر 80 فیصد قرآن 100 فیصد درست ثابت ہو چکا اور بقیہ 20 فی صد غلط ثابت نہیں ہو سکا تو منطقی طور پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ باقی فی صد بھی درست ہی ہو گا-

قرآن 'سائنس' کی کتاب نہیں بلکہ (signs) 'نشانیوں' (آیات) کی کتاب ہے- قرآن میں ایک ہزار سے زائد ایسی آیات موجود ہیں جو سائنس کے مختلف موضوعات،مثلا فلکیات، طبیعیات، جغرافیہ، ارضیات، حیاتیات، نباتیات، حیوانیات، طب، فزیالوجی،رویان شناسی، سمندری علوم اور جنرل سائنس وغیرہ سے متعلق ہیں-ان آیات میں بیان کردہ حقائق حیرت انگیز طور پر جدید سائنس سے مکمل مطابقت رکھتے ہیں- چودہ سوسال قبل جب وحی کا نزول ہورہا تھا انسانوں کا علم ان موضوعات پرعنقا یا بہت محدود تھا, اللہ نے فرمایا : "ہم انہیں نشانیاں دکھائیں گے آفاق و کائنات میں بھی اور خود ان کی ذات میں بھی تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ وہ (اللہ) بالکل حق ہے-" (41:53قرآن)

فلکی طبیعیات کے ماہرین ابتدائے کائنات کی وضاحت ایک ایسے مظہر کے ذریعے کرتے ہیں جسے وسیع طور پر قبول کیا جاتا ہے اور جس کا جانا پہچانا نا م ''بگ بینگ'' یعنی عظیم دھماکا ہے۔ بگ بینگ کے ثبوت میں گزشتہ کئی عشروں کے دوران مشاہدات و تجربات کے ذریعے ماہرین فلکیات و فلکی طبیعیات کی جمع کردہ معلومات موجود ہیں۔ بگ بینگ ماڈل میں ایک خیال ہے جس کے مطابق ابتداء میں شاید یہ ساری

کائنات ایک بڑی کمیت کی شکل میں تھی، (جسے Primary nebula بھی کہتے ہے) پھر ایک عظیم دھماکا یعنی بگ بینگ ہوا، جس کا نتیجہ منظم کہکشائوں کی شکل میں ظاہر ہوا۔ پھر یہ کہکشا ئیں تقسیم ہو کر ستاروں، سیاروں، سورج، چاند وغیرہ کی صورت میں آئیں۔ کائنا ت کی ابتداء اس قدر منفرد اور اچھوتی تھی کہ اتفاق سے اس کے وجود میں آنے کا احتمال صفر (کچھ بھی نہیں) تھا۔ قرآن پاک درج ذیل آیات میں ابتدائے کائنا ت کے متعلق بتایا گیا ہے:

’’اور کیا کافر لوگوں نے نہیں دیکھا کہ جملہ آسمانی کائنات اور زمین (سب) ایک اکائی کی شکل میں جڑے ہوئے تھے پس ہم نے ان کو پھاڑ کر جدا کر دیا(Big Bang) ، اور ہم نے (پہلے) ہر زندہ چیز کو پانی سے پیدا کیا ہے۔ کیا یہ لوگ پھر بھی ایمان نہیں لاتے‘‘(قرآن 21:30)

"پھر وہ آسمان کی طرف متوجہ ہوا جو اُس وقت محض دھواں تھا اُس نے آسمان اور زمین سے کہا "وجود میں آ جاؤ، خواہ تم چاہو یا نہ چاہو" دونوں نے کہا "ہم آ گئے فرمانبرداروں کی طرح"(قرآن41:11)

’اور آسمانی کائنات کو ہم نے بڑی قوت کے ذریعہ سے بنایا اور یقیناً ہم (اس کائنات کو) وسعت اور پھیلاؤ دیتے جا رہے ہیں‘‘(قرآن 47:51)

"جس نے پیدا کیا اور تناسب قائم کیا" (قرآن 87:2)

لوگو، ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمہاری قومیں اور برادریاں بنا دیں تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچانو در حقیقت اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تمہارے اندر سب سے زیادہ پرہیز گار ہے یقیناً اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے"(قرآن49:13)

بچے کا حمل سے پیدائش تک پیچیدہ عمل ترتیب کےساتھ حال ہی میں دریافت ہوا ہے جو درست طریقے سے قرآن میں بیان کیا گیا- (قرآن ;23:13-14)

سوال اٹھتا ہے کہ؛ کس طرح 1400 سال قبل ایک ان پڑھ شخص جس کی پرورش تہذیب اور علم کے مراکز سے بہت دورپسماندہ عرب صحرائی علاقہ میں ہوئی ہو، ایسی درست سائینسی معلومات مہیا کرے جو دورحاضر میں دریافت ہوئی ہوں؟ یہ صرف اللہ ، واحد خالق کائنات ہے جودرست سائینسی معلومات مہیا کر سکتا ہے- لہٰذا اگرقرآن میں سائینسی معلومات کا تذکرہ درست ہے تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ قرآن میں موجود غیر طبیعاتی،غیبی اور روحانی معلومات مثلاً ؛ اللہ کا وجود، فرشتے، ایمان بالآخرة (حیات بعد ازموت،انصاف، فیصلے، جنت، جہنم، روح اور انسانوں کی حتمی تقدیر) بھی درست ہیں- (https://goo.gl/z0jlXa)

انسان قرآن سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں اگر وہ اس پر غور و فکر کریں (قرآن 38:29)- اللہ فرماتا ہے: " کیا یہ لوگ قرآن پر غور نہیں کرتے؟ اگر یہ اللہ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو اِس میں بہت کچھ اختلاف بیانی پائی جاتی"(قرآن 4:82)

قرآن کی بہت سی پیشنگوئیاں پوری ہوئیں جن کی صداقت تاریخی روایات ، تازہ ترین تحقیق اور آثار قدیمہ سے حاصل ثبوتوں سے ثابت ہوئی-
قرآن میں ربط حیرت انگیز ہےجو اس کے کلام الہی ہونے کو ثابت کرتا ہے- قرآن میں موجود بے شمار'اندرونی شواہد' ثبوت فراہم کرتا ہے، ایک مثال پیش ہے:
قرآن ایک مختصر جملے میں عیسائیوں کو آدم کے متعلق یاد دلاتا ہے:جس کا نہ باپ تھا نہ ماں، اس طرح آدم خدا کا بیٹا نہیں بن جاتا، اس طرح سے آدم اور عیسیٰ میں مماثلت ہے کہ وہ کچھ نہیں سےکچھ، یعنی اللہ کے غلام بن گئے-(قرآن ;3:59)-
عیسی اور آدم علیہ السلام میں ایک مساوات قائم کی گئی جس کے لیئے عربی لفظ (مثل) استعمال کیا گیا ہے جس کا مطلب کے 'مماثلت'- کہا گیا کہ عیسی اور آدم برابر ہیں- قرآن میں انڈیکس سے معلوم کیا جاسکتا ہے کہ نام 'عیسیٰ' قرآن میں 25 مرتبہ آیا ہے اس طرح سے نام 'آدم' بھی 25 مرتبہ آیا ہے- ڈاکٹرگیری ملر اپنی کتاب (' Amazing Quran') میں اس پر مزید اضافہ کرتے ہیں کہ اگر اس طریقه کو مزید بڑھائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ قرآن میں 8 جگہ قرآن کی آیات میں ذکر ہوتا ہے کہ فلاں چیز فلاں کی طرح ہے، اس مماثلت (مثل) پر مزید تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر ایک کا ذکر 110 مرتبہ ہے تو اس کے مماثلت چیز یا بات کا ذکر بھی 110مرتبہ پایا جاتا ہے- اس طرح سے سکرپٹ میں 'ربط' پیدا کرنا آج کے کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے دور میں بھی خاصہ مشکل ہے، مگر 1400سال قبل اس کا تصور بھی محال ہے کہ ایک ان پڑھ شخص 23 سال کے طویل عرصہ میں مختلف جگہوں، مقامات اور مختلف حالات میں چھوٹے اور بڑے ٹکروں میں کتاب لکھوا رہا ہو، جب اچانک مومنین یا کفارکے سوالات کے جواب میں وحی نازل ہو رہی ہو! یہ حیرت انگیز ہے، کوئی شک نہیں کہ قرآن ایک زندہ معجزہ ہے جو خالق واحد، اللہ کے وجود کا کھلا ثبوت ہے-
قرآن خدا کی واحدنیت کی طرف مدلل طریقه سے توجہ مبذول کراتا ہے- کچھ آیات یہاں پیش ہیں:
اللہ پر بغیر دیکھے ایمان : (7:143 قرآن)
ذَٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ ۛ فِيهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِينَ ﴿٢﴾ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿2:3﴾
یہ اللہ کی کتاب ہے، اس منل کوئی شک نہںَ ہدایت ہےبرائی سے بچنے والے لوگوں کے لے (2) جو غیب پر ایمان لاتے ہں ، نماز قائم کرتے ہں ، جو رزق ہم نے اُن کو دیا ہے، اُس منْ سے خرچ کرتے ہنے (2:3قرآن)
کاینات کا خالق اللہ تعالی ہے :
بَدِيعُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ وَإِذَا قَضَىٰ أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ ﴿١١٧﴾

وہ آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ فیصلہ کرتا ہے، اس کے لیے بس یہ حکم دیتا ہے کہ "ہو جا" اور وہ ہو جاتی ہے (2:117قرآن

،مزید:3:47,3:59,6:73,16:40,19:35,36:82,40:68)

أَمْ خُلِقُوا مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ﴿٣٥﴾أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ﴿٣٦﴾

کیا یہ کسی خالق کے بغیر خود پیدا ہو گئے ہیں؟ یا یہ خود اپنے خالق ہیں؟ (35) یا زمین اور آسمانوں کو اِنہوں نے پیدا کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ یہ یقین نہیں رکھتے (52:36)

یقیناً وہ ہر چیز پر قادر ہے (2:20 قرآن)

الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۚ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾

جس نے موت اور حیات کو اس لیے پیدا کیاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے اچھے کام کون کرتا ہے، اور وہ غالب (اور) بخشنے والا ہے (67:2 قرآن)

كَيْفَ تَكْفُرُونَ بِاللَّـهِ وَكُنتُمْ أَمْوَاتًا فَأَحْيَاكُمْ ۖ ثُمَّ يُمِيتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيكُمْ ثُمَّ إِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٢٨﴾

تم اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ کیسے اختیار کرتے ہو حالانکہ تم بے جان تھے، اس نے تم کو زندگی عطا کی، پھر وہی تمھاری جان سلب کرے گا، پھر وہی تمہیں دوبارہ زندگی عطا کرے گا، پھر اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے (قرآن 2:28)

وَلِلَّـهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ ۚ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللَّـهِ ۚ إِنَّ اللَّـهَ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾

مشرق اور مغرب سب اللہ کے ہیں جس طرف بھی تم رخ کرو گے، اسی طرف اللہ کا رخ ہے اللہ بڑی وسعت والا اور سب کچھ جاننے والا ہے (2:115قرآن)

وَلِلَّـهِ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ ۚ وَكَانَ اللَّـهُ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطًا ﴿١٢٦﴾

آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے اللہ کا ہے اور اللہ ہر چیز پر محیط ہے (4:126 قرآن)

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّـهِ سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٩٣﴾

اِن سے کہو، تعریف اللہ ہی کے لیے ہے، عنقریب وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھا دے گا اور تم انہیں پہچان لو گے، اور تیرا رب بے خبر نہیں ہے اُن اعمال سے جو تم لوگ کرتے ہو (قرآن27:93)

سَنُرِيهِمْ آيَاتِنَا فِي الْآفَاقِ وَفِي أَنفُسِهِمْ حَتَّىٰ يَتَبَيَّنَ لَهُمْ أَنَّهُ الْحَقُّ ۗ أَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ أَنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ ﴿٥٣﴾

ہم عنقریب اپنی نشانیوں کو تمام اطراف عالم میں اور خود ان کے نفس کے اندر دکھلائیں گے تاکہ ان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ وہ برحق ہے اور کیا پروردگار کے لئے یہ بات کافی نہیں ہے کہ وہ ہر شے کا گواہ اور سب کا دیکھنے والا ہے (41:53 قرآن)

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللَّـهَ سَخَّرَ لَكُم مَّا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهُ ظَاهِرَةً وَبَاطِنَةً ۗ وَمِنَ النَّاسِ مَن يُجَادِلُ فِي اللَّـهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَلَا هُدًى وَلَا كِتَابٍ مُّنِيرٍ ﴿٢٠﴾

کیا تم لوگ نہیں دیکھتے کہ اللہ نے زمین اور آسمانوں کی ساری چیزیں تمہارے لیے مسخر کر رکھی ہیں اور اپنی کھلی اور چھپی نعمتیں تم پر تمام کر دی ہیں؟ اِس پر حال یہ ہے کہ انسانوں میں سے کچھ لوگ ہیں جو اللہ کے بارے میں جھگڑتے ہیں بغیر اس کے کہ ان کے پاس کوئی عِلم ہو، یا ہدایت، یا کوئی روشنی دکھانے والی کتاب (قرآن (31:20

فَأَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّـهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّـهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَـٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾

پس آپ یک سو ہو کر اپنا منہ دین کی طرف متوجہ کر دیں۔ اللہ تعالیٰ کی وہ فطرت جس پر اس نے لوگوں کو پیدا کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے بنائے کو بدلنا نہیں، یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے (30:30 قرآن)

اختتام

انسانوں کے گروہوں کے خدا یا دیوتاؤں کے ساتھ تعلق کوعمومی طور پر'مذہب' کے طور پر جانا جاتا ہے. خدا کی عبادت مذہب کا بنیادی حصہ ہے , مذہب مختلف سوالات کے جوابات مہیا کرنے کی کوشش کرتا ہے، مثلاً؛ خداکا وجود، کائنات اور انسانیت کی تخلیق، انسانی دکھ اور تکالیف، برائی، موت اور حیات بعد از موت- آسما نوں اور زمین کے عظیم خالق اور حاکم کا تصور انسانی فطرت کے حصہ ہے- **اللہ** کو خدا (God) بھی کہا جاتا ہے، تمام خوبصورت اعلی کمال کی خصوصیات والے نام اس کے ہیں جو کسی بھی زبان میں ہوں (اللہ صرف واحد ہے)- سب سے اہم مسئلہ ہے کہ کس طرح عقل سے خدا کے وجود کو ثابت کیا جائے؟

خدا لا محدودہے اس کی ذات کا براہ راست فہم انسانی حواس سے ماوراہے- اس کو اس کی نشانیوں سے پہچانا جا سکتا ہے- عام طور پر خدا کے وجود کے ثبوت میں جو دلائل فلاسفہ کی طرف سے مہیا کیےگئے ہیں ان میں دلائل وجوہات (**Priori Argument**)، تجربے سے دلائل ((**Posteriori Argument**، 'کائناتی دلائل (**Cosmological Argument**)، ڈیزائن سے دلیل (**Teleological Argument**)،خدا کے تصور سے خدا کی حقیقت**Ontological Arguments**))، اخلاقیات اور احتمال دلائل (**Morality and Probability Arguments**) وغیرہ شامل ہیں- عصر حاضر کے مغربی فلسفہ میں خدا کے وجود پر 'مذہبی تجربے' سے ثبوت اور دوسرے دلائل تجویز کیے گئے جن کا ذکر ہو چکا.

حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے پیروکار ہونے کا دعوی کرنے والے توحید پر بہت زوردیتے ہیں، لیکن صرف اسلام کے پیروکار ، حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی پیش کردہ توحید کی میراث کے حقیقی وارث ہونے کا دعوی کر سکتےہیں.

مسیحیت کی طرف سے پیچیدہ نظریہ تثلیث کو 'تثلیث توحید' کے طور پرپیش کیا جاتا ہے، جس کے مطابق تین ؛ ایک باپ (خدا)، بیٹا (عیسی علیہ السلام)، اور روح القدس ایک ہیں- یہ نظریہ مکمل طور پر حضرت ابراہیم کی طرف سے پیش کیے گئے نظریہ توحید کے الٹ ہے. کئی فرقوں اورعیسائت کی بنیاد پرقائم مذاہب مثلا آریانزم، 'یہوواہ کے گواہوں' اور کچھ 'موحدین' کے پیروکاروں کی طرف سے'تثلیث توحید' کو رد کر دیا ہے -

توحید کے برعکس شرک (خدا کے ساتھ شراکت داری) ہے، شرک بت پرستی کا ماخذ ہے . اسلام شرک کو کفر کے مترادف سمجھ کر مسترد کرتا ہے. مسلمان سختی سے اللہ (ایک خدا) رب العالمین پر ایمان رکھتے ہیں اور بغیرکسی شبیہ کے صرف اس کی عبادت کرتے ہیں-

خدا کی صفات مثلاً پیدا کرنے والا خالق ، نہایت مہربان، منفرد، اور مزید بہت صفات قرآن اور بائبل میں درج ہیں ۔ اگرچہ خدا انسانی نظر سے دیکھا نہیں جا سکتا مگر اس کےموجود ہونے کے ثبوت اورعلامات کائنات اور انسانی تخلیق میں محسوس کیئے جا سکتے ہیں ، لیکن سرکش لوگوں کو اس میں سے کچھ حاصل نہیں ہوتا کیونکہ انہوں نے عقل اورحکمت کے دروازے بند کر رکھے ہوتے ہیں-

پچھلے رسولوں کومعجزات عطا ہوئے مگر ان پر ان کے اثرات دیر تک قائم نہ رہ سکے- حضرت موسیٰ نے (علیہ السلام) بنی اسرائیل کو مصر سے فرعون کے چنگل سے حیران کن معجزوں کے بعد نکال کر لا ئے لیکن اس کے بعد فوری طور پر اسرائیلی حدود سے تجاوز کر گینے اور بچھڑے کی پرستش میں مشغول ہو گئے- یسوع مسیح (علیہ السلام) نے بہت سے معجزات دکھا ئے مگر یہودیوں نے ان کو مسترد کر دیا-

اسلام استدلال، مباحثے اور مکالمے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے. اللہ نے اپنی حکمت سے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو قرآن عطا فرمایا جو ایک زندہ معجزہ ہے جسے کوئی بھی شخص خود پڑھ کر اس کے ذریعے حکمت اور رہنمائی حاصل کر سکتا ہے- قرآن مکمل طور پر اللہ کی طرف سے حکمت اور رہنمائی سے بھرپور سچا کلام ہے- سائنس قرآن کا موضوع نہیں مگر قرآن کی بہت سی آیات ضرورت کے مطابق سائنس کے مختلف مضامین کا حوالہ دیتی ہیں لیکن وہ سائنس کے مصدقہ اصولوں کے ساتھ متصادم نہیں ، بلکہ سائنس ان کی تائید کرتی نظر آتی ہے. قرآن انسانیت کو درپیش تمام مسائل کا حل فراہم کرتا ہے اورانسان کے دماغ میں اٹھنے والے بنیادی سوالات کے جوابات مہیا کرتا ہے مثلا؛ خد کا وجود ، کائنات اور انسانیت کی تخلیق اور وجوہ، انسانی دکھ درد، خیر و شر ، موت ، بعد از موت وغیرہ. قرآن عقلی دلائل سے انسان کی ہدایت و رہنمائی کرتا ہے، اس کو ظلمت کے اندھیروں سے روشنی کی طرف لاتا ہے، یہ اس کی سچائی اور اللہ کی اپنے بندوں پر رحمت کا کھلا ثبوت ہے -

استشراق اور مشرق وسطیٰ پر دنیا کی معروف اتھارٹی، پرنسٹن پروفیسر فلپ .کے .ٹی اپنی کتاب؛ "اسلام، زندگی کا ایک طریقہ" میں لکھتا ہے؛ " 'قرآن پاک (اللہ کی طرف سے) لکھایا گیا ہے- قرآن سے کوئی بھی آیت یا حوالہ لیں، تو اس کا تعارف اس طرح شروع کیا جا سکتا؛ "اللہ نے فرمایا!"

اب بنی نوع انسان کا اپنا انتخاب ہےکہ وہ تحریف شدہ قدیم صحیفوں پر عمل کرنا چاہتے ہیں یا اپنی رہنمائی کے لیئے خالص اصلی حالت میں محفوظ اور دستیاب آخری پیغام، قرآن پر عمل کرتے ہیں!

خدا واحد پر ایمان کا مطلب ہے کہ اس کی رہنمائی کے مطابق زندگی بسر کی جائے، اللہ کے آخری رسول نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر قرآن نازل فرمایا جو انسانیت کے لئے ابدی ہدایت کا سرچشمہ ہے – ایمان کی جھلک انسان کے اعمال سے نظر آنی چاہئیے. عبادات کے علاوہ ،اچھا اخلاق ، حقوق العباد کا احترام اور انسانیت کی خدمت مومن کی چند خصوصیات ہیں-بے عمل، بدقسمت لوگ جو نفاق میں مبتلا ہیں اور قرآن کو نظرانداز کرتے ہیں ، بربادی کی طرف جا رہے ہیں:

وَاعْتَصِمُواْ بِحَبْلِ اللّهِ جَمِيعًا وَلاَ تَفَرَّقُواْ

’’اور تم سب مل کر اللہ کی رسی (قرآن) کو مضبوطی سے تھام لو اور تفرقہ مت ڈالو۔‘‘(آل عمران،3 :103)

وَقَالَ الرَّسُولُ يَا رَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَـٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا ﴿سورة الفرقان25:30﴾

اور(روز قیامت) رسول کہے گا کہ اے میرے پروردگار! بےشک میری امت نے اس قرآن کو چھوڑ رکھا تھا ﴿سورة الفرقان25:30﴾

"بڑی ہی بری مثال ہے ایسے لوگوں کی جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا، اور وہ آپ اپنے ہی اوپر ظلم کرتے رہے ہیں" (قرآن 7:177)

... رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا إِن نَّسِينَا أَوْ أَخْطَأْنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا إِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهُ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ ۖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا ۚ أَنتَ مَوْلَانَا فَانصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِينَ ﴿٢٨٦﴾

پروردگار! ہم جو کچھ بھول جائیں یا ہم سے غلطی ہوجائے اس کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا . خدایا ہم پر ویسا بوجھ نہ ڈالنا جیسا پہلے والی امتوں پر ڈالا گیا ہے پروردگار ! ہم پر وہ بار نہ ڈالنا جس کی ہم میں طاقت نہ ہو . ہمیں معاف کردیناً ہمیں بخش دیناً ہم پر رحم کرنا توہمارا مولا اور مالک ہے اب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مدد فرما (قرآن 2:286)

خدا واحد پر ایمان انسان کی فطری جبلت ہے –تمام انسان کافر ہوں یا مومن ، عبادت گزار ہوں یا فاسق و فاجر اگر کسی سخت مصیبت میں پھنس جائیں تو وہ دنیا کی کسی مادی چیز کی پناہ تلاش نہیں کرتا بلکہ وہ کسی ایسی قوت کی پناہ چاہتا ہے جو اس کائنات سے ماورا ہو، جسے وہ دیکھ تو نہیں سکتا لیکن اس کی روح اس کا دل اس کے جسم کا ہر ریشہ اس کے موجود ہونے کی گواہی دیتا ہے اس کی عظمت و جلال کا احساس رکھتا ہے ، اس سے محبت کرتا ہے ، ڈرتا ہے ، یہ اس لیے ہے کہ اللہ پرایمان انسان کی جبلت ہے–

....

References/Links- لنکس

1. http://salaamforum.blogspot.com/2017/01/creator.html
2. http://justonegod.blogspot.com
3. http://salaamforum.blogspot.com
4. http://tanzil.net/
5. http://www.tebyan.net/index.aspx?pid=160904
6. https://ur.wikipedia.org/wiki/دین
7. https://www.reference.com/world-view/did-socrates-believe-f38cce3e8932c602
8. http://www.islamawareness.net/Buddhism/buddhist.html
9. https://goo.gl/AejkU0
10. https://en.wikipedia.org/wiki/Trinity
11. The God: by Kerin Armstorng
12. http://plato.stanford.edu/entries/trinity/trinity-history.html
13. https://ur.wikipedia.org/wiki/تثلیث
14. https://en.wikipedia.org/wiki/Son_of_God
15. http://www.focusonthekingdom.org/Urdu.pdf
16. https://faithforum.wordpress.com/claims-of-divinity-of-jesus-analysis/
17. http://bible-christianity.blogspot.com/2014/01/Trinity.html
18. https://www.biblegateway.com/passage/?search=1+John+5&version=NIV
19. https://ur.wikipedia.org/wiki/شرک
20. صفات متشابہات کی بحث:http://farooqia.com/ur/lib/1434/03/p5.php
21. ا للہ تعالیٰ کی صفات عامہ اور مخلوق: http://www.thefatwa.com/urdu/questionID/16/
22. http://salaamforum.blogspot.com/2016/12/does-allah-misguides.html
23. https://ur.wikipedia.org/wiki/قرآن_اور_جدید_سائنس
24. http://islam4humanite.blogspot.com/2011/07/amazing-quran.html
25. http://islam4humanite.blogspot.com/2011/10/quran-evidence-of-truth.html
26. http://quraniscience.com/
27. AftabKhan-net.page.tl
28. SalaamForum.blogspot.com
29. http://Peace-Forum.blogspot.com
30. http://FreeBookPark.blogspot.com
31. https://twitter.com/AftabKhanNet
32. https://www.facebook.com/AftabKhan.page
33. https://www.facebook.com/groups/1God3Faiths
34. https://plus.google.com/+AftabKhan-PeaceForum
35. https://www.youtube.com/c/PeaceForum
36. http://www.dailymotion.com/Peace-Forum
37. Encyclopedia Britanica
38. Wikipedia

~~~~~~

تحقیقی مقالہ جات و مضامین :

http://SalaamForum.blogspot.com

- خطبات اقبال – اسلام میں تفکر کا انداز جدید

Reconstruction of Religious Thought in Islam: http://goo.gl/lqxYuw

- انسداد فرقہ واریت - مختصر تاریخ اورعملی اقدامات
- مسلمانوں اور علماء کے نام کھلا خط : http://goo.gl/y2VWNE
- نظریاتی اور فکری کنفیوژن اور ممکنہ حل
~~~~~~

- کتابت حدیث کی تاریخ – نخبة الفکر – ابن حجرالعسقلانی – ایک علمی جایز ہ
- پاکستان کی دلدل اور امن اور ترقی کا راستہ
- علماء اور دور جدید
- خاموش انقلاب مگرکیسے؟
- ظالم فاسق فاجر حکمران – علماء اور مسلمانوں کا روی ہ
- ووٹ کی شرعی حیثیت مفتی اعظم پاکستان حضرت مفتی محمد شفیع
- نقاب ، حجاب: قرآن , حدیث اور اجماع – http://goo.gl/X9iI51
- عمر ضائع کردی: http://goo.gl/3ZaTwQ

http://Islam4Humanite.blogspot.com

مصنف :

آفتاب احمد خان ۱۹۹۹سےمذہب ثقافت، اخلاقیات، سائنس، سیاسیات اور روحانیت کا اعلی انسانی اقداراور پرامن معاشرہ کے قیام اور ترویج میں کردارکا مطالعہ کر رہے ہیں- انہوں نے پولیٹیکل سائنس،اسٹریٹجک اسٹڈیز، بزنس ایڈمنسٹریشن میں پوسٹ گریجویٹ تعلیم حاصل کی- وسیع سفر کے دوران امریکہ، یورپ، مشرق وسطی، چین، مشرق بعید اور آسٹریلیا میں لوگوں اورمختلف ثقافتوں کا مشاہدہ کیا-دنیا میں اکثریت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا بزرگ (Patriarch) مانتی ہے اور ان کی عزت کی جاتی ہے- اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ورثہ کے طور پر ظاہر ہوتا ہے، جس کی تکمیل حضرت محمد ﷺ پر ہوئی- بنی نوع انسان کو امن و سلامتی و برداشت کے ساتھ رہنے کی اہمیت کے پیش نظر انٹرنیٹ پر" **سلام فورم نیٹ ورک - Peace Forum Network** قائم کیا جو کہ ایک خالص تعلیمی، فکری، علمی کوشش ہے . اہم موضوعات میں علم، انسانیت، مذہب، اخلاقیات، سائنس، ثقافت، سماجیات, سیاسیات ،روحانیات برائے امن شامل ہیں- یہ فورم کسی بھی عقیدے، جنس یا نسل کے تمام باشعور، امن پسند لوگوں کو خوش آمدید کہتاہے-

ایک فری لانس رائٹرکے طور پر مصنف کے انگریزی مضامین , 2006 سے باقاعدگی سے "ڈیفنس جرنل" کراچی میں شائع ہورہے ہیں- ان میں سے منتخب تحریروں کو کتابی شکل میں 2008 میں شائع کر کے مفت تقسیم کے لیے مہیا کر دیا تاکہ اس تحقیق سے زیادہ سے زیادہ لوگ استفادہ حاصل کرسکیں - اس کےساتھ ساتھ تمام تحقیقی مواد ومضامین کو برقی کتابوںe-books بلاگز، ویب پیجز، میگزین ، ویڈیوزاورسوشل میڈیا پر دستیاب کر دیا- زیادہ عوام تک رسائی کے لیےحال میں اردو میں میں" **سلام فورم**"(http://SalaamForum.blogspot.com) کا آغاز کیا اور اب منتخب کتابوں کو اردو میں مہیا کرنے کے منصوبہ پر کام شروع کر دیا ہے- "خالق کائنات کون؟" اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے، جومصنف کی انگلش میں کتاب TheCreator کا اردو ترجمہ و مزید تحقیق کا نچوڑ ہے-تخلیق کاینات' ، 'راہنمائی'اور 'اسلام:دین کامل'بھی اردو میں ترجمہ کے بعد پیش کرنے کا ارادہ ہے(انشاء اللہ) ہیں- ان کے علاوہ مصنف کیے تحقیقی مقالے،کتب (eBooks) اور مضامین یہاں مہیا ہیں: http://FreeBooPark.blogspot.com

مزید معلومات کے لیے وزٹ کریں : http://AftabKhan-net.page.tl

انسانیت ، علم ،مذہب ثقافت، اخلاقیات، سائنس، سیاسیات ،معاشرہ ، برداشت ،امن و سلامتی

بلاگز، ویب سائٹس،سوشل میڈیا، میگزین، ویڈیوز ,کتب

سلام فورم نیٹ ورک

Peace Forum NetWork
(Web NetWork)

Be part of Millions of visitors:

لاکھوں وزٹرز میں شامل ہوں

AftabKhan-net.page.tl
SalaamForum.blogspot.com
http://Peace-Forum.blogspot.com

مفت کتب حاصل کرنے کے لیئے، وزٹ کریں

http://FreeBookPark.blogspot.com

نام ، اڈریس، SMS یاWhattsApp کریں

سوشل میڈیا پر جوائین کریں یا اپنا نام ، موبائل نمبر 923004443470+ پر"وہاٹس اپپ"SMS کریں

https://twitter.com/AftabKhanNet
https://www.youtube.com/c/PeaceForum
http://www.dailymotion.com/Peace-Forum
https://www.facebook.com/AftabKhan.page
https://www.facebook.com/groups/1God3Faiths
https://plus.google.com/+AftabKhan-PeaceForum